دار التصنیف والاشاعت بخاری اکیڈمی شیخ القرآن کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد فون ۶۵۵۴۳۶

جدید ایڈیشن

نام کتاب .... نبی ﷺ و صدیق رضی اللہ عنہ

ازافاضات .... امام اہل سنت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

طابع .... ابو اسامہ حکیم ضیاء الرحمٰن ناصر سردار پوری

معاون .... صاحبزادہ طلحہ ثناء الحفیظ شرفی

طبع سوم .... ۱۳ جمادی الاوّل ۱۴۲۱ھ طبع دوم ۱۳۹۷ھ

تعداد ۱۱۰۰

ناشر .... بخاری اکیڈمی شیخ القرآن رحمۃ اللہ علیہ

قیمت .... ۱۱۰ روپے ☆کالونی جھنگ روڈ فیصل آباد☆

☆ ملنے کے پتے ☆

حافظ محمد طیب گورایہ بخاری کتاب گھر مدرسہ قاسم العلوم وینکے روڈ حافظ آباد

کتب خانہ رشیدیہ راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی فون : ۰۵۱-۵۵۴۷۹۸

مکتبہ حسینیہ جامع مسجد حنفیہ بلاک نمبر ۱۸۔ مکتبہ الجمیعۃ امین بازار سرگودھا

مکتبہ سید احمد شہید الکریم مارکیٹ۔ سبحانی اکیڈمی حسن مارکیٹ اردو بازار لاہور

ادارہ خلافت راشدہ امین مارکیٹ نزد جامعۃ العلوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

مکتبہ دار ارقم جامع مسجد اہلحدیث امین پور بازار کشمیر بک ڈپو چنیوٹ بازار فیصل آباد

بخاری اکیڈمی دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان۔ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان

☆ ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد ☆

﴿ فہرست مضامین ﴾

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افتتاح

اَلحَمدُ لِلّٰهِ وَ کَفٰی وَسَلَامُ عَلٰی عِبَا دِهِ الَّذِینَ اصطَفٰی

اَمَّا بَعدُ ....

یار غار نبیؐ خلیفہ رسول سید نا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیات مقدسہ وسیرت مطہرہ کا امتیازی وصف اور مخصوص جوہر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ سے کامل توافق و تشابہ اور مکمل یک رنگی و ہم آہنگی ہے، اخلاق نبوی وسیرت مصطفوی سے "تَخلُّق و تَشبّہ" کی نعمت وسعادت سے جو بہرہ وافر آپ کو ملا ہے وہ اور کسی کو نہ مل سکا اور اس اعتبار سے آپ یارانِ رسولؐ کی پوری جماعت میں ماشاء اللہ ممتاز و منفرد نظر آتے ہیں۔

اگر آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی خصوصاً زمانہ خلافت کو نگاہ تعَمُّق دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ انہوں نے وہ کام کبھی نہیں کیا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا اور جو کام رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا وہ آپ نے بہر حال کیا اور ہر قیمت پر کر کے چھوڑا۔

اشبہ بر رسولؐ اللہ :۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آپ کی وفات پر کیا خوب فرمایا :۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہیں۔

ابو عمر نے استیعاب میں حضرت اسیدؓ بن صفوان کے تذکرہ میں ایک حدیث حسن حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعریف میں روایت کی ہے۔

پھر میں نے کتاب "ریاض النصرہ" میں یہی حدیث پائی جس کے الفاظ یہ ہیں۔ اسیدؓ بن صفوان سے یہ روایت ہے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انتقال فرمایا تو ان پر ایک چادر اوڑھادی گئی پھر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اس حال میں کہ آپ "اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَا جِعُونَ" پڑھتے جاتے تھے پھر فرمایا اے ابو بکرؓ اللہ آپ پر رحمت فرمائے آپؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے۔

"وَاَشبَھَھُم بِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ھَدیًا وَسَمتًا وَرَحمَۃً وَ فَضلاً" اور سیرت وعادت راست روی ومہربانی اور فضل وبزرگی میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔

(ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل چہارم احادیث خلافت ص ۱۴۱)

ایک پر دوسرے کا گمان :۔

تشابہ ویک رنگی کا کمال ملاحظہ ہو آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رنگ میں اس حد تک رنگے گئے۔ ان دونوں ذواتِ قدسیہ نے باہم اس درجہ یک رنگی ومشابہت پیدا ہوگئی کہ خلق خدا کو ایک پر دوسرے کا گمان ہونے لگا۔

من تو شدم تو من شدی
من تن شدم تو جاں شدی
تاکس نہ گوید بعد ازیں
من دیگرم تو دیگری!

صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ہجرت فرما کر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا تشریف لائے، دو شنبہ کا دن تھا اور ربیع الاوّل کا مہینہ! انصار میں سے جس

نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا وہ آ کر پہلے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سلام کرتا تھا۔ یہاں تک کہ سورج کی تپش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے لگی تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے اور آپؐ پر اپنی چادر سے سایہ کر دیا۔

"فَعَرَفَ النَّاسُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عِندَ ذٰلِكَ" تب لوگوں نے رسولؐ کو پہچانا۔ (صحیح بخاری باب ہجرت النبیؐ واصحابہ الی المدینہ)

تو جب تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر حضرتؐ کے سر پر اپنی چادر سے سایہ نہ کیا انصار مدینہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کو رسول اللہ سمجھتے رہے اور جو بھی آتا تھا پہلے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ہدیہ سلام پیش کرتا تھا۔

عمر بھر حضورؐ کی مخالفت نہیں کی :۔

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد سے اس حقیقت کا اظہار ہوتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساری عمر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی مخالفت نہیں کی۔

طبرانی "سہیلؓ" سے نقل کرتے ہیں کہ نبیؐ جب حجۃ الوداع تشریف لائے تو منبر پر چڑھے خدا تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی پھر فرمایا: "اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّ اَبَابَكرٍ لَم يَسُؤنِي قَطّ" اے لوگو! بلاشبہ ابو بکرؓ نے کبھی مجھے رنجیدہ و مغموم نہیں کیا۔

(تاریخ الخلفاء۔ احوال ابی بکر فصل فی الاحادیث الواردۃ فی فضل)

یعنی اخلاق و صفات تو بجائے خود افکار و اعمال میں بھی اس درجہ تشابہ و توافق تھا کہ عمر بھر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کبھی کوئی مخالفت نہیں کی۔

اس کی وجہ ؟

آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کبھی کوئی ایسا فعل سرزد نہیں ہوا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پریشانی خاطر و تکدّر طبع کا موجب ہوتا اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کا شائبہ بھی ہوتا؟

طینت واحدہ :۔

محدث خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَنَا وَ اَبُو بَکرٍ وَعُمَرُ خُلِقنَا مِن تُر بَۃٍ وَاحِدَۃٍ وَ فِیھَا نُد فَنُ" میں اور ابو بکر و عمر ایک ہی پاک مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور اسی ایک ہی مٹی میں ہم دفن ہوں گے (کتاب المتفق والمتفرق)

شرح مناسک میں علامہ نووی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہے کہ علماء نے لکھا ہے کہ آدمی جس جگہ دفن ہوتا ہے اس جگہ کی مٹی سے ابتدا میں وہ پیدا کیا جاتا ہے تو گویا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا بدن مبارک بھی اسی مٹی سے بنا ہے۔

(فضائل حج ص ۱۰۷ از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ صاحب محدث سہارن پور)

اس حقیقت کے پیش نظر حضرات شیخین رضی اللہ عنہما کی رفعت شان و عظمت مقام کی کوئی حد و انتہا نہیں رہی کیونکہ جس مقدس مٹی سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اقدس تیار کیا گیا ہے اسی خاک پاک سے حضرات شیخینؓ کا خمیر اٹھایا گیا ہے تو ان کی طینت اور رسول پاک کی طینت میں وحدت و یگانگت پیدا ہو گئی۔

اللہ اللہ............اپنی صناعی اور صفت تخلیق کا بہترین مظاہرہ کرنے کے لئے چشم قدرت نے جس مقدس جگہ کا انتخاب کیا اور دست قدرت نے جہاں سے

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس وجود کے لئے پاک مٹی اٹھائی اس مبارک ومقدس مقام کا نام ہے "روضۂ رسول" (صلی اللہ علیہ وسلم)

اس پاک مقام کی پاک مٹی سے صانع حقیقی نے.........

اپنی صنعت کے تین مثالی نمونے

اپنی قوت تخلیق کے تین بےمثال شاہکار

اپنی قدرت کاملہ کے تین بے نظیر مظہر

اور حسنِ عمل وجمال سیرت کے تین بے مثل پیکر تیار فرمائے

ان میں سے..........

ایک کا نامِ نامی واسم گرامی رکھا محمد .... (صلی اللہ علیہ وسلم)

دوسرے کا نامِ نامی واسم گرامی رکھا ابوبکر .... (رضی اللہ عنہ)

تیسرے کا نامِ نامی واسم گرامی رکھا عمر .... (رضی اللہ عنہ)

اس پاک مقام کی پاک مٹی سے ان تینوں حضرات کا خمیر اٹھایا گیا اور اسی مقدس جگہ میں پھر تینوں حضرات کو قیامت تک سلادیا گیا۔ علیہم الصلوۃ والسلام۔

ایک اشکال :

ترتیب وطینت کی یگانگت وحدت کے نتیجہ میں ان نفوس قدسیہ کی سیرت طیبہ وحیات مقدسہ میں یکرنگی وہم آہنگی اور عمل وکردار کی طہارت وپاکیزگی تو سمجھ میں آسکتی ہے، عادات وصفات، خصائل وشمائل اور اخلاق ومزاج میں وحدت ویکسانیت بھی عقل وفہم تسلیم کرسکتا ہے لیکن وحدت طینت سے وحدت حالات وسوانح فہم وادراک سے بالاتر ہے اور عقل انسانی یہ سمجھنے سے قاصر ہے کہ ایک ہی پاک مٹی سے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جسمِ اقدس واطہر

کی تخلیق سے یہ کیسے لازم آگیا............ کہ

☆ ہر دو حضرات علیہم السلام کی صاحبزادیاں یعنی شہنشاہ کونینؐ اور رئیس التجارؓ کی صاحبزادیاں ہونے کی باوجود نہایت تنگی و عسرت سے گھریلو زندگی بسر کریں۔

☆ دونوں اپنے گھر کا سارا کام خود کریں اور گھر میں کوئی خادمہ نہ ہو۔

☆ ہر دو حضرات کے داماد عشرہ و مبشرہ کے فرد ہوں۔

☆ ہر دو حضرات کے نواسے شہید ہوں اور خلافت کے سوال پر شہید ہوں اور نہایت بیداد و بیدردی سے شہید کئے جائیں۔

☆ ہر دو مظلوم شہیدوں کی شہادت سے پہلے انکے اعزہ واقارب شہید کئے جائیں

☆ اور ہر دو مظلوم شہیدوں کو شہادت کے بعد بھی معاف نہ کیا جائے۔

☆ اور تین دن تک دونوں مظلوموں کی سربریدہ نعشیں بے گورو کفن پڑی رہیں۔

رضی اللہ عنہما و عنہم اجمعین

آیئے ! اس اشکال کو حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے الہامی افکار و معارف کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کریں۔

محدثیت وصدیقیت نبوت :۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں جس طرح نبی کی تعریف کے یہ الفاظ کہ نبی وہ ہے جو شریعت الٰہیہ کی تبلیغ پر مامور ہو۔ ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں۔ اور ایک باطنی۔

ظاہری صورت ان کی شریعت کا لوگوں میں پہنچا دینا اور باطنی صورت ان کی وہ داعیہ قویہ ہے جو اس کے دل کے درمیان سے جوش کرتا ہے۔ اسی طرح خلیفہ خاص کی تعریف کے یہ الفاظ خلیفہ وہ ہے جو نبی کی شریعت کو لوگوں میں جاری کرے اور اس

کے ہاتھ پر خدا کے وہ وعدے جو اس کے نبی کے ساتھ پورے ہوں ایک ظاہری صورت رکھتے ہیں اور ایک باطنی۔

ظاہری صورت ان کی احکام نبی کا نافذ کرنا اور باطنی صورت ان کی وہی داعیہ قویہ ہے جو پیغمبر کے واسطہ سے اس کے دل میں جاگزیں ہو گیا ہے بلکہ اس کے دل کی جڑ سے جوش مارتا رہتا ہے۔

سنت اللہ یوں جاری ہے "وَلَن تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيلاً" کہ کارکنان قضاو قدر داعیہ قویہ (جو سات آسمانوں کے اوپر سے ملاء اعلیٰ کی توجہات کا لباس پہن کر نازل ہوا ہے) نہیں ڈالتے مگر اس شخص کے دل میں جس کا جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس کے مشابہ پیدا کیا ہو اس کی قوت عاقلہ میں نمونہ وحی ودیعت رکھا ہو اور وہ محدثیت کے نام سے مشہور ہے اور اسی عملی قوت میں عصمت کے نمونہ کا نتیجہ ہے۔

مگر نبی میں اور صدیق میں فرق یہ ہے کہ اس کی استعداد نفس سورہی ہے جب تک پیغمبر اس کو نہ جگائے گا بیدار نہ ہو گی اس کی قابلیت نفس بالقوہ ہے نفس پیغمبر کی تائید کے بغیر عمل میں نہ آئے گی یہ مجمل طور پر ہم نے بیان کیا اس کی شرح بہت بسط چاہتی ہے۔

عمرے باید کہ یار آید بہ کنار
ایں دولت سرمد ہمہ کس را نہ دہند

اس نے سالہا سال پیغمبر کے سایہ میں زندگی بسر کی ہو اور بارہا پیغمبر کے نفس قدسی کے پرتو نے اس کی انانیت کو زیروزبر کر دیا ہو اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت عظیم حاصل ہو اور اپنی جان و مال سے پیغمبر کی مدد و اعانت کرنے میں سب سے سبقت لے گیا ہو اور فرائض جہاد کے بجالانے میں پیغمبر کی تقلید اس کے حق

میں تقلید ہی نہ رہی ہو بلکہ مرتبۂ تحقیق کو پہنچ گئی ہو اور شدائد و مصائب میں شریک پیغمبر رہا ہو گویا ان مصائب و حوادث کو اس نے پیغمبر کی وجہ سے نہیں بلکہ "اصالۃً" خود اٹھایا ہو تہذیب نفس میں "اصحابُ الیمین" کے درجہ سے بھی بڑھ کر "مسند سابقین" پر جلوہ افروز ہو گیا ہو۔

پیغمبر کے نفس قدسی نے بارہا اس کا تجربہ کیا ہو کہ اس باعزت کے نفس میں وہی اعمال جگہ پاتے ہیں جو نجات دینے والے ہیں اور خسیس اور ہلاکت میں ڈالنے والے افعال سے اس کا نفس مجتنب رہتا ہے اور پیغمبر نے بار بار اس کے جنتی اور عالی مدارج ہونے کی بشارت دی ہو اور بکرات و مرات کے اوصاف حسنہ اور درجات عالیہ بیان فرمائے ہوں اور اس کی بزرگی و عظمت کے لئے اس کی اہلیت و قابلیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال سے ظاہر ہوتی ہو۔

ایسا شخص اس قابل ہوتا ہے کہ اس داعیہ کو جو سات آسمانوں کے اوپر ملاء اعلیٰ کے رنگ کا (ملبوس) لباس پہن کر اترا ہے اپنے جوہر نفس میں اٹھالے اور اس داعیہ کی وجہ سے دین پیغمبر کا اجراء اور اس کے وعدوں کا ایفا کرے۔

الغرض "ذٰلِکَ فَضلُ اللّٰہِ یئو تِیہِ من یّشاءُ" یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے یہ خلافت خاصہ ہے جو بقیہ ایام نبوت ہے یہ خلافت خاصہ ولایت کے اقسام میں سے ایک قسم ہے کہ اشبہ بکمالات انبیاء است تشبہ با لنبی من حیث ہو نبی برایں نوع بالاصالۃ صادق می آید۔

جو کمالات انبیاء میں سب سے زیادہ مشابہ ہے نبی کے ساتھ بحیثیت نبوت مشابہ ہو نافی الا صل اسی قسم پر صادق آتا ہے۔

(ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل سوم تفسیر آیت خلافت ص ۱۰۶، ۱۰۵ ملخصاً)

جوہری وحدت :۔

سبحان اللہ .... مقام صدیقیت کتنا اعلیٰ وارفع ہے کہ محدث کا تو جوہر نفس انبیاء کرام علیہم السلام کے جوہر نفس کے مشابہ ہوتا ہے اور اس کی قوت عاقلہ میں نمونہ وحی ودیعت کیا جاتا ہے لیکن صدیق کی شان یہ ہے کہ وہ محدث کے پاس اس مقام بلند وبالا سے بڑھ کر وہاں پہنچ جاتا ہے جہاں حضرات انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام کے سوا کسی کا گزر نہیں یعنی نہ صرف یہ کہ اس کی قوت عاقلہ میں نمونہ وحی ودیعت کیا جاتا ہے اور جو وہ سوچتا ہے اس کا ذہن وفکر اور قلب دماغ کبھی غلطی نہیں کرتا بلکہ صدیق کی عملی قوت میں بھی عصمت کا نمونہ ودیعت کیا جاتا ہے۔

یعنی نہ صرف یہ کہ اس کا قلب ودماغ سوچنے سمجھنے میں غلطی نہیں کرتا بلکہ اس کے اعضاء وجوارح سے بھی غلطی کا صدور وظہور نہیں ہوتا اور جو کرتا ہے صحیح کرتا ہے اس کے تمام اعمال وافعال میں عصمت جھلکتی ہے شیطان اس کے قریب بھی نہیں آسکتا بلکہ اس کے سایہ سے بھی دور بھاگتا ہے

مقام صدیق رض :۔

حضرت شاہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ صدیق کے شرعاً معصوم نہ ہونے کے باوجود عملاً پیکر عصمت ہونے کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ پیغمبر کی محبت اور طویل صحبت صدیق کی انانیت کو یکسر مٹا دیتی ہے اور اپنی جان و مال سے پیغمبر کی مدد واعانت شدائد و مصائب میں نبی کی رفاقت و معیت اور میدان جہاد و نصرت دین میں سبقت سے اس مرتبہ علیا اور رفیعہ پر پہنچ جاتا ہے کہ خسیس و مہلک افعال اور قبیح و منہی عنہا اعمال سے اس کا نفس محترز اور مجتنب رہتا ہے اور اس سے وہی اعمال سرزد ہوتے ہیں جو مأمور بہا اور موجب رضائے خدا اور باعث نجات و فلاح ہوتے ہیں۔

ایک گتھی جو سلجھتی نظر نہیں آتی :۔

اگر بات یہیں تک ختم ہو جاتی تو سمجھ میں آسکتی تھی یعنی اگر نبی و صدیق کی سیرت و کردار میں وحدت و یک رنگی اور اعمال و افعال میں توافق و تشابہ ہو تا تو بھی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تعبیر و منطق کی روشنی میں یہ مطابقت و مشابہت عقل و فکر میں آسکتی تھی لیکن اس کو کیا کہا جائے کہ سیرت و کردار اخلاق و اعمال اور خصائل و شمائل سے گزر کر حالات و واقعات اور سوانح حیات میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درمیان کامل تشابہ و توافق نظر آتا ہے۔

آخر اس کی کیا توجیہ کی جا سکتی ہے کہ ہر دو حضرات علیہا الصلوٰۃ والسلام کی عمر بھی ایک ہے یعنی تریسٹھ سال اور دونوں کے مرض وفات کی نوعیت بھی ایک ہی ہے یعنی شدید بخار اور مرض وفات کی مدت بھی ایک ہے یعنی قریباً دو ہفتے۔

آیئے اب ذرا حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں حاضر ہوں شاید ان کے الہامی و نورانی ارشادات سے گتھی سلجھ سکے۔

اشبہ بکمالات انبیاءؑ و حامل بار نبوت :۔

عارف ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اسرار و لطائف اور الہامی رموز و معارف بیان فرماتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ :۔

حضرت صدیقؓ و فاروقؓ باوجود حصول کمالات محمدی و وصول بدرجات ولایت مصطفوی.......... حضرت صدیق و فاروقؓ حامل بار نبوت محمدی اند علی اختلاف المراتب.......... زیرا کہ کمالات حضرات شیخین شبیہ کمالات انبیاء است علیہم الصلوات والتسلیمات..........

حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو اگرچہ کمالات محمدی

حاصل ہیں اور یہ حضرات ولایت مصطفوی کے درجات طے کر چکے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنھما علیٰ فراق و مراتب نبوت محمدی کے بار کے حامل ہیں کیونکہ حضرات شیخین رضی اللہ عنھم کے کمالات انبیاء علیھم السلام کے کمالات کے مشابہ ہیں۔

ہم خانۂ رسول :۔

اب خاص حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ حضرت صدیق با حضرت پیغمبر علیہ الصلوات والتسلیمات گویا ہم خانہ است اگر تفاوت است بعلو و سفل است۔

(مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب ۲۵۱ بنام حضرت خواجہ محمد اشرف کابلیؒ)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تو گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم منزل ہیں اور فرق ہے تو صرف اوپر اور نیچے کا یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بالائی منزل میں ہیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس محل کی نچلی منزل میں ہیں۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے ان الہامی معارف و لطائف کا حاصل بھی یہ ہے کہ حضرات شیخین سیدنا ابوبکر صدیق و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما علیٰ فرق مراتب۔

☆ کمالات محمدی حاصل کر چکے ہیں اور ان کے کمالات حضرات انبیاء علیھم السلام کے کمالات کے مشابہ ہیں۔

☆ اور نبوت محمدی کے بار کے حامل ہیں۔

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم خانہ و ہم منزل ہیں تو یہ حضرات شیخین رضی اللہ عنھما کے کمالات کی انتہا اور خصوصاً

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے مقام کا ارتقاء ہے اور اس میں کسی بحث و کلام کی گنجائش ہی کہاں ہے؟

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فضائل و کمالات مسلم! ان کے کمالات حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً امام الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات کے مشابہ و ہم رنگ! یہ بھی سب کو معلوم و تسلیم! ان کے مرتبہ و مقام کا علو وارتفاع بھی غیر مشتبہ و نا قابل انکار! آپ کا قرین و ہم نشین رسولؐ اور ہم خانہ و ہم منزل نبی ہونے کا سب کو اقرار و اعتراف! لیکن ان تمام حقائق کے باوجود یہ گتھی نہ سلجھ سکی کہ مقام صدیقؓ کی اس بلندی اور آپ کے مجد و شرف اور فضل و کمال میں بے مثال و ہم رنگ رسولؐ اور مرتبہ و مقام میں ہم نشین و قرین نبی ہونے سے یہ کیوں کر لازم آ گیا کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات و واقعات اور سوانح حیات و وفات بلکہ بعد از وفات میں بھی یک رنگی و ہم آہنگی اور یگانگت و وحدت پیدا ہو جائے آخر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے کمالات محمدی حاصل کر لینے اور بار نبوت محمدی کا متحمل ہو جانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم خانہ و ہم منزل ہونے سے یہ کس طرح لازم آئے گا............ کہ

☆ ہر دو حضرات شہادت خفی کے شرف سے مشرف ہوں۔

☆ ہر دو حضرات کو زہر دیا جائے۔

☆ زہر دینے والے یہودی ہوں۔

☆ زہریلے کھانے میں ہر دو حضرات کے ساتھ دوسرے آدمی شریک ہوں۔

☆ ان کے حق میں زہر فوری اثر دکھائے اور وہ فوراً وفات پا جائیں۔

☆ مگر ان حضرات کے حق میں زہر سَرِیعُ التَّاثِیر نہ ہو۔

☆ اور ہر دو حضرات کئی سال بعد اس زہر کے اثر سے شہید ہوں ۔علیہما الصلوٰۃ والسلام ۔ آخر اس معمہ کا حل کیا ہے ؟اور یہ عقدہ کیسے حل ہو ؟

اتحاد :۔

حضرت مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :اسوہ محمدی کے کامل تاسی اور علوم و معارف نبوت کے کامل استفاضہ کہ یہی وہ مقام ہے جس کو اصحاب اشارات نے نسبت محمدی سے تعبیر کیا ہے۔

پھر یہی وہ حقیقت ہے جس کو بعض اصحاب اصطلاح نے اتحاد کے مقام سے تعبیر کیا۔ یعنی اتباع اور تعشق و تشبیہ بالانبیاء کے کمال تفانی واستہلاک سے بحکم الْمَرءِ مَعَ مَن اَحبَّہ' وَعَنِ الْمَرءِ لاَ تَسْئَلُ وَسل عَن قَرِینِہٖ۔

مطیع و محبّ کا مطاع و محبوب کے تمام صفات و خصائص سے متمثل و متخلق ہو جانا۔ اور اس درجہ اعتقاداً و عملاً استغراق محبت رسول و ترک ماسواہ کہ کامل مرتبہ معیت یگانگت سے بہرہ اندوز و فائز المرام ہونا اور فاذا بصرتہ ابصرتنی کے معاملہ کا پیش آجانا۔ (تذکرہ مولانا آزادؒ ص ۱۵۵)

یہ نسبت محمدی اور یہ اتحاد جس کا منشاء اسوہ محمدی کا اتباع کامل اور علوم و معارف نبوی سے استفاضۂ تامہ ہے اس کا خلاصہ بھی تو یہی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق و اتباع اور آپ کی محبت و تاسی میں انسان اپنے آپ کو فنا کر دے اپنی انانیت کو زیروزبر اور اپنی اہوا و خواہشات کو پامال و ہلاک کر دے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صفات و خصائص اور عادات و اخلاق سے اس درجہ تمثّل و تخلّق اور تشبّہ پیدا کرے کہ معیت و یگانگت سے بہرہ اندوز و فائز المرام ہو جائے اور اس حد تک محبت رسول میں مستغرق و فنا ہو کر اعتقاداً و عملاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

کے رنگ میں بایں طور پر رنگا جائے کہ جو اسے دیکھے اس کی آنکھوں میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نقشۂ جمال پھر جائے۔

یہ حقیقت ثابت اور غیر مشتبہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس مرتبۂ علیا پر فائز تھے آپ سراپا عشق و محبت رسول مجسم واسوۂ محمدی اور پیکر اخلاق و خصائص نبوی تھے عادات و شمائل رسالت سے متمثل و متخلق تھے اور یہ امر واقعہ ہے کہ اہل مدینہ کو آپ کی ذات پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دھوکہ ہو گیا یہ سب صحیح اور بجا لیکن سوال ابھی باقی ہے اور عقدہ ابھی حل نہیں ہوا کہ صفات و خصائص اور اخلاق و شمائل سے وراء الورا حالات و واقعات اور سوانح حیات بلکہ مرض و وفات تک میں تطابق و توافق اور یگانگت و وحدت کی آخر کیا وجہ ہے ؟

یہاں حضرت مولانا ابو الکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ کی منطق کیونکر منطبق ہو گی ؟ کہ دونوں حضرات کی مرض وفات کی۔

☆ مدت بھی ایک ہے۔

☆ اور شدت بھی یکساں ہے۔

☆ حتیٰ کہ دونوں حضرات کو غشی لاحق ہو رہی ہے۔

☆ اور دونوں حضرات کی وفات کا دن بھی ایک ہے یعنی دو شنبہ۔

☆ اور تدفین کا وقت بھی ایک یعنی رات۔

اتفاق، اتفاق ہی اتفاق :۔

جب یہ گتھی کسی طرح نہ سلجھ سکی تو انسان دم بخود اور انگشت بدنداں ہو کر آخر یہی کہے گا کہ یہ اتفاق ہے لیکن اتفاق بھی تو اس وقت کہا جائے جب دو چار امور میں توافق ہو کیف ما تفق کسی بات میں وحدت و یک رنگی ہو یہاں تو قدم قدم پر بات بات

میں توافق و تشابہ ہے ہر دو حضرات کی پوری حیاتِ مقدسہ و سیرت طیبہ کے ایک ایک شعبے میں یک رنگی و ہم آہنگی ہے اسے کیسے اتفاق کہا جائے ؟ یہ تو اتفاقات کا ایک سلسلہ ہے غیر متناہی و غیر مختتم !اور ہر دو حضرات کی پوری زندگی ہی مجموعہ اتفاقات ہے۔

اتفاق یا راز :۔

بحث و منطق اور دلائل و براہین کا دفتر تہہ کر کے اور فکر و تدبر کے ہتھیار ڈال کر آخر ہمیں اقرار و اعتراف کرنا پڑے گا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی پوری زندگی میں حیات و وفات میں بلکہ بعد از وفات بھی دنیا و برزخ میں عادات و آخرت میں قدم قدم پر یہ وحدت و یک رنگی اور بات بات میں تشابہ و ہم آہنگی ہے۔

..........اور قدرت کا..........

ایک سربستہ راز ہے .... جسے انسانی عقل کبھی نہیں پا سکتی

یہ ایک گتھی ہے .... جسے انسانی خرد کبھی نہیں سلجھا سکتی

یہ ایک عقدہ ہے .... جسے ناخن فکر و تدبیر کبھی وا نہیں کر سکتا

بس اس قصے کو چھوڑیئے اور آیئے اب دیکھئے کہ قدرت کے اس راز کا کہاں کہاں پتہ چلتا ہے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت و حیات میں کہاں کہاں توافق و تشابہ کے ایمان افروز مناظر اور وحدت و یگانگت کے روح افزا جلوے نظر آتے ہیں۔ صلوات اللہ علیہم اجمعین

(امام اہل سنت)

(حضرت مولانا) سید نور الحسن بخاری (صاحب)

(رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) (ملتان)

اخلاق و شمائل اور عادات و خصائل

سب سے پہلے اخلاق و شمائل اور عادات و خصائل میں وحدت و یک رنگی .

ملاحظہ ہو :۔

اخلاق کریمانہ :۔

ابتدائے نبوت اور آغاز وحی کے وقت حضرت ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تسکین و تسلی دیتے ہوئے عرض کیا تھا :اِنَّکَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحمِلُ الکَلَّ وَتَکسِبُ المَعدُومَ وَ تُقرِئُ الضَّیفَ وَتُعِینُ عَلٰی نوَائِبِ الحَقِّ۔

بلا شبہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں ضعیفوں اور بے کسوں کا بھار اٹھاتے ہیں، فقیروں اور محتاجوں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی کرتے ہیں اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں۔ (صحیح بخاری باب کیف کان بدا لوحی)

اور ابن الدغنہ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا۔اِنَّکَ وَتَکسِبُ المَعدُومَ وَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحمِلُ الکَلَّ وَ تُقرِئُ الضَّیفَ وَتُعِینُ عَلٰی نوَائِبِ الحَقِّ ۔(صحیح بخاری باب ہجرت النبیؐ)

بلا شبہ آپ ناداروں محتاجوں کی مدد کرتے ہیں صلہ رحمی فرماتے ہیں ضعیفوں کا بھار اٹھاتے ہیں، مہمان نواز ہیں اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں۔

اللہ اللہ! دونوں باتوں کے متکلم جدا جدا ہیں۔

ایک تو حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے

اور دوسرا مشرکین مکہ کے رئیس ابن الدغنہ کا قول ہے

پھر پہلا ارشاد آغاز زمانۂ نبوت اور ابتدائے وحی کا ہے۔

اور دوسرا قول زمانہ ہجرت کا! یعنی پورے بارہ سال بعد کا!

مگر دونوں میں ایک لفظ کا بھی فرق نہیں یہ اس حقیقت کا مظہر اور ثبوت نہیں تو اور کیا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور صداقت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق کریم و صفات عالیہ اور سیرت مقدسہ و اعمال حسنہ میں اس درجہ کامل توافق و تطابق تھا اور وحدت و یک رنگی تھی کہ جو بھی اور جب بھی ان مکارم اخلاق و محاسن اعمال کی عکاسی و نقاشی کرتا تھا وہ بیان و تعبیر کے لئے ایک ہی الفاظ کا انتخاب کرنے پر مجبور تھا۔

رأفتِ سراپا و رحمتِ مجسم:۔

قرآن کریم میں اللہ رب العزت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رؤف ورحیم کے لقب سے ملقب و ممتاز فرمایا ہے بالمؤمنینَ رئُوف" رَّحِیم"(توبہ پارہ ۱۱)

تو آپؓ اہل ایمان پر شفیق و مہربان تھے جس طرح حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسلمان مومنین پر مہربان اور رحیم تھے اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی امت رسولؐ پر مہربان اور اہل ایمان پر رؤف ورحیم تھے !اور آپ کی رأفت ورحمت زبان زد ہر خاص وعام تھی۔

حضرت ابراہیم النخعیؒ سے روایت ہے فرمایا "کَانَ اَبُو بَکرٍ یُسمٰی الاَ وَّاہُ لِرأ فتِہٖ وَرَحمَتِہٖ" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بوجہ اپنی رأفت اور رحمت کے اواہ مشہور تھے۔(ابن سعد مطبوعہ بیروت ج ۳ ص ۱۷۱)

خود نطق نبوت ولسان رسالت نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رحمت ورافت علی الامت کی شہادت دی ہے۔

☆ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ رقم فرماتے ہیں :۔ابو سعید خذری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔اَرحَمُ اُمَّتِی بِهَا اَبُو بَکرٍ وَ اَقوَاهُم فِی دِینِ اللّٰهِ عُمَرُ اَصدَقُهُم حَیَاءً اعُثمَان وَ اَقضَاهُم عَلِیٌّ بن ابی طَالِب.......... میری امت پر سب سے زیادہ رحیم ابو بکر ہیں اور اللہ کے دین میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں اور سب سے سچے اور حیاء دار عثمانؓ ہیں اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔(رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم)

اس حدیث کو ابو عمر نے استیعاب کے شروع میں نقل کیا ہے۔

☆ صحابہؓ میں ایک شیخ نے جن کو" ابو محجن یا محجن بن فلان "کہا جاتا تھا بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا"اَراءَفُ اُمَّتِی بِاُ مَّتِی اَبُو بَکر" میری امت میں سب سے زیادہ میری اُمت پر شفیق ابو بکرؓ ہیں۔

☆ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث" اَرحَمُ اُمَّتِی بِاُ مَّتِی اَبُو بَکر" میری امت میں سب سے زیادہ میری امت پر رحیم ابو بکر ہیں ان دونوں حدیثوں کو ابو عمر نے استیعاب میں لکھا ہے۔(ازالۃ الخفاء مقصد ا فصل ۲ لوازم خلافت ص ۳۱)

☆ امام احمد ترمذی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:"اَرحَمُ اُمَّتِی بِاُ مَّتِی اَبُو بَکرٍ وَ اَشَدُّهُم فِی اَمرِ اللّٰهِ عُمَر"میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ رحیم ابو بکر ہیں اور ان میں اسلام میں سب سے زیادہ سخت عمرؓ ہیں۔(ایضاً فصل چہارم احادیث خلافت ص ۱۷۶)

ابن سعد نے بھی طبقات میں یہ روایت کی ہے۔مؤلف(یعنی بخاریؒ)

☆ ابو یعلی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اَراءَفُ اُمَّتِی بِاُ مَّتِی اَبُو بَکرٍ وَاَشَدُّهُم فِی الاِسلَامِ عُمَر"

میری امت میں میری امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکرؓ ہیں اور سب سے زیادہ سخت اسلام میں عمرؓ ہیں۔(ایضاً فصل چہارم ص ۱۵۶)

غیرتِ مجسم :۔

رحمت کی طرح غیرت بھی صفات حمیدہ میں سے ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دونوں جس طرح ارحم تھے اسی طرح اَغیَر بھی تھے یعنی پوری امت میں صفت غیرت میں ان کا کوئی نظیر و مثیل نہیں ہے۔

طبقات ابن سعدؒ میں روایت ہے "کَانَ اَغیَرُ هٰذِهِ الاُ مَّةِ بَعدَ نَبِیّهَا اَبَا بَکرٍ "اس امت میں سب سے زیادہ غیور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔(ابن سعد ج ۳ ص ۱۷۶)

جسدِ عنبریں :۔

ایک عجیب مماثلت و مشابہت یہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وجود اطہر عود و عنبر اور عطر و مشک سے بھی زیادہ خوشبودار تھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد عنبریں سے خوشبو کی لپٹیں آیا کرتی تھیں وجود اقدس رشکِ مشک و عنبر تھا۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا "وَلاَ شَمَمتُ مِسکاً وَلاَ عَنبَرَةً اَطیَبُ مِن رَائِحَةِ النَّبِیّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ" (متفق علیه)
میں نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے زیادہ خوشبو نہ مشک میں سونگھی اور نہ عنبر میں (مشکوٰۃ المصابیح اسماء النبیؐ و صفاتہ)

☆ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا والدہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ " فَکَانَت تَجمَعُ عَرَقَهٗ فَتَجعَلُهٗ فِی الطِّیبِ "وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کا پسینہ مبارک جمع کر لیا کرتی تھیں اور اس کو خوشبو کے طور پر استعمال کرتی تھیں ... حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت فرمانے پر عرض کیا کہ یہ آپ کا پسینہ ہے ہم اس کو اپنی خوشبو بناتے ہیں" وھو من اطیب الطیب" اور وہ خوشبو سے زیادہ خوشبودار ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جس راستے سے بھی تشریف لے جاتے اور آپ کے پیچھے کوئی اس راستے سے گزرتا تو وہ جان لیتا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ادھر سے تشریف لے گئے ہیں" مِن طِیبِ عَرَقِہٖ اَو قَالَ مِن رِیحِ عَرَقِہٖ "(رواہ الدرامی) بوجہ آپؐ کی خوشبو کے یا آپؐ کے پسینہ کی خوشبو کے (مشکوٰۃ المصابیح باب اسماء النبی وصفاتہ)

اب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق سنئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا " لَقد کَان رِیحُ اَبی بَکرٍ اَطیبَ مِن رِیحِ المِسکِ "(اَخرجَہٗ اَبُو نعیم) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وجود اقدس کی خوشبو مشک کی خوشبو سے زیادہ خوشبودار تھی اس روایت کو ابو نعیم نے نقل کیا ہے۔

(تاریخ الخلفاء فصل فیما ورد من کلام الصحابۃ فی فضلہ)

شاعری سے بُعد :۔

زمانہ شعر و شاعری کا تھا پورا عرب ادب و شعر کے نغموں اور زمزموں سے گونج رہا تھا مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنہیں شاعری سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ربانی ملاحظہ ہو" وَمَا عَلَّمنٰہُ الشِّعرَ وَ مَا ینبَغِی لَہٗ "اور ہم نے آپ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور نہ ہی وہ آپ کے شایان شان ہے (پ ۲۳ سورۃ یٰس آیت ۶۹)

اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں "اَخرَجَ ابنُ عَساکِرِ بِسَنَدٍ صَحِیحٍ عَن عَائِشَۃَ قَالَت وَاللّٰہِ مَا قَالَ اَبُو بَکرٍ شِعراً قَطُّ فِی الجَاھِلِیَّۃِ وَالاِسلَامِ وَاخرَجَ ابنُ عَساکِرِ عَن عَبدِاللّٰہِ بنِ الزُّبیرؓ قَالَ مَاقَالَ اَبُو بَکرٍ شِعراً قَطُّ"

(تاریخ الخلفاء ترجمہ الصدیق فصل کان ابوبکر اعف الناس فی جاہلیت)

ابن عساکرؒ نے سند صحیح کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا خدا کی قسم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نہ تو اسلام لے آنے کے بعد اور نہ ہی اسلام لانے سے پہلے کبھی شعر کہا۔

اور ابن عساکرؒ ہی نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کبھی شعر نہیں کہا۔

کلام موزون :۔

شعر و شاعری آپ کے منصب نبوت کے لائق اور شان رسالت کے شایان نہ تھی اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "مُدَّتُ العمر" کوئی شعر نہیں کہا۔ اس کے باوصف کئی مواقع پر زبان مبارک سے "مُقفّٰی" عبارت اور موزون الفاظ کا بے ساختہ صدور ہو گیا :۔ چنانچہ غزوۂ احزاب میں موزون الفاظ زبان پاک پر تھے۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ لَا خَیرَ اِلَّا خَیرُ الاٰ خِرَۃِ

فَبَارِكْ فِی الاَ نصَارِ وَ المُھَاجِرَۃِ

اَللّٰھُمَّ اِنَّ العَیشَ عَیشُ الاٰ خِرَۃِ

فَاغفِر لِلاَ نصَارِ وَالمُھَاجِرَۃِ

(صحیح بخاری کتاب المغازی غزوۃ الخندق)

یہی حال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا تھا۔ مؤرخ اسلام مولانا معین الدین احمد ندوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے گو کسی مکتب میں باقاعدہ زانوئے تلمذ تہہ نہیں کیا تھا تاہم فطری جودت طبع اور دربار نبوت کی حاشیہ نشینی سے آسمان فضل وکمال پر مہر درخشاں ہو کر چمکے فصاحت وبلاغت میں کمال رکھتے تھے ابتداء میں شاعری کا ذوق تھا۔ لیکن اسلام کے بعد ترک کر دیا تھا کبھی کبھی جذبات وخیالات خود بخود نظم موزون کے قالب میں ڈھل جاتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہو گئی بے اختیار ان کو گود میں اٹھالیا اور فرمایا: وبابی شبہ النبی۔ میرا باپ فدا ہو یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ ہے۔ لیس شبیھا بعلی علیؓ سے مشابہ نہیں ہے۔ (خلفائے راشدین ص ۷۰ بحوالہ مسند احمد ج ص ۸)

شراب سے اجتناب :۔

شعر وشاعری کی طرح عرب کی رنگین دنیا میں شراب نوشی کا بھی عام رواج تھا گویا شراب ان کی گھٹی میں پڑی ہوئی تھی مگر ساغر وبادہ اور جے ومینا کی اس مست ومخمور دنیا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے لب بھی شراب سے کبھی تر نہ ہوئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں :۔

ابن عساکرؒ اور ابو نعیمؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سند جید کے ساتھ روایت کی ہے آپ نے فرمایا" لَقَد کَانَ حَرَّمَ اَبُو بَکرٍ الخمرَ عَلٰی نَفسِہٖ فِی الجَاھِلِیَّۃِ" بلاشبہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے قبول اسلام سے پہلے ہی

شراب کو اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا۔ (تاریخ الخلفاء و ترجمہ ابو بکرؓ)

نظافت اور صفائی پسندی :۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی نظیف الطبع اور صفائی پسند تھے حسب ارشاد ربانی "وَ ثِیَابَکَ فَطَھِّرْ o وَ الرُّجزَ فَاھجُرْ" اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھئے اور پلیدی کو دور کیجئے (پ ۲۹ سورۃ مدثر آیت ۴۔ ۵)

آپ سراپا طہارت اور مجسم پاکیزگی تھے میل کچیل اور غلاظت و نجاست آپ کے قدمین شریفین سے بھی دور تھی۔

آپ کی صفائی پسندی کا یہ حال تھا کہ غزوہ احد میں شدید درد و تکلیف، بے حد زخم خوردگی و تشنگی کے باوجود آپ نے غیر صاف پانی نوش فرمانے سے انکار کر دیا۔

ابو الاثر حفیظ جالندھری لکھتے ہیں :۔

لہو تھمتا نہ تھا پیشانی و رخسار انور سے
لب و دنداں پہ بھی ضرب شدید آئی تھی پتھر سے

تھا اس دم درد کا احساس بھی اصحاب اکبرؓ کو
لگی تھی انتہائی پیاس بھی ساقیٔ کوثرؐ کو!

فراز کوہ تھا یہ اس جگہ کمیاب تھا پانی
صحابہؓ کر رہے تھے جستجو تا حد امکانی

ملا تو اک جگہ لیکن بہت نا صاف سا پانی
اکٹھا ہو گیا تھا اک گڑھے میں آب بارانی

علی المرتضیٰؓ اس کو سپر میں بھر کے لے آئے
نبی نے کلیاں فرمائیں اس سے زخم دھلوائے

یہ پانی پی سکا ہرگز نہ وہ پیکر نظافت کا
ہوا پانی کی بو سے دل منغص شانِ رحمت کا

(تاریخ عمران، شاہنامہ اسلام ج ۳ ص ۵)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالطبع صفائی پسند اور "نظیف الطبع" تھے۔

سفر ہجرت میں ایک منزل پر ایک چرواہا بکریوں کا ریوڑ لئے نظر آیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس سے دودھ کی فرمائش کی جب دودھ دوہنے کا وقت آیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "ثُمَّ اَمَرتُہ' اَن یَّنفضَ ضَرعَھَا مِنَ الغُبَارِ ثُمَّ اَمَرتُہ' اَن یَّنفضَ کَفِّیہِ فَحَلَبَ لِی کُثبَۃَ مِن لَبَنٍ وَقَد جَعَلتُ لِرَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِداوَۃَ علیٰ فَمِھَا خِرقَۃً"

(صحیح بخاری کتاب بدالخلق باب مناقب المہاجرین و فضلہم)

میں نے اس سے کہا کہ بکری کے تھن غبار سے صاف کرے پھر کہا کہ اپنے ہاتھ صاف کرے پس اس نے برتن میں دودھ دوہا اور میں اس برتن کے منہ پر کپڑا ڈال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے لے آیا۔

تو اخلاق و شمائل اور عادات و خصائل میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں کافی مشابہت و موافقت پائی جاتی ہے۔

صلوات اللہ علیہم اجمعین

جوش تبلیغ

دعوت و تبلیغ مقام نبوت و منصب رسالت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبلیغی جوش کے متعلق عرض کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ مبعوث ہی تبلیغ کے لئے کئے گئے تھے۔ آپ کے بعد جو جذبہ اشاعت اسلام اور جوش تبلیغ دین حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں پایا جاتا ہے اس کی نظیر اور مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی مماثلت اور مشابہت کا یہ عالم ہے کہ جس طرح تبلیغی سلسلہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھروں کی بارش ہوئی ہے اور آپ لہو میں نہا گئے۔

اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر کفار و فجار نے مشق سنگ باری کی اور اس حد تک انہیں نشانہ جفا بنایا کہ آپ لہو لہان اور مدہوش ہو گئے اب پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق حالات وواقعات ملاحظہ ہوں۔

☆ مولانا شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں اہل مکہ سے تو قطعی ناامیدی تھی اس لئے آپ نے ارادہ فرمایا کہ طائف تشریف لے جائیں اور وہاں دعوت اسلام فرمائیں طائف میں بڑے بڑے امراء اوز ارباب اثر رہتے تھے۔ ان سب میں عمر کا خاندان رئیس القبائل تھا۔ یہ تین بھائی تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور اسلام کی دعوت دی ان تینوں نے جو جواب دیئے وہ نہایت عبرت انگیز تھے۔

ان بد بختوں نے اسی پر اکتفانہ کیا طائف کے بازاریوں کو ابھار دیا کہ آپ کی ہنسی اڑائیں، شہر کے اوباش ہر طرف سے ٹوٹ پڑے یہ مجمع دو رویہ صف باندھ کر کھڑا ہوا جب آپ ادھر سے گزرے تو آپ کے پاؤں پر پتھر مارنے شروع کئے یہاں تک کہ آپ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں۔ جب آپ زخموں سے چور ہو کر بیٹھ جاتے تو بازو تھام کر کھڑا کر دیتے جب آپ پھر چلنے لگتے تو پتھر برسانے کے ساتھ ساتھ گالیاں دیتے

اور تالیاں بجاتے تھے (سیرت النبیؐ ج ا ص ۲۴۳ از موسیٰ بن عقبہ اور طبری وابن ہشام)

☆ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں: بخاری نے عروہ بن زبیر سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے عبداللہ بن عمر بن عاصؓ سے پوچھا کہ سب سے زیادہ سخت کام جو مشرکین نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا تھا وہ کیا تھا؟ انہوں نے کہا سب سے زیادہ سخت نظارہ جو میں نے دیکھا وہ یہ تھا کہ عقبہ بن معیط نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر آپؐ کے گلے میں لپیٹ کر اس نے آپؐ کا گلا گھونٹنا شروع کیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو وہ آئے اور انہوں نے عقبہ کو آپ کے پاس سے ہٹایا اور کہا کیا تم ایک شخص کو قتل کئے ڈالتے ہو اس بات پر وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور تمھارے پاس کھلی ہوئی نشانیاں تمھارے پروردگار سے لایا ہے۔ (ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل سوم تفسیر آیات خلافت ص ۹۹)

☆ اور حاکمؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ کافروں نے ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔

" لَقَدْ ضَرَبُوا رَسُولَ اللّٰهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى غَشِيَ عَلَيهِ " (ایضاً)

ان واقعات سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تبلیغ دین اور اعلاء کلمۃ اللہ میں کن جگر گداز مصائب و شدائد کا سامنا کرنا پڑا۔

اب دیکھئے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کس طرح اس معاملہ میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مثیل و مشابہ ہیں اور آپ بھی کس طرح تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جانگسل مظالم کا تختہ مشق بنتے ہیں۔ رضی اللہ عنہ۔

☆ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ریاض

النضرہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب یک جا ہوئے وہ کل انتالیس مرد تھے ابو بکر نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلان اسلام کی بابت اصرار کیا آپ نے فرمایا ابو بکر ابھی ہم لوگ بہت تھوڑے ہیں۔ مگر وہ برابر آپ سے اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام ظاہر فرمادیا اور باہر تشریف لے آئے اور تمام مسلمان حرم کعبہ میں ادھر ادھر بیٹھ گئے اور ابو بکرؓ نے کھڑے ہو کر خطاب شروع کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی بیٹھے ہوئے تھے۔

"وَقَامَ اَبُو بَكرٍ فِي النَّاسِ خَطِيباً وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ جَالِس" وَكَانَ اَوَّلَ خَطِيبٍ دَعَا اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلَى رَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم "وہ سب سے پہلے خطیب ہیں جنہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔

تب مشرکین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے حرم کعبہ کے اندر جس قدر مسلمان تھے سب کو بہت سخت مارا اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تو پیروں تلے روندے گئے اور بہت ہی سخت مارے گئے "وَوُطِئَ اَبُوبَكرٍ وَضُرِبَ ضَرباً شَدِيداً"

اتنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قبیلہ کے لوگ دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے مشرکوں کو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس سے ہٹایا اور ان کو کپڑے میں اٹھا کر ان کے گھر لے گئے اور ان کو آپ کی موت میں کوئی شک و شبہ نہ تھا۔

ابو قحافہ رضی اللہ عنہ ان کے والد اور قبیلہ کے لوگ برابر ان سے کلام کرتے

تھے۔ مگر وہ بے ہوش تھے جواب نہ دیتے تھے۔ با لآخر شام کے قریب جواب دیا تو یہ
کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری آپ کی والدہ محترمہ ام الخیر بنت صخر
نے بہت اصرار کیا کہ آپ کچھ کھا پی لیں مگر آپ برابر یہی پوچھتے رہے کہ رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری ام الخیرؓ نے کہا واللہ مجھے تمھارے صاحب کا کوئی علم
نہیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا تم ام جمیل بنت خطاب کے پاس
جاؤ اور ان سے حضرتؐ کا حال دریافت کرو۔

چنانچہ وہ ام جمیل کے پاس گئیں ام جمیل اس کے ساتھ چلی آئیں دیکھا کہ
ابو بکرؓ پڑے ہوئے ہیں اور ان کی حالت غیر ہے۔ چیخ اٹھیں اور کہا کہ جن لوگوں نے
تمھارے ساتھ یہ کیا ہے وہ بڑے بدکار لوگ ہیں اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے
تمھارا انتقام لے گا۔

" قَالَ مَا فُعِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّم " حضرت ابو بکر صدیق
رضی اللہ عنہ نے بدستور فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری ؟ام جمیل نے کہا
بحمد للہ صحیح و سالم ہیں !دریافت کیا کہاں تشریف رکھتے ہیں ؟ کہا ارقمؓ کے گھر میں
تو فرمایا میں نے اللہ سے عہد کر رکھا ہے کہ جب تک رسول اللہ کی بارگاہ میں حاضر نہ ہو
ل گا نہ تو کچھ کھاؤں گا نہ ہی کچھ پیوں گا ان دونوں نے توقف کیا یہاں تک کہ جب رات
زیادہ گزر گئی آمدورفت موقوف ہو گئی اور لوگ سو گئے تو وہ دونوں آپؓ کو لے چلیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ان دونوں پر ٹیک لگائے ہوئے چل رہے
تھے یہاں تک کہ آپؓ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچا دیا "يَتَكِئُ
عَلَيهِمَا حَتّٰى اَدخَلَتَاهُ عَلَى النَّبِیِّ " حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ
پہنچتے ہی حضرت ابو بکر صدیقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک پڑے اور آپ کا بوسہ لیا

اور تمام مسلمان ابو بکرؓ پر جھک پڑے " فَانْكَبَّ عَلَيْهِ فَقَبَّلَه' وَانْكَبَّ عَلَيه المُسلِمُونَ" رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت ابو بکر صدیق کی حالت دیکھ کر بہت سخت رقت طاری ہوئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اس بدکار نے جو میرے منہ پر مارا تھا اس کا اب میرے اوپر کچھ بھی اثر نہیں۔

محبِ صادق کو وصال محبوب کے بعد کسی کرب اور درد کا احساس بھلا کب ہو سکتا تھا۔(بخاری)

ایک مہینہ تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صرف انتالیس مسلمان تھے اور جس دن حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نشانہ جفا بنایا گیا اسی دن حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے "وَكَانَ اِسلاَمُ حَمزَةَ يَومَ ضُرِبَ اَبُو بَكرٍ"

(ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل سوم ص ۹ تا ۹۹ ملخصاً)

☆ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی مشہور و متداول کتاب سیرت الحلبیہ میں یہ واقعہ نقل کیا ہے اور اس میں اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی تعداد ۳۸ بیان کی گئی ہے.......... نیز حلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ علامہ زمخشری نے اپنی کتاب خصائص العشرہ میں ذکر کیا ہے کہ یہ واقعہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس وقت پیش آیا جب آپ اسلام لائے اور اپنے اسلام کی قریش کو خبر دی۔

(سیرت حلبیہ مطبوعہ مصر ج ا ص ۲۳۲)

☆ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی روایت ابن عساکر سے نقل کی ہے، اس میں اصحاب رسول رضوان اللہ علیھم اجمعین کی تعداد (۳۸) اڑتیس بیان کی گئی ہے۔(تاریخ الخلفاء "ترجمہ الصدیقؓ")

ابن عساکرؒ اور ریاض النضرہ کی ان روایات میں تطابق کی صورت یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس قربانی سے پیشتر اصحابؓ کی تعداد ۳۸ تھی۔ اللہ تعالی نے اس قربانی صدیق رضی اللہ عنہ کے صلہ میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا ہدیہ عطا فرمایا۔ اور آپ اسی دن شرف اسلام سے مشرف ہوئے۔

ابن عساکرؒ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی نقل کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کرتے ہی اپنے اسلام کا اظہار کر دیا۔ اور لوگوں کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف دعوت دینی شروع کر دی "عَن عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ قَالَ لَمَّا اَسلَمَ اَبُوبَکرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَظھَرَ اِسلاَمَہ' وَدَعَااِلَی اللّٰہِ وَاِلٰی رَسُولِہٖ "

(تاریخ الخلفاء ترجمۃ الصدیقؓ)

فضائل صدیقی کا زریں باب :۔

میں عرض کرتا ہوں کہ یہ روایت بڑی ایمان افروز ہے اور یہ واقعہ سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کتاب فضائل کا سنہری باب ہے۔ اور اس ایک واقعہ سے اس ذات پاک کے متعدد فضائل عالیہ ثابت ہوتے ہیں.......... مثلاً..........

☆ سب سے پہلے حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پہلے آپ کو اسلام کی عمومی دعوت کا شرف نصیب ہوا اور آپ اولین خطیب ہیں۔ جنہوں نے خدا اور رسول خدا کی طرف سے لوگوں کو برملا دعوت دی "وَکَانَ اَوَّلَ خَطِیبٍ دَعَا اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ وَاِلٰی رَسُولِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم "

☆ فی سبیل اللہ دعوت و تبلیغ کی راہ میں سب سے پہلے نشانہ جور و جفا بننے اور اذیت اور تکلیف اٹھانے کی سعادت اور شرافت بھی آپ ہی کی قسمت میں ودیعت ہو چکی تھی۔

☆ آپ کی محبت رسول کا کمال ملاحظہ ہو کہ ہدف تعذیت و تشدد بننے کے کئی گھنٹے بعد آپ کو ہوش آیا تو پہلا جملہ جو آپ کی زبان پاک سے نکلا وہ یہ تھا کہ " مَا فَعَلَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم "یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے ہیں ؟اور بار بار یہی پوچھتے رہے۔

جب ام جمیل بنت خطاب اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ نے آپؓ سے کھانے پینے کے متعلق کچھ اصرار کیا تو فرمایا جب تک بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر جلوہ اور دیدِ یار سے اپنی پیاس نہیں بجھاؤں گا خدا کی قسم کھانا اور پانی چکھوں گا بھی نہیں "وَاللّٰہِ لاَ اَذُوقُ طَعَامًا وَ شَرَابًا "

اللہ اللہ ! عشق رسولؐ اور محبت نبیؐ کے یہ دلنواز و روح آفریں منظر چشم فلک کو کب نظر آئے ہوں گے ؟کہ اس قدر تکلیف و اذیت اٹھانے اور جانگسل مصائب و شدائد میں مبتلا ہونے کے بعد بھی اپنی جان کا کچھ بھی خیال نہیں ،سارا فکر اپنے محبوب کریم کا ہے "علیہ الصلوت والسلام "

اور گھنٹوں بے ہوش رہنے کے باوجود پانی کے ایک گھونٹ سے بھی اپنے لب تر نہیں کرتے جب تک محبوب کریم ﷺ سے اپنی روح کی پیاس نہ بجھالیں۔

☆ پھر جب محبوب کا دیدار نصیب ہوتا ہے تو پروانہ وار حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر جھک پڑتے ہیں اور جبین مبارک کو بے تابانہ چوم لیتے ہیں۔

سبحان اللہ ! کیا شان ہے اس ذی شان کی ،جس کی قسمت میں وجودِ نبوت سے ہم کنار و ہم آغوش ہونا اور رخسار رسالت کے بوسے لینا لکھ لیا گیا تھا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست

تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

آج بڑا خوش نصیب و نیک بخت ہے وہ شخص جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پاک کے گنبد خضریٰ کی ایک جھلک نصیب ہو مگر ایک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بخت رسا اور مقدر اعلیٰ ہے کہ وہ جبین اقدس کو چومتے نہیں تھکتے۔

"ذٰلِكَ فَضلُ اللّٰهِ يُؤتِيهِ مَن يَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الفَضلِ العَظِيم"

اب ذرا اس ایک واقعہ مبارکہ میں تشابہ و توافق اور وحدت و یک رنگی کے کئی جلوے دیکھئے۔

جس طرح تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کی مہم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانگداز مصائب اٹھائے۔ حتیٰ کہ طائف کے اشرار نے آپ پر سنگباری کی اور اس حد تک نشانہ جور و جفا بنایا کہ آپ کو حضرت زید (جو اس تبلیغی مہم میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے) اٹھا کر شہر سے باہر ایک باغ میں لے گئے اور پانی پلایا............اسی طرح دعوت الی الاسلام کی پاداش میں مشرکین مکہ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اس قدر مارا کہ آپؓ گویا کہ کچل گئے، قبیلہ بنی تیم کے لوگ دوڑے دوڑے آئے مشرکوں کو ہٹایا اور ایک کپڑے میں ڈال کر آپؓ کو گھر اٹھا لائے۔

جس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو مشرکین کے نرغے سے نکالا گیا اور کفار کو ہٹایا گیا ......اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں عقبہ بن ابی معیط چادر ڈال کر آپ کا گلا گھونٹ رہا تھا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس لعین کو آپؐ سے ہٹایا اور آپؐ کو بچایا

جس طرح کافروں نے ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے..........اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی مشرکین کی مار سے بے ہوش ہو گئے۔

جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مرض وفات میں نماز کے لئے مسجد میں آتے ہوئے یا شدت علالت میں حجرۂ صدیقہؓ میں تشریف لاتے ہوئے دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر چلے.......... اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اس واقعہ کے بعد دو بیبیوں کا سہارا لے کر رات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے فرماتی ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور آپ کی بیماری شدت اختیار کر گئی تو آپ نے ازواج مطہرات سے اجازت طلب کی کہ ایام علالت میرے گھر میں گزاریں چنانچہ یہ اجازت دے دی گئی۔

پس آپؐ تشریف لائے اور آپؐ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جا رہے تھے اور آپؐ حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور ایک اور شخص کے درمیان سہارا لے کر چل رہے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الصلوۃ کتاب المغازی باب مرض النبیؐ)

جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جاتے ہی اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے لپٹ گئے تھے.......... اسی طرح تمام مسلمان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے لپٹ گئے۔

جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسا اسلام کا شیر دائرہ اسلام میں آیا.......... اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی دعا سے حضرت امیر حمزہؓ جیسا اسلام کا شیر دائرہ اسلام میں آیا۔

فرق صرف اتنا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے قولی سے آئے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی

اللہ عنہ کی دعائے عملی سے آئے۔

...........یعنی...........

جس دن آپؐ فی سبیل اللہ اس اذیت و تکلیف کا ہدف و نشانہ بنے...........اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو اعلان حق اور قبول اسلام کی توفیق عطا فرمائی۔

رضی اللّٰہ تعالی عنه وعنهم اجمعین

عزم وثبات استقامت فی الدین اور توکل علی اللہ

اسلام ہدوں کے آگے نہیں خدا کے آگے جھکنے کا نام ہے داعیان الی الاسلام حضرات انبیاء علیہم السلام نے غلط ماحول سے کبھی مصالحت نہیں کی وقت کے تقاضوں کا کبھی ساتھ نہیں دیا۔ معاشرہ کے فاسد نظام کے آگے کبھی نہیں جھکے' اگر وہ ایسا کرتے تو ان کی بعثت اور تشریف آوری کا کوئی مقصد ہی نہ ہوتا اور انسانیت کی اصلاح وہدایت کا خواب ہمیشہ تشنۂ تعبیر ہی رہتا۔

نبوت غلط ماحول سے لڑتی فاسد نظام سے جہاد کرتی ہے۔ وقت کے تقاضوں کی رعایت اور غلیظ معاشرہ سے مصالحت کرنے کی بجائے پوری قوت کے ساتھ اس سے متصادم ہوتی ہے۔ اور اس وقت تک چین نہیں لیتی جب تک ظلمت کو نور اور اندھیرے کو اجالے میں تبدیل نہیں کردیتی اور اگر یہ ممکن نہیں ہوتا تو اپنی جان شیریں جان آفریں کے سپرد کرکے اپنے فرائض سے توعہدہ برا ہو جاتی ہے۔

سودا قمار عشق میں شیریں سے کوہ کن
بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا
کس منہ سے اپنے آپ کو کہتا ہے عشق باز
اے میری جان آپ سے یہ بھی نہ ہو سکا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرکین مکہ اور رؤساء قریش کی طرف سے مداہنت و مصالحت کی پرزور دعوت دی گئی حسن و دولت کے چکمے اور اقتدار و حکومت کے لالچ دیئے گئے۔

مگر آپ اپنے مقام عظیم پر برابر مقیم و مستحکم رہے۔ آپ کے پائے ثبات میں

ذرہ بھی تزلزل رونما نہ ہوا۔ وجود اقدس صبر و استقامت اور عزم و توکل کا ایک جبلِ جلیل تھا جسے کوئی بھی چیز اپنی جگہ سے ہلا نہ سکی۔ اب ذیل میں اس حقیقت کے تاریخی شواہد و دلائل ملاحظہ ہوں۔

ا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم فرماتے ہیں:۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وَالَّذِی نَفسِی بِیَدِہٖ لأُقَاتِلَنَّهُم عَلٰی اَمرِی حَتّٰی تَنفَرِ وَسَالِفَتِی اَو لَیَنفُذَنَّ اللّٰہُ اَمرَہ' (اَخرَجَہُ البُخَارِی)".........

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ میں کافروں سے دین کیلئے لڑتا رہوں گا یہاں تک کہ میری گردن جدا ہو جائے یا اللہ اپنا دین غالب کرے.......... اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا اور یہی لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ میں ابو طالب سے مخاطب ہو کر فرمائے تھے اور سہیل سے بھی یہ لفظ حدیبیہ میں فرمائے تھے۔ (ترجمہ ازالۃ الخلفاء مقصد افصل ۳ ص ۱۱۰)

☆ مؤرخ اسلام علامہ شبلی نعمانی" لکھتے ہیں:۔ غرض جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان نبوت کیا اور بت پرستی کی علانیہ مذمت شروع کی تو قریش کے چند معززوں نے ابو طالب سے شکایت کی۔ ابو طالب نے نرمی سے سمجھا کر رخصت کر دیا۔ لیکن چونکہ بنائے نزاع قائم تھی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ادائے فرض سے باز نہ آسکتے تھے اس لئے یہ سفارت دوبارہ ابو طالب کے پاس آئی۔

اس میں تمام رؤسائے قریش یعنی عتبہ بن ربیعہ 'شیبہ 'ابو سفیان' عاص بن ہشام 'ابو جہل 'ولید بن مغیرہ' عاص بن وائل' وغیرہ شریک تھے ان لوگوں نے ابو طالب سے کہا کہ تمہارا بھتیجا ہمارے معبودوں کی توہین کرتا ہے ہمارے آباؤ اجداد کو گمراہ کہتا ہے ہم کو احمق ٹھہراتا ہے۔ اس لئے یا تو تم بیچ میں سے ہٹ جاؤ 'یا تم بھی میدان میں آؤ

کہ ہم دونوں میں سے ایک کا فیصلہ ہو جائے۔

ابو طالب نے دیکھا کہ اب حالت نازک ہو گئی ہے' قریش اب تحمل نہیں کر سکتے اور میں تنہا قریش کا مقابلہ نہیں کر سکتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مختصر لفظوں میں کہا کہ " جان عم! میرے اوپر اتنا بار نہ ڈال کہ میں اٹھا بھی نہ سکوں" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہری پشت و پناہ جو کچھ تھے ابو طالب تھے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اب ان کے پائے ثبات میں بھی لغزش ہے آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا" خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے ایک ہاتھ میں سورج اور دوسرے میں چاند لا کر دے دیں تب بھی میں اپنے فرض سے باز نہ آؤں گا۔ خدایا اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا۔

(سیرت النبی طبع ۳ ص ۳۰۵ بحوالہ ابن ہشام ص ۸۹ و تاریخ امام بخاری)

اللہ اللہ! خدایا اس کام کو پورا کرے گا یا میں خود اس پر نثار ہو جاؤں گا کتنا عزم و یقین اور ثبات و استقامت ہے۔ حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اصل الفاظ یہ تھے ارشاد فرمایا" وَاللّٰہِ لَو وَضَعُوا الشَّمسَ فِی یَمِینِی وَ القَمَرَ فِی یَسَارِی عَلٰی اَن اَترُکَ ھٰذَا الاَمرُ مَاتَرکتُہ' حَتّٰی یُظھِرَہُ اللّٰہُ اَو اُھلِکَ فِیہِ"

خدا کی قسم اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند لا کر رکھ دیں تا کہ میں اس (دعوت اسلام) سے دستبردار ہو جاؤں تب بھی میں اس سے دستبردار نہیں ہوں گا یہاں تک کہ اللہ اپنے دین کو غالب کرے گا یا میں اس راہ میں جان سے مارا جاؤں۔ (سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۲۳ و ابن ہشام ج ۱ ص ۲۶۶)

غرض کفار نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ڈورے ڈالے، چکمے دیئے مگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ آپ کا موقف یہ تھا کہ

اللہ دین حق کو غالب کرے گا یا میں اس راہ میں قربان ہو جاؤں گا، یعنی میں اپنی جان تو دے سکتا ہوں مگر اس کام کو نہیں چھوڑ سکتا۔

دست از طلب نہ دارم تا کام من بر آید
یا تن رسد بجاناں یا جاں ز تن بر آید

بہر حال عزم و ثبات اور استقلال و استقامتِ نبویہ و حیات محمدیہ کا وصف ہے۔

صدیق اکبرؓ کا عزم و ثبات:۔

اب دیکھئے کہ اس سلسلہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کس درجہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ و مطابق ہیں اور وہ اپنے عہد خلافت میں کس طرح قدم قدم پر عزم و ثبات اور توکل و استقامت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں۔

مانعین زکوٰۃ کے سلسلہ میں:۔

☆ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ایک دفعہ آپ کے سامنے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا گیا تو آپ رونے لگے اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میرے عمر بھر کے سارے اعمال خیر ان کے ایک دن اور ایک رات کے برابر ہوتے رات تو وہ جس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کو گئے تھے اور ان کا دن وہ ہے کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس عالم سے تشریف لے گئے تو عرب کے اکثر قبائل مرتد ہو گئے اور کہا کہ ہم زکوٰۃ نہ دینگے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا زکوٰۃ کے اونٹ تو بڑی چیز ہیں اگر مجھے اونٹ کے باندھنے کی رسی جو دیا کرتے تھے نہ دیں گے تو ان سے ضرور جہاد کروں گا۔

میں نے عرض کیا اے خلیفۂ رسول! حالات کا تقاضا تو یہ ہے کہ آپ لوگوں

کی تالیف قلب کیجئے اور ان کے ساتھ نرمی فرمایئے! فرمایا اے عمرؓ تم جاہلیت میں تو بڑے بہادر ہوتے تھے کیا اسلام میں بزدل ہوگئے اے عمر! "اِنَّہٗ قَدِانقَطَعَ الوَحیُ وَتَمَّ الدِّینُ اَیَنقَصُ وَاَنَاحَیٌّ" (رواہ زرین) وحی منقطع ہو چکی' دین پورا ہو گیا' کیا دین میں کمی کی جائے اور میں زندہ رہوں یہ نہیں ہو سکتا اس حدیث کو زرین نے روایت کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ)

☆ اس سلسلہ میں حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں:۔ اکثر صحابہؓ اس معاملہ میں متردد تھے یہاں تک کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے نرمی کی درخواست کی' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم جاہلیت میں سختی کرنے والے تھے اور اسلام میں سستی کرنے والے بن گئے؟ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کا سوال و جواب ہوا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابتداء میں تمام صحابہ مانعین زکوٰۃ سے لڑنے کو برا سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ وہ اہل قبلہ ہیں مگر جب۔

"تَقَلَّدَاَبُو بَکرٍ سَیفَہٗ وَخَرَجَ وَحدَہٗ فَلَم یَجِدُوا بُدًّامِنَ الخُرُوجِ وَقَالَ ابنُ مَسعُودٍ کَرِهنَاذٰلِكَ فِی الاِبتِدَاءِ ثُمَّ حَمِدنَاہُ عَلَیهِ فِی الاِنتِهَاءِ اَخرَجَهُمَا البَغوِیُ وَغَیرَہٗ" (ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل سوم ص ۴۷)

حضرت ابوبکرؓ نے اپنی تلوار زیب دوش کی اور تن تنہا جہاد کو نکلے' تو پھر سب نے جہاد کیلئے نکلنے کے سوا کوئی مفر نہ دیکھا اور کہا یا خلیفہ رسولؐ آپ تشریف رکھئے ہم جاتے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم ابتداء میں اس جہاد کو برا سمجھتے تھے مگر آخر میں ہم نے اس معاملہ میں ابوبکرؓ کی تعریف کی اور ان کے شکر گزار ہوئے یہ دونوں روائتیں بغوی نے لکھی ہیں۔

☆ دار قطنی ابن عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے اور اپنی سواری پر بیٹھے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے اس کی مہار پکڑی اور کہا یا خلیفہ رسول! آپ کہاں جاتے ہیں؟ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دن کہا تھا کہ اپنی تلوار کو میان میں کر لیجئے اور اپنی ذات کیلئے ہم کو پریشان نہ فرمایئے اور مدینہ واپس لوٹ چلئے "فَوَاللّٰہِ لَئِن فَجعنَا بِكَ لاَ يَكُونُ لِلاِسلاَمِ نِظَامٌ اَبَدًا" خدا کی قسم! اگر ہمیں آپ کے صدمہ سے دوچار ہونا پڑا تو دین کا شیرازہ درہم برہم ہو جائے گا اور اسلام میں کبھی نظام باقی نہ رہے گا۔ (تاریخ الخلفاء فصل واقع فی خلافۃ احوال ابی بکر الصدیقؓ)

مقامِ صدیقؓ:۔

اللہ اللہ........... مقام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بلندیوں اور رفعتوں کے کیا کہنے کہ جنہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے لئے سرمایہ امن و سکون اور دین کے لیئے اساس نظام و استحکام قرار دیتے ہیں اور اپنے اس قول و ارشاد کی اساس و بنیاد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر رکھتے ہیں۔

سمع و بصر رسولؐ:۔

سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے یہ جو فرمایا میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو آپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُحد کے دِن کہا تھا" اس ارشاد کی تفصیل ملاحظہ ہو:۔ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔ عبد الرحمٰنؓ بن ابی بکر بدر کے دن مشرکین کے ساتھ تھے قریش کے بڑے بہادر لوگوں میں سے تھے۔ انہوں نے یوم بدر مبارزت کی یعنی اپنے ساتھ لڑنے کے لئے مسلمانوں کو عام چیلنج کیا۔

" فَقَامَ اِلَیہِ اَبُوہُ اَبُوبَکرٍلِیُبَارِزَہ‘فَقَالَ لَہ‘ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَتِّعنَا بِنَفسِکَ یَااَبَا بَکرٍ اَمَا عَلِمتَ اِنَّکَ عِندِی بِمَنزِلَۃِ سَمعِی وَبَصرِی "

تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے کے لئے اٹھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا اے ابو بکرؓ ہمیں اپنی ذات سے فائدہ اٹھانے کا موقعہ دیجئے کیا تم نہیں جانتے کہ آپ کا مقام میرے نزدیک بمنزلۂ سمع و بصر ہے

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو اُحد کے دن لڑائی کے لئے بلایا۔

"فَقَالَ لَہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَتِّعنَا بِنَفسِکَ اَمَا عَلِمتَ اِنَّکَ مِنِّی بِمَنزِلَۃِ سَمعِی وَبَصرِی "(سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۱۷۹ مطبوعہ مصر)

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے فرمایا آپ اپنی ذات سے ہمیں نفع اندوز ہونے دیجئے کیا آپ کو علم نہیں کہ بلا شبہ میرے نزدیک آپ کا مرتبہ بمنزلہ میری دید و شنید کے ہے .... حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی سے کہ " اِنَّکَ مِنِّی بِمَنزِلَۃِ سَمعِی وَبَصرِی " حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان عالی اور قدر سامی کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

سبحان اللہ ...... اس ذات پاک کی عظمت قدر اور جلالت شان کے کیا کہنے ؟ جسے رسول پاک اپنی آنکھ اور اپنا کان یعنی اپنی جان قرار دیں۔ علیہما الصلوٰۃ والسلام

سیدنا ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے درجہ و مقام کے اوج و کمال کی حد ہو گئی کہ امام الانبیاء سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات پاک آپ کے وجود اقدس کو اپنی چشم و گوش اپنی نگاہ و سماعت قرار دیں اور وجود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تمتع و استفادہ کی تمنا کا اظہار فرمائیں ساری دنیا‘ اور پوری کائنات جس محسن کائنات صلی اللہ

علیہ وسلم کے بارِ احسان سے دبی ہوئی ہو اور جن کے فیوض سے ہر ہر عالم اور دنیاو آخرت مستفیض و مستنیر ہو وہ جان کائنات سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے استماع کی استدعا فرمائیں۔

قتال مرتدین کے سلسلہ میں:۔

حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ہی رقم طراز ہیں:۔ ابو بکر بن عیاش کہتے تھے کہ میں نے حضرت ابو حصینؒ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ "مَاوُلِدَ بَعدَ النَّبِیّن اَفضَلُ مِن اَبِی بَکرٍ قَامَ مَقَامَ نَبِی مِنَ الاَنبِیَاءِ فِی قِتَالِ اَھلِ الرِّدَّۃِ اَخرجَہُ البَغوِیُّ"

پیغمبروں کے بعد ابو بکرؓ سے افضل کوئی شخص پیدا نہیں ہوا مرتدین سے لڑنے میں انہوں نے وہ کام کیا جو ایک نبی کرتا اس روایت کو بغوی نے لکھا ہے۔

ابو بکرؓ بن ابی شیبہ نے قاسم بن محمدؒ سے انہوں نے ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے آپ فرماتی تھیں "تُوَفِّی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَنَزَلَ بِاَبِی بَکرٍ مَالَو نَزَلَ بِالجِبَالِ لَھَا ضَھَا اَشرَابَ النِّفَاقُ بِالمَدِینَۃِ وَارتَدَّتِ العَرَبُ فَوَاللّٰہِ مَااختَلَفُوافِی نُقطَۃٍ اِلَّاطَارَاَبِی لِحَطِھَاوَ غِنَائِھَا فِی الاِسلَامِ"

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابو بکرؓ پر وہ مصیبت پڑ گئی کہ اگر پہاڑوں پر پڑتی تو ان کو ریزہ ریزہ کر دیتی نفاق تمام مدینہ میں پھیل گیا اور اہل عرب مرتد ہو گئے مگر خدا کی قسم ان لوگوں نے ایک نقطہ میں بھی اختلاف کیا تو میرے والد فوراً اس کو مٹانے اور اسلام کو اس سے بچانے کی طرف متوجہ ہو گئے ۔

(ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل سوم ص ۴۷ ملخصاً)

مقام نبوت اور کارِ انبیاءؑ :۔

یہ صرف حضرت ابو حصینؒ کا قول نہیں کہ "اَبُوبَکرٍ قَامَ مَقَامَ نَبِیٍ مِنَ الاَنبِیَاءِ فِی قِتَالِ اَھلِ الرِّدَّۃِ" بلکہ یہ متعدد صحابہ کرامؓ و تابعین عظام کا ارشاد ہے۔

چنانچہ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں :۔وچندیں صحابہ و تابعین گفتہ اند کہ صدیق اکبر در قتال مرتدین چیزے قائم شد کہ کارِ انبیاء بود..........اور بہت سے صحابہؓ و تابعین نے کہا ہے کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے قتال مرتدین میں وہ کام کیا جو حضرات انبیاء علیہم السلام کے کرنے کا تھا۔

(ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد ا فصل ۴ احادیث خلافت ص ۲۴۴)

جیش اسامہؓ کے سلسلہ میں :۔

علامہ جلال الدین سیوطیؒ تحریر فرماتے ہیں:۔امام بیہقیؒ اور ابن عساکرؒ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ابو بکر خلیفہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت نہ کی جاتی پھر یہی دوبارہ فرمایا۔ آپ سے دریافت کیا گیا اے ابو ہریرہؓ یہ کیسے ؟ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو سات سو آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف بھیجا۔ جب یہ ذو خشب میں پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور اطراف مدینہ میں عرب مرتد ہو گئے۔ اصحابؓ رسولؐ سیدنا ابو بکرؓ کے پاس جمع ہوئے اور کہا اس فوج کو واپس بلا لیجئے۔ آپ اس فوج کو روم پر بھیجیں گے حالانکہ اطراف مدینہ میں عرب مرتد ہو گئے ہیں۔

اور حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرض (وفات) میں فرماتے تھے اسامہ کے لشکر کو بھیج دو، لشکر روانہ ہو گیا اور مدینہ کے قریب ایک موضع جرف میں پہنچ گیا۔ اسامہؓ کی بیوی فاطمہ بنت قیس نے ان کے پاس کہلا بھیجا۔ حضور علیہ السلام کی بیماری بڑھ گئی ہے تم جلدی نہ کرو۔

چنانچہ وہ ٹھہر گئے یہاں تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا' آپ کے انتقال پر حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روانہ فرمایا تھا ادھر یہ حادثہ پیش آ گیا مجھے خوف ہے کہیں عرب مرتد نہ ہو جائیں اگر ایسا ہو تو سب سے پہلے ان سے قتال کیا جائے گا۔ اور اگر وہ مرتد نہ ہوں تو میں چلا جاؤں گا۔

کیونکہ میرے ساتھ لوگوں کے سردار اور بہترین لوگ ہیں اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب فرمایا "وَاللّٰہِ لَئِن تَخطَفُنِیَ الطَّیرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِن اَن اَبدأُ بِشَئیٍ قَبلَ اَمرِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَبَعَثَہ' "............ خدا کی قسم! اگر مجھے پرندے اچک لے جائیں تو یہ مجھے اس بات سے مجبور ہو گا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم میں کوئی ترمیم کروں' یہ فرما کر حضرت اسامہؓ کو روانہ فرما دیا۔ (تاریخ الخلفاء "فصل فی ما وقع فی خلافتہ)

اس سلسلہ میں ایک اور روایت ملاحظہ ہو: صحابہؓ کے اس مشورہ پر کہ اس مشتعل ماحول اور ان تشویش انگیز حالات میں جیش اسامہ کی روانگی ملتوی کر دی جائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نہایت اولوالعزمی اور استقلال و ثابت قدمی سے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر مجھے یہ یقین ہو کہ جنگل کے درندے مجھے اٹھا کر لے جائیں گے تو بھی میں اسامہؓ کے اس لشکر کو روانہ ہونے

سے نہیں روک سکتا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔ اگر مدینہ میں میرے سوا کوئی بھی متنفس باقی نہ رہے تو بھی میں اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا۔ (ابوبکر صدیق اکبرؓ ص ۱۷۳)

سبحان اللہ .... یہ تھا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار کا مرکزی نقطہ اور امتیازی جوہر! جو آپ کی خلافت کی کامیابی اور بالفاظ حضرت ابو ہریرہؓ کے بقاء و استحکام اور رب اکبر کی معرفت و عبادت کا باعث اور ذریعہ بنا۔

اگر مجھے پرندے اچک لے جائیں تو یہ مجھے اس بات سے محبوب ہوگا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکم میں کوئی ترمیم کروں۔

اگر مجھے جنگل کے درندے اٹھا کر لے جائیں، تو بھی میں اسامہ رضی اللہ عنہ کے اس لشکر کو روانہ ہونے سے نہیں روک سکتا، جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ ہونے کا حکم دیا تھا۔

اللہ اللہ .... کیا عزم و ثبات ہے کیا انسانیت کی پوری تاریخ میں اس تصلب و استقامت کی کوئی مثال مل سکتی ہے؟

سیرت صدیقی کی یہی پختگی دین کی جان ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے نقطۂ نظر سے بھی! اور اس اعتبار سے بھی!! کہ اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ارشادات نبوی سے اس درجہ تمسک و اعتصام نہ کرتے اور سنتِ رسولؐ کا اس شدت سے اتباع نہ فرماتے تو کون نہیں جان سکتا کہ آج دین بازیچہ اطفال بن کر رہ جاتا اور ہر صاحب اختیار وقت کی ضرورت اور حالات کے تقاضے کا بہانہ بنا کر دین میں نت نئی ترمیم کیا کرتا اور اس طرح دین قیم ایک کھلونا بنا کر رکھ دیا جاتا۔ خدا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو غریق رحمت رکھے جنھوں نے اپنے ثبات و عزم سے اس فتنہ کا ہمیشہ

کے لئے دروازہ بند کر کے دین کو بچا لیا۔ (رضی اللہ عنہ و عنہم اجمعین)

حضرت عمرؓ پر ناراضگی:۔

اس سلسلہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ناراض بھی ہوئے ایک روایت یہ بھی ہے جب اسامہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے خلاف چہ میگوئیاں کی جارہی ہیں تو انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جایئے اور ان سے کہئے کہ وہ لشکر کی روانگی کا حکم منسوخ کر دیں تا کہ بڑھتے ہوئے فتنوں کے مقابلے میں یہ لشکر ممد و معاون ہو سکے اور مرتدین کو آسانی سے مسلمانوں پر حملہ کرنے کی جرأت نہ ہو۔

ادھر انصار نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ لشکر کو روانہ کرنے ہی پر مصر ہوں تو ہماری طرف سے ان کی خدمت میں یہ درخواست کریں کہ وہ کسی ایسے آدمی کو لشکر کا سردار مقرر فرمائیں۔ جو عمر میں اسامہ رضی اللہ عنہ سے بڑا ہو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جا کر سب سے پہلے اسامہ رضی اللہ عنہ کا پیغام دیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر جنگل کے کتے اور بھیڑیئے مدینہ میں داخل ہو کر مجھے اٹھا لے جائیں تو بھی میں وہ کام کرنے سے باز نہ آؤں گا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت ابو بکرؓ کی ناراضگی:۔

اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے انصار کا پیغام دیا۔ یہ سنتے ہی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے غضب ناک ہو کر فرمایا اے ابن خطاب! اسامہؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر مقرر کیا ہے اور تم مجھے کہتے ہو کہ میں اسے اس کے عہدے سے ہٹا دوں؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پشیمان ہو کر سر جھکائے واپس چلے آئے جب لوگوں نے پوچھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کیا جواب دیا تو انہوں نے بڑے غصے سے کہا میرے پاس سے فوراً چلے جاؤ محض تمہاری وجہ سے مجھے خلیفہ رسول سے جھڑکیاں کھانی پڑیں۔(صدیق اکبرؓ ص ۲۴۷:۱۷۳)

حضرت عمرؓ کی ناراضگی:۔

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر غضب ناک ہوئے تو جن لوگوں کی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے اور جو لوگ ان کے غضب ناک ہونے کا باعث تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پلٹ کر ان پر غضب ناک ہوئے اور انہیں سخت سست کہا۔

اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے ہیں کہ جس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر غضب ناک ہوئے اسی طرح حضور کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی غضب ناک ہوئے تھے اور جس طرح حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان لوگوں پر غضب ناک ہوئے اور انہیں سخت سست کہا جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کا باعث و سبب تھے۔اسی طرح یہاں بھی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئے اور انہیں سخت سست کہا جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا باعث اور سبب تھے۔

اب روایت ملاحظہ ہو:۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں:۔ابو داؤدؒ اور حاکمؒ نے سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن زمعہ سے روایت کیا ہے۔وہ کہتے تھے جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض بہت بڑھ گیا اور

میں اس وقت آپ کے پاس چند مسلمانوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ آپ کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لئے بلایا۔ تو آپ نے فرمایا کسی سے کہہ دو لوگوں کو نماز پڑھا دے۔ راوی کا بیان ہے کہ پس عبداللہ بن زمعہ باہر نکل آئے تو دیکھا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ موجود ہیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غائب ہیں عبداللہ بن زمعہ کہتے ہیں میں نے کہا اے عمرؓ! اٹھئے اور لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے۔

چنانچہ وہ آگے کھڑے ہو گئے اور انہوں نے تکبیر تحریمہ کہی جیسے ہی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز سنی اور وہ ایک بلند آواز آدمی تھے تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ کہاں ہیں؟ اللہ اس کو نا منظور کرتا ہے اور مسلمان بھی پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بلوایا مگر وہ بعد میں آئے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس نماز کو ختم کر چکے تھے پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی۔

حاکمؒ نے اس قدر مضمون اور زیادہ روایت کیا ہے کہ عبداللہؓ بن زمعہ بیان کرتے تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن زمعہ! تمہاری خرابی ہو تم نے میرے ساتھ یہ کیا کیا؟ جب تم نے مجھ سے نماز پڑھانے کو کہا تو واللہ میں یہی سمجھتا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو حکم دیا ہے۔ اگر یہ خیال نہ ہوتا تو میں ہرگز لوگوں کو نماز نہ پڑھاتا۔

اور ابوداؤدؒ کی ایک روایت میں ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ کی آواز سنی تو آپ اٹھے اور اپنا سر حجرے سے نکال کر فرمایا' نہیں! نہیں! نہیں! ابن ابی قحافہ لوگوں کو نماز پڑھائیں "يَقُولُ ذٰلِكَ مُغضِباً" یہ جملہ آپؐ نہایت غصہ کی حالت میں فرما رہے تھے۔ (ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل ۴ ص ۲۱۲)

انسان محو حیرت ہو کر رہ جاتا ہے جب وہ دیکھتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں اس حد تک تطابق و توافق ہے کہ جس پر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ناراض و غضب ناک ہوئے۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی اس پر ناراض و غضب ناک ہوئے۔

بلکہ وحدت و یک رنگی کی حدو انتہا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دونوں موقعوں پر ان لوگوں کو سخت سست کہا جو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ناراضگی کا سبب بنے تھے۔ انسان حیران ہو کر کہتا ہے کہ کیا یہ سب اتفاق ہیں' اتفاق ہی اتفاق!

امارت اسامہؓ پر اعتراض:۔

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے سامنے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی امارت پر لوگوں نے اعتراض کیا بالکل یہی اعتراض نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور بھی کیا گیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت ابو سالم رضی اللہ عنہ سے دو روایتیں ہیں کہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو اس کا امیر بنایا۔

لوگوں نے اس کی امارت پر طعن واعتراض کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے خبر ہوئی ہے تم نے اسامہؓ پر طعن کیا ہے حالانکہ وہ مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔

(بخاری کتاب المغازی باب بعث النبیؐ اسامۃؓ فی مرضہ الذی توفی فیہ)

امارت اسامہؓ پر اصرار:۔

یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں حضرات کو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی امارت پر بشدت اصرار تھا۔ لوگوں کے مطالبہ کو مسترد کرتے ہوئے نہ تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو منصبِ امارت سے معزول فرمایا اور نہ ہی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بخلاف اس کے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی منصب امارت پر انہیں برقرار رکھتے ہوئے لشکر کو روانہ فرمادیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی جیش اسامہؓ کو قیادت اسامہؓ ہی میں روانہ فرمایا۔

حضرت ابو بکرؓ کی ساری زندگی:۔

علامہ محمد حسین ہیکل سابق وزیر معارف مصر تحریر فرماتے ہیں:۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عزم و ثبات اور ایمان و ایقان کا جو مظاہرہ کیا وہ چنداں قابل تعجب نہیں کیونکہ انہوں نے آغاز اسلام ہی سے اپنا اولین مقصد یہ قرار دے رکھا تھا کہ وہ ہر کام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اختیار کریں گے اور ان کی ساری زندگی اس امر کی شاہد ہے کہ انہوں نے ہر موقع پر اپنے اس عہد کو پوری طرح نبھایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نظروں کے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک ایک ورق کھلا ہوا موجود تھا' جب کبھی کسی جانب سے منشائے الٰہی اور تعلیمات نبوی کے خلاف کوئی کام کرنے کے لئے ان پر زور دیا جاتا تو انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ فقرہ یاد آجاتا جو ابو طالب کی درخواست پر آپ نے فرمایا تھا۔

واللہ! اگر یہ لوگ سورج کو میرے دائیں اور چاند کو میرے بائیں لا کر کھڑا کریں

اور یہ چاہیں کہ میں اس کام کو چھوڑ دوں، جو مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفویض کیا گیا ہے تو بھی میں اس کام کو نہ چھوڑوں گا یہاں تک کہ یا تو میں دوسروں کو بھی اپنا ہم نوا بنالوں یا اپنی کوشش میں ہلاک ہو جاؤں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی بالکل اسی قسم کا جواب اپنے ساتھیوں کو اس وقت دیا تھا جب انہوں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنھما کی روانگی منسوخ کرنے پر زور دیا تھا اور یہی موقف انہوں نے اس وقت اختیار کیا۔ جب لوگوں نے انہیں منکرین زکوٰۃ سے جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا یہی وہ ایمان صادق تھا جس کے مقابلے میں انہوں نے کسی چیز کی حتیٰ کہ موت کی بھی پرواہ نہ کی۔ اور یہی ایمان صادق اس نازک وقت میں اسلام کو تباہی و بربادی سے بچانے میں بھی سب سے بڑا ممد و معاون ثابت ہوا۔ (ابو بکر صدیق اکبرؓ ص ۱۹۲۔ ۱۹۳)

آخری جملہ "مبنی علی الحقیقت" ہی نہیں حقیقت ہی حقیقت ہے۔ سراپا حقیقت اور اسی حقیقت کی ترجمانی حضرت ابو ہریرہؓ نے اپنے ان الفاظ میں فرمائی جو ان سے امام بیھقی اور ابن عساکر (رحمھما اللہ) نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا اس ذات کی قسم جس کے سوا کوئی دوسرا لائق عبادت نہیں اگر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ تعالیٰ کی عبادت بھی نہ کی جاتی "وَالَّذِی لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھوُ لَو لاَاَن اَبَابَکرٍ استَخلَفَ مَاعُبِدَ اللّٰہ" (تاریخ الخلفاء فصل فی ما وقع فی خلافتہ)

دین کی اساس و بنیاد:۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ حضرات اصحاب رسول وغیرھما کے ان الفاظ میں جس طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دین کی اصل اور عبادت الٰہی کی اساس قرار دیا جارہا ہے...... اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے الفاظ میں

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دین کی اصل واساس قرار دیا جارہا ہے روایت ملاحظہ ہو۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جب غار کے منہ پر پیروں کے نشان دیکھ کر پتہ چلانے والے اور مشرکین مکہ کو دیکھا تو آپ کو بدرجہ شدید حزن وملال لاحق ہوا آپ رونے لگے اور یہ سارا غم اور حزن وخوف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے خیال سے تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا" اِن قُتِلتُ فَاِ نَّمَا اَنَا رَجُلٌ وَاحِدٌ لاَ تَہلِكِ الاُ مَّۃُ بِقَتلِی فَلاَ یَفُوتُھُم نَفعٌ وَلاَ یَلحَقُھُم ضَرَرٌ وَاِن ھَلَکَت اَنتَ ھُلِکَتِ الاُ مَّۃُ بِھَلاَ كِ الدِّینِ"

یارسول اللہ اگر میں مارا جاؤں تو میں تو صرف ایک شخص ہوں میرے قتل سے نہ تو امت ہلاک ہوگی نہ ہی اس کا مفاد مجروح ہوگا اور نہ ہی انہیں کوئی نقصان لاحق ہوگا لیکن اگر خدانخواستہ آپ ہلاک ہو گئے تو دین ختم ہو جائے گا اور امت ہلاک ہو جائے گی۔(السیرت النبویہ والآثار المحمدیہ از مفتی مکہ سیرۃ الحلبیہ ج ا ص ۳۳۵)

خلاصہ :۔

بہر حال عزم وثبات استقامت فی الدین اور توکل علی اللہ کے بارے میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں کامل توافق و تشابہ بلکہ وحدت ویک رنگی پائی جاتی ہے۔

علیہما الصلوٰۃ والسلام

﴿ ہجرت ﴾

ہجرت فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا شاہکار ہے۔ رب العزت نے آپ کو سفر ہجرت میں اپنے محبوب رسول کا صاحب رفیق اور یار غار بنا کر آپ کو جو فضل و شرف بخشا ہے.......... اس نے آپ کو اصحاب رسولؐ کی پوری جماعت میں ممتاز و منفرد بنادیا ہے ثانی اثنین کے اس باعث صد ہزار فخر و اعزاز فضل و شرف پر ایک مستقل کتاب انشاء اللہ عنقریب ہی منظر عام پر آرہی ہے.......... اس وقت صرف اس مبارک سفر میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے باہم متشابہ و مطابق امور و کوائف پیش کئے جاتے ہیں۔

رفاقتِ سفر:۔

سفر ہجرت میں رب العزت نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب و رفیق ساتھی اور یار بنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے صحابہؓ نے ہجرت کی حضرت خود ہجرت کے حکم کے انتظار میں ٹھہرے رہے آپ کے ساتھ محبوس و مریض اور عاجز صحابہ کے علاوہ صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ باقی بچ گئے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اجازت طلب کی آپ نے فرمایا "لَاتَعجَل لَعَلَّ اللّٰہُ اَن یَّجعَلَ لَکَ صَاحِباً" جلدی نہ کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہارا کوئی رفیق بنا دے۔ اس سے حضرت ابو بکر

صدیق رضی اللہ عنہ کو توقع ہو گئی کہ وہ رفیق خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں گے اور اللہ تعالیٰ نے آپ کی توقع پوری فرمادی۔

اور صحیح بخاری کی روایت میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت طلب کی تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ٹھہر جاؤ" فَاِنِّی اَرجُوا اَن یُؤذَن لِّی" مجھے امید ہے کہ مجھے بھی اجازت مل جائے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان کیا آپ کو اس کی امید ہے فرمایا ہاں "فَحَبَسَ اَبُوبَکرٍ نَفسَہٗ عَلٰی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ لِیُصحِبَہٗ" پس حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے روک لیا تاکہ آپؐ کے صاحب ہو سکیں۔ (سیرت الحلبیہ ج ۲ ص ۲۶ السیرۃ النبویہ مع سیرت حلبیہ ج ۱ ص ۳۲۲)

اس روایت سے یہ حقیقت منکشف ہو گئی کہ جس طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ صاحب رسول ہیں اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب صدیق ہیں اور یہ رفاقت و مصاحبت اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہے "لَعَلَّ اللّٰہَ اَن یَّجعَلَ لَکَ صَاحِباً" اللہ کے حکم سے اللہ کے محبوب رسولؐ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سفر ہجرت میں اپنا صاحب ورفیق بنایا۔

ثَانِیَ اثنَینِ اِذھُمَا فِی الغَارِ:۔

غار میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دوسرے تھے اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے!

یارِ غار:۔

یہ وہ مرتبۂ بلند وبالا اور درجۂ اعلیٰ وارفع ہے جو اصحابؓ رسولؐ میں سے اور کسی کو نصیب نہیں ہوا حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے یارِ غار ہیں۔اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار اور ایسے یارِ غار کہ ان کی یاری کے مسلمہ وفاو خلوص کی بناء پر "یار غار" کی مستقل اصطلاح وضع ہو گئی.......... آج سچے مخلص اور وفا شعار و جان نثار دوستوں کا ذکر کرنا ہو تو کہتے ہیں کہ یہ ایک دوسرے کے یار غار ہیں۔

اَللّٰہُ ثَالِثُھُمَا:۔

سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم غار میں تھے میں نے اپنے اوپر مشرکین کے قدم دیکھے پس میں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کی طرف نظر کرے تو ہمیں دیکھ پائے گا۔

آپ نے فرمایا "یَااَبَابَکرٍ مَا ظَنُّكَ بِاثْنَینِ اَللّٰہُ ثَالِثُھُمَا "(متفق علیه) ابو بکر ان دو کے متعلق تیرا کیا گمان ہے اللہ جن دو کا تیسرا ہو (مشکوٰۃ المصابیح)

محدث کبیر ملا علی قاریؒ رقم طراز ہیں کہ طیبی کا قول ہے کہا "لِلّٰہُ ثَالِثُھُمَا" کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دو کو تین کر دیا ہے پس اللہ سبحانہ تین کے ایک ہوئے اور یہ تینوں نفع و نقصان اور فتح و شکست میں مشترک ہیں (مرقات شرح مشکوٰۃ)

عظمتِ صدیق اکبرؓ:۔

سبحان اللہ ! کیا شان ہے یار غار رسول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی

کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا کر دو کا دوسرا "ثَانِیَ اثْنَیْنِ" فرمایا تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کے ساتھ اللہ کو ملا کر تین کر دیا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ان تین میں سے ایک ہوئے۔

اور عظمت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے کیا کہنے! کہ یہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نفع نقصان اور فتح شکست میں برابر کے شریک ہیں "وَاِن کُلٌّ وَاحِدٍ مِّنھُم. مُشْتَرَکٌ فِیمَالَہٗ وَعَلَیہِ مِنَ النُّصرَۃِ وَالخُذلَانِ" (مرقاۃ)

دونوں کو مشرکین مکہ نے محزون و مغموم کیا:۔

جس طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کفار قریش، مشرکین مکہ نے محزون و غمگین کیا............ اسی طرح انہی کافروں اور مشرکوں نے نبی کریم علیہ السلام کو بھی محزون و غمگین کیا شہادت ملاحظہ ہو۔

علامہ شبلی نعمانی ؒ لکھتے ہیں۔ ابو جہل کہا کرتا تھا محمد! میں تم کو جھوٹا نہیں کہتا البتہ جو کچھ کہتے ہو اس کو صحیح نہیں سمجھتا۔ قرآن مجید کی یہ آیت اسی موقع پر نازل ہوئی "قَدنَعلَمُ اِنَّہٗ لَیَحزُنُکَ الَّذِی یَقُولُونَ فَاِنَّھُم لاَ یُکَذِّبُونَکَ وَلٰکِنَّ الظّٰلِمِینَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ یَجحَدُونَ" (جامع الترمذی تفسیر انعام پارہ ۷)

ہم جانتے ہیں کہ ان کافروں کی باتیں آپ کو غمگین کرتی ہیں وہ آپ کو نہیں جھٹلاتے لیکن یہ ظالم اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ (سیرۃ النبیؐ ج ۲ ص ۳۴۹)

حزن و ملال سے ممانعت:۔

علامہ حلبی ؒ لکھتے ہیں:۔ جب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قریش کو غارِ

کے منہ پر آئے ہوئے دیکھا خصوصاً جب ان کے ساتھ سراغ رساں تھا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ محزون ہوئے اور رونے لگے اور عرض کیا خدا کی قسم میں اپنی وجہ سے نہیں روتا لیکن مجھے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فکر ہے۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے فرمایا "لَاتَحزَن اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا " میرا غم نہ کھاؤ" بالیقین" اللہ ہمارے ساتھ ہے ۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے "لَاتَحزَن" فرمایا "لَاتَخَف" نہیں فرمایا۔ کیونکہ انہیں حزن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ (سیرۃ الحلبیہ جلد دوم ص ۴۱)

جس طرح حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو "لَاتَحزَن" فرما کر حزن وملال اور رنج وغم سے منع فرمایا ہے۔ اسی طرح اللہ رب العزت نے متعدد بار اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حزن اور غم سے منع فرمایا:۔

فرمایا .... "وَلَاتَحزَن عَلَیھِم "یعنی آپ ان کا غم نہ کھایئے۔ (پارہ ۱۴ سورہ حجر و سورہ نحل)

یا فرمایا .... " وَلَایَحزُ نکَ قَو لُھُم "یعنی آپ ان کی بات سے محزون نہ ہوں۔ (پارہ ۱۱ سورہ یونس)

اور ایک جگہ میں ہے .... " فَلَایَحزُ نکَ قَو لُھُم" یعنی پس آپ ان کی بات سے محزون نہ ہوں۔ (سورہ یٰسٓ پارہ ۲۳)

معیتِ باری تعالیٰ:۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" سے یہ حقیقت ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی معیت کا جو شرف حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا۔

وہی شرف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو ہی حاصل تھا۔

معیتِ لفظی:۔

علامہ حلبیؒ رقم طراز ہیں:۔ایک بخاری اور مسلم کی متفق علیہ روایت میں ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم غار میں تھے اور میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا اگر ان میں سے کوئی اپنے پاؤں کی طرف دیکھ لے تو ہم دیکھے جائیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یَا اَبَابَکْرٍ مَاظَنُّکَ بِاثْنَیْنِ اَللّٰہُ ثَالِثُھُمَا" ابوبکرؓ تیرا ان دو کے متعلق کیا گمان ہے؟ اللہ جن کا تیسرا ہے۔

معیتِ معنوی:۔

بعضوں نے کہا ہے کہ " کَانَ مَعَھُمَا وَ ثَالِثُھُمَا بِاللَّفْظِ وَالمَعنیٰ اَمَّا بِاللَّفظِ فَکَانَ یُقَالُ یَارَسُولَ اللّٰہِ وَیُقَالُ لِاَ بِی بَکْرٍ یَاخَلِیفَۃَ رَسُولِ اللّٰہِ وَاَمَّا بِالمَعنیٰ فَکَانَ مُصَاحِباً لَھُمَا بِالنَّصرِ وَالھِدَایَۃِ وَالاِرشَادِ"

اللہ ان دونوں کے ساتھ یا ان دونوں کا تیسرا "لفظاً" بھی تھا اور "معناً" بھی "لفظاً" یوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا جاتا تھا یارسول اللہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو کہا جاتا تھا یا خلیفۂ رسول اللہ! اور معناً اس طرح کہ اللہ تعالیٰ باعتبار مدد و نصرت اور ارشاد و ہدایت کے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ (سیرۃ الحلبیہ ج ۲ ص ۴۱)

معیت مُستَقِلّہ:۔

پھر اللہ رب العزت کی معیت و مصاحبت وقتی اور ہنگامی نہ تھی بلکہ لفظاً معیت باری تعالیٰ ابد الآباد تک ہر دو حضرات کو حاصل ہے۔ (علیہما السلام)

یعنی قیامت تک حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی نام لے گا محمد رسول اللہ کہے گا اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول اللہ کہے گا۔ سوائے آپ کے کسی خلیفہ کو خلیفہ رسول اللہ نہیں کہا جاتا۔ سب کو امیر المؤمنین کہا جاتا ہے۔

امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

تو خلیفہ رسول اللہ کا لقب اور اللہ کی معیت ذکری و لفظی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہی کو حاصل ہے اور کسی کو نہیں ہے۔

دونوں کے قتل یا گرفتاری پر انعام :۔

مشرکین مکہ اور کفار قریش نے ہر دو حضرات علیہما السلام کے قتل یا زندہ گرفتار کر کے لے آنے پر گراں قدر انعام مقرر کیا۔

☆ علامہ شبلی نعمانیؒ لکھتے ہیں:۔ قریش نے اشتہار دیا تھا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا ابو بکر رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر کے لائے گا اس کو ایک خون بہا کے برابر (یعنی سو اونٹ) انعام دیا جائے گا" (سیرت النبیؐ" حصہ اول ص ۲۷۳)

☆ "مَن قَتَلَ اَو اَسَرَ اَبَابَکرٍ اَو مُحَمَّدًا کَانَ لَہٗ مِائَۃُ نَاقَۃٍ اَی فَمَن قَتَلَھُمَا اَو اَسَرَھُمَا کَانَ لَہٗ مِائَتَان" .... جو حضرت ابو بکرؓ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرے گا یا گرفتار کر لائے گا اسے سو اونٹ ملیں گے جو دونوں کو قتل کرے گا یا گرفتار کر کے لائے گا اسے دو سو اونٹ ملیں گے (سیر الحلبیہ ج ۲ ص ۴۵)

☆ صحیح بخاری میں ہے" کُفَّارُ قُرَیشٍ یَجعَلُونَ فِی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَاَبِی بَکرٍ دِیَۃَ کُلُّ وَاحِدٍ مِّنھُمَا مَن قَتَلَہٗ اَو اَسَرَہٗ" (صحیح بخاری)

دونوں حضرات کی خدمت میں تحفہ :۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ شام سے تجارت کا سامان لے کر آرہے تھے انہوں نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں چند بیش قیمت کپڑے پیش کئے۔ (سیرت النبیؐ ج ا ص ۲۷۴)

صحیح بخاری میں ہے "فَکَسَا الزُّبَیرُ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکرٍ ثِیَابَ بِیَاض" (صحیح بخاری باب ہجرۃ النبیؐ)

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنائے۔

ایک دوسرے کے ردیف :۔

اس مبارک سفر میں ہرچند کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مستقل اپنا اپنا اونٹ تھا تاہم قدرت نے ان حضرات میں ایک اور تشابہ و توافق پیدا کرنے کے لئے بعض مواقع پر ایک دوسرے کا ردیف بنایا اگر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک وقت اونٹ پر آگے سوار تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اسی اونٹ پر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے! تو ایک وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے اونٹ پر آگے سوار تھے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پیچھے۔ روایت ملاحظہ ہو "فِی البُخَارِی اِنَّ اَبَا بَکرٍ کَانَ رَدِیفاً لَّہُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَفِی رِوَایَۃٍ رَکِبَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَرَاءَ اَبِی بَکرٍ نَاقَتَہ'"

بخاری میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور کریم صلی اللہ

علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے' اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پیچھے ان کے اونٹ پر سوار ہوئے۔

اور علامہ ابن عبدالبر کی تمہید میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سواری پر سوار ہونے آئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درخواست کی کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم آگے سوار ہوں اور وہ پیچھے۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" بَل اَنتَ اِركَب وَاَردِفُكَ اَنَا فَاِنَّ الرَّجُلَ اَحَقُّ بِصَدرِ دَابَتِهٖ "بلکہ تم آگے سوار ہو جاؤ اور میں پیچھے سوار ہوں گا بلا شبہ آدمی اپنی سواری پر آگے خود سوار ہونے کا زیادہ حق دار ہے۔

(سیرت الحلبیہ ج ۲ باب الہجرۃ الی المدینہ ص ۴۴/۴۵)

ابن سعدؒ نے دونوں روایتیں کی ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ " اِنَّ اَبَا بَكرِ الصِّدِّيق كَا نَ رَدِيفَ النَّبِى صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ " حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۳۳)

اور دوسری روایت میں ہے کہ۔" رَكِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَرَاءَ اَبِى بَكرِ نَا قَتَه' "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر ان کے پیچھے سوار ہوئے۔ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۳۴)

.... سبحان اللہ ....

کیا شان ہے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کہ صرف ہجرت میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ میں ایک درجن وجوہ توافق و تشابہ موجود ہیں۔

﴿غزوات و مشاہدات﴾

غزوات و مشاہد میں بھی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں توافق و تشابہ ہے ....مثلاً ....

بدر میں شہود جبریلؑ سے خوشی:۔

غزوۂ بدر میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی ملائکہ سے امداد فرما کر پوری اسلامی فوج پر بلکہ اسلام پر احسان عظیم فرمایا' اور اس سے ہر شریک بدر کو مسرت ہوئی۔ لیکن حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں حضرات کے لئے ملائکہ کا یہ نزول و شہود خاص رضا اور خوشی کا موجب ہوا۔

ابن اسحاقؒ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا "اَبشِر یَااَبَابَکرٍ اَتَاكَ نَصرُاللّٰہِ ھٰذَا جَبرِیلُ اَخَذَ بِعِنَانِ فَرَسِہٖ "ابو بکر! خوش ہو جاؤ۔ کہ اللہ کی مدد تیرے پاس آ گئی یہ جبریلؑ ہیں اپنے گھوڑے کی عنان پکڑے ہوئے ہیں۔

☆ یہ روایت ابن سعد ج ۲ ص ۲۶۔ ۲۷ پر موجود ہے۔ بخاری

اور عطیہ بن قیس رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ بدر سے فارغ ہونے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام سرخ گھوڑے پر آئے اور کہا "یَامُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَنِی اِلَیكَ وَاَمَرَنِی اَن لاَّ اُفَارِقَكَ حَتّٰی تَرضٰی اَفَرَضِیتَ قَالَ نَعَم"

اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ رب العزت نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے

اور حکم دیا ہے کہ جب تک آپؐ خوش نہ ہونگے میں آپ کو نہ چھوڑوں کیا آپ راضی ہیں فرمایاہاں۔(قسطلانی "شرح صحیح بخاری کتاب المغازی باب شہود الملائکہ بدرا)

اللہ اکبر:۔

عجیب بات ہے کہ اللہ رب العزت تو جبریل امین علیہ السلام کو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد و نصرت اور رضا و خوشی کے لئے بھیجتے ہیں۔ لیکن حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ 'اللہ کی مدد تیرے پاس آئی۔ یہ جبریل ہے۔ تو خوش ہو جا۔

گویا اللہ کو اپنے محبوب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور خوشی مطلوب ہے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے صدیق رضی اللہ عنہ کی خوشی مطلوب اللہ اپنی مدد و نصرت اپنے محبوب کے پاس بھیج رہے ہیں اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس نصرت الٰہی کی بشارت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دے رہے ہیں۔

بدر اور ذی القصہ میں تشابہ و توافق کامل:۔

علامہ محمد حسین ہیکل سابق وزیر معارف حکومت مصر لکھتے ہیں:۔

جنگ ذی القصہ اور جنگ بدر میں مشابہت . اس موقع پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایمان و یقین 'عزم و ثبات اور حزم و احتیاط کا جو مظاہرہ کیا اس سے مسلمانوں کے دلوں میں عہد رسولؐ کے غزوات کی یاد تازہ ہو گئی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد کی یہ پہلی لڑائی بڑی حد تک جنگِ بدر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کی پہلی لڑائی سے مشابہ ہے۔

جنگ بدر کے روز مسلمان صرف (۳۱۳) تین سو تیرہ کی قلیل تعداد میں

تھے۔ جب کہ مشرکین مکہ کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی۔ ذی القصہ میں بھی مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اس کے بالمقابل عبس ذبیان اور عظفان کے قبائل بھاری جمعیت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے اور بدر میں بھی مشرکین مکہ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔(بخاری) جنگ بدر کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ نے حیرت انگیز ایمان کا مظاہرہ کیا تھا اور اسی لئے اللہ نے انہیں مشرکین پر فتح عطا فرمائی۔

ذی القصہ میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور آپ کے اصحاب نے ایمان کامل کا ثبوت دیا۔ اور دشمن پر فتح حاصل کی۔

جس طرح جنگ بدر دوررس نتائج کی حامل تھی۔ اسی طرح اس جنگ میں بھی مسلمانوں کی فتح نے اسلام کے مستقبل پر گہرا اثر ڈالا۔ (صدیق اکبرؓ ص ۱۹۱)

اُحد اور یمامہ میں وحدت:۔

جنگ احد میں کل ستر صحابہ شہید ہوئے جن میں زیادہ انصار تھے۔ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ (سیرت النبیؐ ج ا ص ۳۸۴ طبع ششم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "قُتِلَ مِنهُم یومَ اُحُدٍ سَبعُونَ وَ یَومَ بِئرِ مَعُونَۃَ سَبعُونَ وَیَومَ الیَمَامَۃَ سَبعُونَ" مسلمانوں میں سے احد بئر معونہ اور یمامہ کی جنگ میں (۷۰) ستر (۷۰) ستر شہید ہوئے۔

اور فرمایا بئر معونہ کی جنگ عہد رسول میں ہوئی اور یمامہ کی جنگ عہد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں مسیلمہ کذاب سے (صحیح بخاری کتاب المغازی غزوہ اُحد)

مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ میں کل ستر (۷۰) صحابہ شہید ہوئے۔

(تاریخ الخلفاء "واقعات خلافت صدیقی)

تو غزوات و مشاہد میں بھی حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں کامل مشابہت بلکہ وحدت ہے۔ عہد نبوت میں غزوہ احد و بئر معونہ ہوتا ہے۔ اور ان ہر دو غزوات میں ستر ستر صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین شہید ہوئے ہیں۔

مسیلمہ کذاب کے ساتھ جنگ یمامہ عہد صدیقی میں ہوتی ہے اور اس میں بھی ستر (۷۰) صحابہ شہید ہوتے ہیں۔

آخر اسے کیا کہا جائے اتفاق یا قدرت کا کوئی سربستہ راز؟

رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

فکر و ذہن

قارئین کرام یہ معلوم کر کے وقف حیرت واستعجاب ہو جائیں گے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے فہم و فکر اور ذہن و خیال میں بھی تشابہ و توافق بلکہ وحدت ہے۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام

بدر میں قبول فدیہ :۔

عام روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے واپس مدینہ میں آکر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم سے مشورہ کیا کہ اسیران جنگ کے معاملہ میں کیا کیا جائے ؟......... حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ سب اپنے ہی عزیز واقارب ہیں فدیہ لے کر چھوڑ دیئے جائیں۔

لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ رائے دی کہ سب قتل کر دیئے جائیں اور ہم میں سے ہر شخص اپنے عزیز کو آپ قتل کرے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رائے پسند کی اور فدیہ لے کر چھوڑ دیا۔

اس پر یہ آیت اتری "لَو لاَ كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ لَمَسَّكُم فِيمَا اَخَذ تُم عَذَابٌ عظِيمٌ"

اگر خدا کا تو نوشتہ پہلے نہ لکھا جا چکا ہو تا تو جو کچھ تم نے لیا اس پر بڑا عذاب نازل ہو تا۔ (پ ۱۰ سورۃ الانفال آیت ۶۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ یہ عتاب ربانی سن کر رو پڑے یہ روایت تمام تاریخوں میں مذکور اور احادیث میں بھی موجود ہے

(سیرت النبی" ج ا ص ۳۱ ۳ طبع ۶)

اشکباری:۔

علامہ حلبیؒ رقمطراز ہیں:۔امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے کلام میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ نے بدر کے قیدیوں کے متعلق لوگوں (صحابہؓ) سے مشورہ لیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا یارسول اللہ! ان کی گردنیں مار دیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر مشورہ لیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر وہی عرض کیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے اعراض فرمایا اور پھر مشورہ لیا اب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اٹھے اور کہا یارسول اللہ میری رائے تو یہ ہے کہ آپ انہیں معاف فرمادیں اور ان سے زر فدیہ قبول فرمادیں۔

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے غم کے آثار دور ہوئے۔اور آپ نے انہیں معاف فرمادیا اور فدیہ قبول فرمایا۔

صبح کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے "فَاِذَاهُوَ وَاَبُوبَكرٍ يَبكِيَانِ فَقَالَ يَارَسُولَ اللّٰهِ مَا يَبكِيكُمَا وَفِي لَفظٍ مَاذَايَبكِيكَ اَنتَ وَ صَاحِبُكَ"............ تو کیا دیکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں عرض کیا یارسول اللہ آپ دونوں حضرات کو کیا چیز رلاتی ہے؟

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ اور آپ کے صاحب ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کیوں اشک بار ہیں اور مسلم اور ترمذی میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا "اَبكِي لِلَّذِي عَرَضَ عَلَى اَصحَابِكَ مِن اَخذِهِمُ الفِدَاءَ"

تیرے ساتھیوں نے جو فدیہ لیا اس پر جو خدا کی طرف سے پیش کیا گیا میں اس پر روتا ہوں یعنی اس عذاب کے پیش نظر روتا ہوں جو تیرے اصحاب کے فدیہ لینے کے ارادہ کے سبب قریب تھا کہ ان پر واقع ہو۔ (سیرت حلبیہ مطبوعہ مصر ج ۲ ص ۲۰۲ والسیرۃ النبویہ والآثار المحمدیہ از مفتی مکہ سید احمد زینی علی سیرت الحلبیہ ج ا ص ۴۴۵)

سلب قاتل کا حق ہے:۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین کو نکلے میرا ایک مشرک سے مقابلہ ہو گیا میں نے اس پر تلوار سے حملہ کیا۔ اس نے مڑ کر مجھے پکڑ لیا اور ایسا بری طرح دبایا کہ میں موت کے منہ میں پھنس گیا آخر وہ مر گیا ایک اور شخص نے اس کا سلب لے لیا۔

☆ جہاد میں کسی مسلمان کے ہاتھ سے کوئی کافر مارا جائے اس مقتول کے بدن پر کوئی کپڑا یا ہتھیار وغیرہ کوئی چیز ہو اسے سلب کہتے ہیں۔

☆ بعد میں میں نے مجلس نبوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سارا قصہ عرض کیا اس شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ سچ کہتا ہے اس کا سلب میرے پاس ہے۔ آپ اسے میری طرف سے راضی کر دیں یعنی یہ اپنا حق مجھ سے وصول نہ کرے اس پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔ نہیں خدا کی قسم یہ نہیں ہو سکتا' اللہ کا ایک شیر اللہ کی طرف سے لڑتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا سلب تجھے عطا فرما دیں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سچ کہا اور ابو قتادہؓ کو سامان دلوایا۔ (صحیح بخاری کتاب الجہاد باب من لم یخمس الاسلاب)

جو ہمیں روکے گا ہم اس سے لڑیں گے:۔

غزوۂ حدیبیہ کے موقع جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذوالحلیفہ پہنچے'

توقبیلہ خزاعہ کے ایک شخص کودریافت حال کے لئے آگے بھیج دیا۔ جب آپ " غدیر الاَشطا ط " کے قریب پہنچے تووہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوااور کہا کہ قریش نے آپ کے مقابلہ کے لئے فوجیں جمع کی ہوئی ہیں ۔ اور انہوں نے مختلف قبائل کی جماعتیں بھی جمع کرر کھی ہیں۔ جو آپ سے لڑیں گے اور بیت اللہ کی زیارت سے مانع ہونگے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا:۔

لوگو! مجھے مشورہ دو کیا تمہاری رائے ہے کہ ان قبائل کے اہل وعیال پر حملہ کر دیا جائے۔ جو قریش کی امداد کو گئے ہوئے ہیں اور ہمیں بیت اللہ سے روکنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر وہ ہمارے مقابلے میں آگئے تو اللہ تعالیٰ مشرکین کو بے یارومددگار کر دیں گے اور اگر نہ آئے تو ہم انہیں ان کے بال بچوں سے محروم کر دیں گے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا" یَارَسُولَ اللّٰہ خَرَجتَ عَامِدًا لِھٰذَا البَیت،لاَ تُرِیدُ قَتلَ اَحَدٍ،وَلاَ حَربَ اَحَدٍ، فَتَوَجَّہ لَہ 'فَمَن صَدَّ نَاعَنہُ قَا تَلنَاہُ قَالَ امضُوا عَلیٰ اِسمِ اللّٰہِ" (صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ الحدیبیہ)

یارسول اللہ! آپ بیت اللہ کی زیارت وطواف اور عمرہ کے ارادہ سے نکلے ہیں کسی کو قتل کرنے یا کسی سے لڑنے کا ارادہ نہ تھا۔ آپ بیت اللہ کی طرف سیدھے چلے چلئے جو ہمیں روکے گا ہم اس سے لڑیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پسند فرمایا اور فرمایا اللہ کا نام لے کر چل پڑو۔

اور بالکل یہی الفاظ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عروہ بن مسعود بدیل بن ورقاء وغیرہ سفرائے مشرکین سے حدیبیہ میں فرمائے......... فرمایا"لَم نَاتِ لِقِتَالِ اَحَدٍ اِنَّمَا جِئنَا لِنَطُوفَ بِھٰذَا البَیتِ فَمَن صَدَّ نَاعَنہُ قَا تَلنَاہُ" ہم کسی سے لڑنے کیلئے نہیں آئے ہم تو صرف بیت اللہ کے طواف کیلئے آئے ہیں جو ہمیں اس سے روکے گا ہم

اس سے لڑیں گے۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۹۶)

حضرت عمرؓ کے ساتھ مکالمہ میں ایک ہی الفاظ:۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر قریش کے سفیر سہیل بن عمرو نے جو توہین آمیز واشتعال انگیز رویہ اختیار کیا اس سے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آتش زیرپا ہو گئے۔ خصوصاً حضرت فاروق اعظم اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما تو حمیتِ دینی اور غیرت اسلامی سے سیماب وار مضطرب اور بے قرار تھے۔

صحیح بخاری میں ہے سہیل نے جب رسول اللہ کے لفظ پر اعتراض کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ رسول اللہ کے لفظ کو محو کر دو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محب صادق نے جوشِ محبت و وفورِ عقیدت میں تعمیل ارشاد سے انکار کر دیا۔

اور صاف عرض کیا "لَا وَاللّٰهِ لَا اَمحُوكَ اَبَدًا" خدا کی قسم! میں آپ کا نام کبھی نہیں مٹا سکتا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب عمرۃ القضاء)

اور فرط غیظ میں تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھا۔ اور جب سہیل نے اپنے بیٹے ابو جندلؓ کی واپسی کا مطالبہ کیا جو اسلام لا چکے تھے اور سہیل نے انہیں جرم اسلام کی پاداش میں مکہ کے اندر قید کر رکھا تھا۔

یہ کسی طرح پابہ زنجیر عین اس وقت یہاں پہنچ گئے جب شرائط زبانی طے پا چکی تھیں اور صلح نامہ لکھا جا رہا تھا ان کو دیکھتے ہی سہیل نے ان کی واپسی کا با اصرار مطالبہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چندبار تو فرمایا مگر جب سہیل کسی طرح نہ مانا اور کہا ہم کسی طرح اس کی اجازت نہیں دیں گے .... اور حضرت ابو جندل کو اپنی طرف کھینچا حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ نے اپنے جسم پر مار کے زخم دکھا کر فریاد کی 'اَی مَعشَرَ

المُسلمِين اَرَدَّ إلَى المُشرِكِينَ وَقَدجئتُ مُسلِمًا اَلاَ ترَونَ مَا قَد لَقِيتُ وَكَانَ قَدعُذِّبَ عَذَاباً شَدِيداً فِي اللّٰه"

برادران اسلام کیا مجھے مشرکین کے پاس واپس بھیج رہے ہو؟ حالانکہ میں مسلمان ہو کر تمہارے پاس آیا ہوں میں ان کے ہاتھوں جو مظالم اور جو زخم کھا چکا ہوں کیا تم انہیں نہیں دیکھتے؟ (صحیح بخاری باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ)

اور فی الحقیقت۔ حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ اللہ کے راستے میں عذاب شدید میں مبتلا کیے جا چکے تھے اس وقت تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم تڑپ اٹھے سب کے قلوب جوشِ اخوت اور جذبہ ایمانی سے لبریز تھے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یَا اَبَا جَندَل قَد تَمَّ الصُّلحُ بَینَنَا وَ بَینَ القَوم فَاصبِر حَتّٰی یَجعَلَ اللّٰہُ لَكَ فَرجًا وَ مَخرَجًا" (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۷۹)

ابو جندل! ہمارے اور مشرکین کے درمیان صلح مکمل ہو چکی ہے تم صبر سے کام لو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے لئے کشائش اور نجات کی صورت پیدا فرما دیں حضرت ابو جندل رضی اللہ عنہ کو پابہ زنجیر دشمنوں کے حوالے ہونا پڑا اس صبر آزما درد انگیز اور ہوش ربا منظر سے یوں تو تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنھم مضطرب تھے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو فورِ جوش سے از خود رفتہ ہو گئے ضبط و تحمل کا یارا نہ رہا۔ دامن صبر اور شکیب ہاتھ سے چھوٹ گیا۔ عالم وارفتگی میں بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے اور بصورت ذیل مکالمہ ہوا:۔

مکالمہ نبیؐ و فاروقؓ:۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ:۔ کیا آپؐ اللہ کے نبی برحق نہیں؟

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم:۔ ہاں! ہوں!!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ :۔ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ؟

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم :۔ ہاں ! ہیں !!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ :۔ پھر ہم دین میں ذلت کیوں گوارا کریں ؟

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم :۔ " اِنّی رَسُولَ اللّٰہِ وَلستُ اَعصِیہِ وَھُوَ نَاصِرِی

بلا شبہ میں اللہ کا رسول ہوں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا اور وہی میرا ناصر و مددگار ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ :۔ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم :۔ "بَلٰی اَفَاَخبَر تُکَ اَنَانَاْتِیہِ العَام "ہاں ! لیکن کیا میں نے تم سے یہ بھی کہا تھا کہ ہم اسی سال کعبۃ اللہ جائیں گے ؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ :۔ نہیں ! یہ تو نہیں فرمایا تھا'

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم :۔ "فَاِنَّکَ اٰتِیہِ وَمَطُوفٌ بِہٖ "پس تم بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف بھی کرو گے۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اٹھ کر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے جو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ دور قیام فرماتے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں یوں مکالمہ ہوا۔

مکالمہ صدیقؓ و فاروقؓ :۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ :۔ ابو بکرؓ کیا آپ علیہ اللہ کے نبی بر حق نہیں ؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ :۔ ہاں ! ہیں !!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ :۔ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ :۔ ہاں ! ہیں !!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ :۔ پھر ہم دین میں یہ ذلت کیوں گوارا کریں ؟

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ:۔ اے عمرؓ .... "اِنَّهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَلَيسَ يَعصِي رَبَّه، وَهُوَ نَاصِرُه، فَاستَمسِك بِعِزَزِه فَوَاللّٰهِ اِنَّه عَلَی الحَقِ" .... بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اپنے رب کی نافرمانی نہیں کر سکتے اور وہی ان کا ناصر اور مددگار ہے پس تم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں مضبوط و ثابت قدم رہو خدا کی قسم آپ حق پر ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ:۔ کیا آپ نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ:۔ "بَلٰی اَفَاَخبَرَكَ اِنَّكَ نَاْتِيهِ العَام" ہاں! لیکن کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تم سے یہ بھی فرمایا تھا کہ اسی سال بیت اللہ جاؤ گے؟

حضرت عمر رضی اللہ عنہ:۔ نہیں! (یہ تو نہیں فرمایا تھا)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ:۔ "فَاِنَّكَ اٰتِيهِ وَمَطُوفٌ بِه" پس تم بیت اللہ جاؤ گے اور اس کا طواف بھی کرو گے۔ (صحیح بخاری، باب الشروط فی الجہاد والمصالحۃ)

☆ اور کتاب التفسیر میں یہ مکالمہ بصورت ذیل ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ:۔ کیا ہم حق پر نہیں اور وہ باطل پر نہیں اور کیا ہمارے شہداء جنت میں اور ان کے مقتول دوزخ میں نہیں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم:۔ ہاں!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ! پھر ہم دین میں یہ ذلت کیوں قبول کریں؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم:۔ "يَابنَ الخَطَّاب! اَنِّي رَسُولَ اللّٰهِ وَلَن يَّضِيعَنِي اللّٰهُ اَبَدًا" اے ابن خطاب! بلاشبہ میں اللہ کا رسول ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھے کبھی ضائع نہیں کرے گا۔

اعمال وافعال

اب آپ دیکھئے کہ ہر دو حضرات علیہما السلام کے اعمال وافعال میں کس طرح تشابہ و یک رنگی اور وحدت و ہم آہنگی ہے۔

فدک:۔

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ خیبر، فدک وغیرہ میں سے اپنا حصہ مانگا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انکار کر دیا "كَانَت فَاطِمَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا تَسأَلُ اَبَا بَكرٍ نَصِيبَهَا مِمَّا تَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مِن خَيبَرَ وَ فَدَكَ وَصَدَقَتِه بِالمَدِينَةِ فَاَبىٰ اَبُوبَكرٍ عَلَيهَا ذٰلِكَ وَقَالَ لَستُ تَارِكًا شَيئًا كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَعمَلُ بِهِ اِلاَّ عَمِلتُ بِه فَاِنِّي اَخشىٰ اَن تَرَكتُ شَيئًا مِن اَمرِه اَن اَزِيغَ" (صحیح بخاری کتاب الجہاد والسیر باب فرض الخمس)

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے متروکات رسول خیبر، فدک اراضی مدینہ سے اپنے حصہ کا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کیا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انکار فرمادیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات میں سے ذرہ بھر بھی نہیں چھوڑوں گا بلکہ میں ان کے مطابق پورا پورا عمل کروں گا اگر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے امور و معمولات میں سے ذرہ بھر بھی چھوڑ دوں تو میں ڈرتا ہوں کہ راہ راست سے بھٹک جاؤں گا۔

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "اِنَّ

فَاطِمَةَ عَلَیهَا السَّلَام اَرسَلت اِلٰی اَبِی بَکرٍ"

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنا قاصد بھیج کر ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مال فدک، خیبر ،اراضی مدینہ سے اپنا میراث طلب کیا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ قَالَ لاَ نُورِثُ مَاتَرَکنَا فَھُوَ صَدَقَۃٌ"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ مسلمانوں پر صدقہ ہوتا ہے۔ آل محمدؐ اس مال یعنی مال اللہ سے صرف خرچ خوراک لیتے تھے ان کے لئے خوراک سے زیادہ کچھ نہیں۔

"وَاِنِّی وَاللّٰہِ لاَ اَغَیِّرَ شَیئاً مِن صَدَقَاتِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَلاَ عمَلَنَّ فِیھَا بِمَا عَمِلَ فِیھَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَتَشھَد عَلِیٌّ ثُمَّ قَالَ اَنَاقَدعَرَفنَایَااَبَابَکرٍفَضِیلَتَکَ" (صحیح بخاری باب مناقب قرابۃ رسول اللہ)

اور خدا کی قسم! میں صدقات نبیؐ میں سے جیسا کہ عہد نبوی میں تھے تھوڑا سا تغیر و تبدل بھی نہیں کروں گا۔ اور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کے مطابق ان میں عمل کروں گا اس پر حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر تشہد کے بعد فرمایا ابو بکر! بلاشبہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کو خوب جانتے ہیں۔

☆ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ بن العزیز کو خلیفہ بنایا گیا تو انہوں نے بنی مروان کو جمع کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدک کی پیداوار سے بنی ہاشم پر خرچ فرماتے تھے ان کے بچوں کو بار بار عطا فرماتے تھے اور ان کے مجرد مرد اور عورتوں کی شادیاں کرتے تھے۔ اور "وَاِنَّ فَاطِمَۃَ سَألَتہُ اَن یَّجعَلَھَا لَھَا فَاَبٰی" حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہ نے آپ سے

سوال کیاکہ آپ اس فدک کو ان فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لئے مخصوص فرمادیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار فرمادیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اسی طرح ہوتا رہا یہاں تک کہ آپ نے وفات پائی پھر جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے "عَمِلَ فِيهَا بِمَا عَمِلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فِي حَيٰوتِهٖ "تو انہوں نے اس سلسلہ میں وہی عمل فرمایا جو رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنی حیاتِ طیبہ میں فرمایا کرتے تھے یہاں تک انہوں نے وفات پائی۔

پھر جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو فدک کے بارے میں انہوں نے بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرح عمل کیا یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا۔ پھر مروان نے اسے اپنی جاگیر بنالیا۔ پھر یہ (ورثہ) کے طور پر) عمر بن عبدالعزیزؒ کا ہوگیا۔

"فَرَأَيتُ أَمرًا مَنَعَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَاطِمَةَ لَيسَ لِي بِحَقٍّ "پس جب فدک حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت) فاطمہ رضی اللہ عنھا کو نہ دیا تو میری رائے میں یہ میرا حق نہیں ہے۔ میں تم کو گواہ بناتا اور اعلان کرتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں جس طرح معمول تھا میں اس کو اسی پر واپس کرتا ہوں یہ ابوداؤد کی روایت ہے (مشکوٰۃ المصابیح باب الفئ)

توجس طرح حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے فدک کا مطالبہ کیا ۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی فدک کا مطالبہ کیا۔ اور جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بی بی صاحبہ کے

جواب میں انکار فرمادیا فابیٰ اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بھی انکار فرمادیا۔ فابیٰ

بو العجبی !:۔

تحیر و تعجب کا مقام ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عمل و کردار میں تو ذرہ بھر فرق نہ ہو کامل توافق بلکہ وحدت ہو، لیکن یار لوگ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو کلمہ پڑھیں اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ہدف طعن و تشنیع اور نشانہ سب و شتم بنائیں۔ ہر دو حضرات سے مطالبہ کرنے والی ذات بھی ایک۔ مطالبہ بھی ایک۔اور مطالبہ کا جواب بھی ایک۔مگر ایک سے تو لاؤ محبت اور دوسرے سے تبرا اور نفرت............

............ایں چہ بو العجبی است............

صدیق اکبرؓ کا اوج کمال:۔

جب انسان تعصب میں مبتلا ہو جاتا ہے۔اور اس کی آنکھوں پر پٹی بندھ جاتی ہے۔ تو اسے آفتاب نصف النہار بھی دکھائی نہیں دیتا۔اگر خدا بصارت و بینائی سے محروم نہ کرے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا کے مطالبہ فدک کے جواب میں جو انکار فرمایا وہ ان کے فضائل و کمالات کا نقطۂ اوج وار تقاء ہے۔ مگر اعداء صحابہؓ ہیں کہ انہیں نہ صرف آپ کا وہ عروج نظر نہیں آتا بلکہ الٹا اسے پستی و تسفل سے تعبیر کرتے ہیں۔اور آج تک سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ذات پاک کو ہدف ملامت و نشانۂ جفا بنائے چلے جاتے ہیں۔

ذرا خدا لگتی کہنا۔! حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات کی شدید پابندی اور ان سے ذرہ بھر نہ ہٹنا اپنے محبوب کی سنت مقدسہ سے سر مو انحراف و تجاوز کو

زیغ وضلالت یقین کرنا سیرتِ صدیقی کا کمال ہے۔یا نقص ؟ یہ آپ کے کردار کی بلندی ہے یا پستی ؟در حقیقت یہ وہ بلندی بالا اور اعلیٰ وارفع مقام ہے۔جس پر صرف سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو متمکن دیکھ کر آپ کے فضائل کا اقرار واعتراف فرماتے ہیں ۔مگر ایک عہد حاضر کے مومنین (مسلمین ہیں کہ انہیں یار غار رسولؐ کا یہی حسن و کمال، عیب ونقص نظر آتا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

دونوں حضرات سے ایک ہی مطالبہ !

کہ دین کا ایک رکن معاف کر دیجئے چنانچہ علامہ ہیکل لکھتے ہیں کہ باغی قبائل عبس ذبیان بنو کنانہ عطفان اور فزارہ نے جو مدینہ کے گردونواح میں آباد تھے مسلمانوں سے لڑنے کے لئے فوجیں اکٹھی کیں اور مدینہ کے قریب پڑاؤ ڈال دیا ان فوجوں کے سرداروں نے پہلے اپنے وفود مدینہ روانہ کئے۔

جنہوں نے وہاں پہنچ کر بعض لوگوں کے ذریعے سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ وہ نماز ادا کرنے کو تیار ہیں البتہ انہیں ادائے زکوٰۃ سے مستثنیٰ کر دیا جائے اس واقعہ سے ملتا جلتا ایک واقعہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پیش آیا تھا۔طائف سے قبیلہ ثقیف کا وفد آپ کی خدمت میں قبول اسلام کی غرض سے حاضر ہوا لیکن ساتھ ہی یہ درخواست بھی کی کہ انہیں نماز معاف کر دی جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست قبول کرنے سے انکار کر دیا اور فرمایا:۔"اس دین میں کوئی بھلائی نہیں جس میں نماز نہیں۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلنا اپنا فرض اولین خیال کرتے تھے آپ نے بھی یہی فرمایا واللہ ! میں ان لوگوں سے ضرور لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں۔(صدیق اکبرؓ ص ۱۸۶۔۱۸۷)

ایک ہی عمالِ حکومت:۔

☆ ہر دو حضرات کے عمال اور اعلیٰ عہدہ دار بھی ایک ہی تھے۔ مؤرخ ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔ عاملوں اور عہدہ داروں کے انتخاب میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ ان لوگوں کو ترجیح دی جو عہد نبوت میں عامل یا عہدہ دار رہ چکے تھے۔

.... مثلاً ....

عہد نبوت میں مکہ پر عتابؓ بن اُسید، طائف پر عثمانؓ بن العاص، صنعا بن مھاجر بن اُمیہ، حضر موت پر زیاد بن لبید اور بحرین پر علاءؓ بن الحضرمی مامور تھے اس لئے خلیفہ اول نے بھی ان مقامات پر ان ہی لوگوں کو برقرار رکھا۔

(خلفائے راشدین ص ۵۵ ۔ ۵۴ بحوالہ تاریخ طبری ص ۲۰۸۳)

نظام حکومت بھی ایک:۔

☆ نہ صرف عمال ایک تھے بلکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد کا نظام حکومت بھی ایک ہی تھا کوئی ایسا ٹیکس لگانے کی اجازت نہ تھی جو عہد رسالت میں نہ تھا اور جو ٹیکس عہد نبوت میں تھے انہیں بہر حال وصول کیا جاتا تھا۔ حضرت عمروؓ بن العاص اس اہم دینی وسیاسی منصب پر تقریباً دو سال تک فائز رہے اور لوگوں کو اسلام کی تبلیغ کرتے رہے۔ آپ کی سعی و کوشش سے اس علاقے کے اکثر باشندے حلقہ و بگوش اسلام ہو گئے۔

آپ عمان میں ہی مقیم تھے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا خط پہنچا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر تھی اور لکھا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جن امور کی انجام دہی کے لئے بھیجا تھا۔

ان کی انجام دہی میں سر مو بھی فرق نہ آنے پائے۔ کوئی ایسا ٹیکس جسے رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نافذ کیا تھا انہیں معاف کرنے کا حق نہیں۔اور کوئی ایسا ٹیکس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وصول کرنے کے لئے نہیں کہا تھا کسی حالت میں بھی وصول نہ کیا جائے۔(عمرو ابن العاص ص ۵۲)

بنو قضاعہ سے جنگ:۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن العاص کو قضاعہ کے مرتدین سے جنگ کرنے کا کام سپرد کیا۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بھی غزوہ ذات السلاسل میں قبیلہ بنو قضاعہ رسول اللہ کی وفات کے بعد قضاعہ نے بھی ارتداد کی راہ اختیار کی۔ بارگاہ خلافت سے حکم جاری ہونے پر حضرت عمرو بن العاصؓ اپنے لشکر کے ہمراہ اسی راستے سے حذام کی جانب روانہ ہوئے۔ جس سے پہلے گئے تھے وہاں پہنچ کر اسلامی فوجوں اور قضاعہ میں زبردست مقابلہ ہوا پہلے کی طرح اب بھی قضاعہ کو شکست کھانی پڑی اور عمرو بن العاصؓ ان سے زکوۃ لے کر اور انہیں دوبارہ حلقہ بگوش اسلام بنا کر مظفر و منصور مدینہ واپس آئے۔(عمرو بن العاص ص ۵۶)

☆ تو بنو قضاعہ سے عہد رسالت میں بھی جنگ ہوئی اور عہد صدیقی میں بھی!

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی اسلامی فوج کے امیر حضرت عمرو بن العاصؓ تھے اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وقت میں بھی حضرت عمرو بن العاصؓ ہی اسلامی لشکر کے سردار تھے۔

☆ اسلامی فوج کے کوچ کا راستہ بھی ہر دو حضرات کے وقت میں ایک ہی تھا۔

☆ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں بھی بنو قضاعہ کو شکست ہوئی تھی اور حلقہ بگوش اسلام ہوئے تھے اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے وقت میں بھی بنو قضاعہ ہی کو شکست فاش ہوئی اور دوبارہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔

پہلے بنو قضاعہ کی سرکوبی پھر عمان کی حکومت:۔

☆ حد ہے کہ جس ترتیب سے واقعات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں صادر ہوئے اسی ترتیب سے عہد صدیقی میں ہوئے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ مرتد قبائل کی شورش کو فرو کر کے عمان واپس جا چکے تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا:۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تمہیں بنو قضاعہ کی مہم پر بھیجا تھا اس کے بعد عمان کا والی بنایا میں نے بھی تمہیں پہلے بنو قضاعہ کی مہم پر بھیجا تھا اس کے بعد عمان کی ولایت پر واپس بھیج دیا۔ (عمرو بن العاص ص ۵۸ بحوالہ طبری ج ۴ ص ۲۴)

سیدنا خالدؓ بن ولید سے بھی ایک ہی سلوک:۔

☆ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت خالدؓ کو معزول کر دینے کا مشورہ دیا تھا الزام یہ تھا کہ انہوں نے مالک بن نویرہ کو بغیر کسی معقول وجہ کے قتل کر دیا اور اس کی بیوی سے میدانِ جنگ ہی میں شادی بھی کر لی تھی یہ بات ایسی تھی جس کو عرب جاہلیت اور اسلام دونوں ادوار میں ناپسندگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

فاروقی مزاج اس بات کا طالب تھا کہ مجرم خواہ کوئی ہو۔ اس کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیئے اور صدیقی مزاج اس بات کا متقاضی تھا کہ حتی الوسع نرمی برتنی چاہیئے اور بغیر کسی سابق نظیر کے کسی نئی چیز کا آغاز نہیں کرنا چاہیئے پھر حضرت خالدؓ کو ان کے منصب پر برقرار رکھنے کی ایک مثال خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت تھی۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتولین کی دیت ادا کی اور کتے کے پانی پینے کا برتن تک واپس فرما دیا اور اللہ کے حضور حضرت خالدؓ کے اس فعل کی برأت بھی پیش فرمائی اس کے باوجود ان کو قیادت سے معزول نہیں فرمایا یہ نظیر حضرت صدیق اکبر رضی

اللہ عنہ کے سامنے موجود تھی۔ چنانچہ آپ نے بھی حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو ان کی اس فروگذاشت پر ملامت تو کی مگر عہدہ سے معزول نہیں کیا۔

(ترجمہ ابوبکرؓ صدیق کامل از عباس محمود العقاد ص ۲۳۳، ۲۳۴)

ہر دو حضرات حج کے امیر:۔

حج میں بھی یہاں تک موافقت و مطابقت ہے کہ پہلے سال نہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم امیر تھے نہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔

دوسرے سال حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی خود امیر حج تھے اور دوسرے سال سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی خود امیر حج تھے۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے سال ۹ ہجری میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور دوسرے سال ۱۰ ہجری میں خود تشریف لے گئے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مسند خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد پہلے سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور دوسرے سال خود تشریف لے گئے۔

عبد اللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ "اِستَعمَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَبَابَکرٍ عَلَی الحَجِّ فِی اَوَّلِ حَجَّۃٍ کَانَت فِی الاِسلَامِ ثُمَّ حَجَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فِی السَّنَۃِ المُقبِلَۃِ فَلَمَّا قُبِضَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَاستَخلَفَ اَبُوبَکرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اِستَعمَلَ عُمَرَ ابنُ الخَطَّاب عَلَی الحَجِّ ثُمَّ حَجَّ اَبُوبَکرٍ مِن قَابِلٍ" (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۷۷)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے پہلے حج کا امیر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بنا کر بھیجا، پھر دوسرے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حج کیا۔ جب حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو آپ نے پہلے سال حضرت عمرؓ کو امیر حج بنایا۔ پھر دوسرے سال خود حج کو تشریف لے گئے۔

سیدنا حسنؓ ہر دو حضرات کے کندھوں پر:۔

☆ ہر دو حضرات علیہما الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو اپنے دوش مبارک پر اٹھایا۔

حضرت عقبہؓ بن الحرث سے روایت ہے کہ ایک بار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ عصر کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر جا رہے تھے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بچوں کے ساتھ کھیلتے دیکھا "فَحَمَلَه' عَلیٰ عَاتِقِہٖ" تو کاندھے پر اٹھالیا اور فرمایا۔ "بِاَبِی شَبِیہٍ بِالنَّبِیِّ لاَ شَبِیہَ بِالعَلِیِّ" میرا باپ قربان! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل ہو علی رضی اللہ عنہ کے مشابہ نہیں ہو۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ ساتھ تھے سنا تو ہنس پڑے (صحیح بخاری باب صفتہ النبیؐ)

اللہ اللہ............ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ میں باہم کتنا پیارا اور خلوص ہے کتنی محبت والفت ہے۔

حضرت ام ایمنؓ کی ملاقات:۔

☆ علامہ ندویؒ لکھتے ہیں:۔ جن کے حال پر آپ کا خاص لطف و کرم رہتا تھا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ ان کی تعظیم و توقیر کا خیال رکھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکثر حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کی ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے تھے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اس سلسلہ کو جاری رکھا۔

(خلفائے راشدین ص ٦٦ بحوالہ استیعاب)

حضرت جابرؓ کی عیادت:۔

☆ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں "عَادَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ وَاَبُوبَکرٍ فِی بَنِی سَلِمَۃِ مَاشِیِینَ" حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے محلّہ بنو سلمہ میں پیدل تشریف لاکر میری عیادت فرمائی۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِی اَولَادِکُم)

حد ہو گئی! کہ اہم ملی و ملکی امور سے لے کر معمولی حالات روز مرہ کے واقعات اور عام اعمال میں بھی توافق بلکہ وحدت موجود ہے۔

علیہما الصلوٰۃ والسلام

خویش واقارب

سسرال، داماد، آل واولاد:۔

حیرت واستعجاب کا مقام ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں خویش واقارب، آل واولاد، سسرال اور داماد، کے سلسلہ میں بھی کامل توافق وتشابہ ہے۔

..........مثلاً..........

ہر دو حضرات کے داماد سابقین اولین میں سے ہیں:۔

☆ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سابقین میں سے ہیں۔ اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بھی سابقین اولین میں سے ہیں۔

سادات المہاجرین میں سے ہیں:۔

☆ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد سیدنا عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سادات المہاجرین میں سے ہیں۔

اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے داماد سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بھی سادات المہاجرین میں سے ہیں۔

عشرہ مبشرہ میں سے ہیں:۔

☆ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد سیدنا حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داماد سیدنا

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

دوسرے داماد بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں:۔

☆ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں..........اور سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دوسرے داماد خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں..........اور آپ کی ذات پاک بھی ایک روایت کے مطابق عشرہ مبشرہ میں شامل ہے.......... ملاحظہ ہو..........

☆ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا..........

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ .... جنت میں ہیں

عمر فاروق رضی اللہ عنہ .... جنت میں ہیں

علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ .... جنت میں ہیں

عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ .... جنت میں ہیں

طلحہ رضی اللہ عنہ .... جنت میں ہیں

زبیر رضی اللہ عنہ .... جنت میں ہیں

عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ .... جنت میں ہیں

سعد بن مالک رضی اللہ عنہ .... جنت میں ہیں

اور نوویں مومن .... جنت میں ہیں

اگر چاہوں تو میں اس کا نام لے سکتا ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ اہل مسجد نے شور مچایا اور قسم دے کر پوچھا اے صاحبِ رسول اللہ! نواں کون ہے؟ حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم لوگ مجھے خدا کی قسم دے رہے ہو " وَاللّٰهِ الْعَظِيم اَنَاتَاسِعُ

الْمُؤْمِنِينَ وَرَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعَاشِرُ "نواں مومن میں ہوں اور دسویں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (مسند امام احمد ج ۱ ص ۱۸۷ سیر الصحابہؓ ج ۱)

☆ ان حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی عشرہ مبشرہ میں سب سے اول ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ رقم طراز ہیں۔ ابو یعلیٰ نے روایت کی ہے کہ حضرت سعید بن زیدؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے "اَلنَّبِیُّ فِی الْجَنَّةِ وَاَبُوبَکْرٍ فِی الْجَنَّةِ وَعُمَرُ فِی الْجَنَّةِ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنتی ہیں اور ابو بکرؓ جنتی ہیں اور عمرؓ جنتی ہیں۔

(ازالۃ الخفا مقصد ا، فصل چہارم احادیث خلافت ص ۱۵)

ہر دو حضرات کی بناتؓ افضل النساء ہیں:۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدۃ النساء ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "یَافَاطِمَةَ اَلاَ تَرْضِیْنَ اَن تَکُوْنِی سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّةِ اَوْ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ (متفق علیه)" اے فاطمہ! کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ تو اہل جنت یا مومنین کی عورتوں کی سردار ہو۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہل البیت)

اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی لخت جگر ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا افضل النساء ہیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مردوں میں سے تو بہت کامل ہوئے ہیں لیکن عورتوں میں حضرت مریم بنت عمران حضرت آسیہ امرأۃ فرعون اور حضرت عائشہ صدیقہ کے سوا کوئی کامل نہیں ہوئی۔ رضوان اللہ تعالی علیهن

"وَفَضلُ عَائِشَةَ عَلَى النِّسَاءِ كَفَضلِ الثَّرِيدِ عَلَىٰ سَائِرِ الطَّعَامِ (متفق علیہ) "اور تمام عورتوں پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بزرگی اور فضیلت ایسے ہے جیسے ثرید تمام کھانوں سے افضل ہے۔ (مشکوٰۃ باب بدء الخلق)

حضورؐ کو سب سے زیادہ پیاری ہیں:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لخت جگر سیدہ بتول رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔

ام المؤمنین سیدہ کونین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا گیا "اَیُّ النَّاسِ كَانَ اَحَبَّ اِلَیٰ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَت فَاطِمَةُ (رواه الترمذی) "رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب کون تھا فرمایا سیدہ فاطمہؓ (مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب اہل بیت)

اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی لخت جگر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا "اَیُّ النَّاسِ اَحَبُّ اِلَيكَ قَالَ عَائِشَةَ" آپ کو سب لوگوں سے زیادہ محبوب کون ہے؟ فرمایا عائشہؓ (ایضاً باب مناقب ابی بکر)

بنات مطہرہ کی عسرت:۔

توافق و تشابہ کا کمال ملاحظہ ہو کہ ہر دو حضرات علیہما السلام کی بنات مطہرہ کی عسرت و تنگ دستی کا بھی ایک ہی عالم تھا۔

مولانا شبلی لکھتے ہیں:۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عسرت اور تنگ دستی

کا یہ حال تھا کہ گھر میں کوئی خادمہ نہ تھیں، خود چکی پیستیں، اور خود ہی پانی کی مشک بھر لاتیں، چکی پیستے۔ پیستے ہتھیلیاں گھس گئی تھیں۔

ایک دن خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں خود تو پاس حیا سے عرض حال نہ کر سکیں جناب امیر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف سے یہ حال عرض کیا اور درخواست کی کہ فلاں غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک کنیز مل جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابھی اصحاب صفہ کا انتظام نہیں ہوا اور جب تک ان کا بندوبست نہ ہولے اور طرف توجہ نہیں کر سکتا۔

یہ روایت کتب احادیث (سنن ابو داؤد وغیرہ) میں مختلف طریقوں سے مروی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنھا کو ایک دعا بتادی کہ یہ لونڈی سے بڑھ کر ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیاں اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنھا خدمت اقدس میں گئیں اور اپنے افلاس و تنگ دستی کی شکایت کر کے عرض کی کہ اب غزوہ میں جو کنیزیں آئی ہیں ان میں سے ایک دو ہم کو مل جائیں، آپ نے فرمایا بدر کے یتیم تم سے پہلے درخواست کر چکے۔

(ابو داؤد ج ۲ ص ۳۴۳ سیرۃ النبیؐ ج ۲ طبع ۵ ص ۳۱۲۔۳۱۳)

اسی روایت میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادیوں کی درخواست سے ان کی والدہ محترمہ حضرت اسماء بنت صدیقؓ کی مالی حالت کا اندازہ ہو گیا۔

اب مستقل روایت ملاحظہ ہو۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنھا حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو منسوب تھیں چونکہ گھر میں کوئی خادم اور خادمہ نہ تھی اس لئے حضرت اسماء رضی اللہ عنھا گھوڑے کو چارہ کھلاتی تھیں ڈول سیتی تھیں اور آٹا گوندھتی

میں پانی بھرتی تھیں اور ایک فرلانگ سے کھجور کی گٹھلیاں سر پر لاد کر لاتی تھیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ حالات معلوم ہوئے تو انہوں نے ایک خادم بھیج دیا گھوڑے کی تربیت اور پرداخت کرتا تھا۔

(سیر الصحابہ ج ا ص ۳۰۴ بحوالہ بخاری کتاب النکاح باب الغیرہ)

بنات مطہرہ گھر کا کام خود کرتی تھیں:۔

☆ نہ صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبرؓ کی صاحبزادیوں کی مالی حالت کمزور تھی بلکہ عسرت وافلاس کے باعث دونوں کے گھر میں خادمہ تک نہ تھی اور ہر دو بنات مطہرہ مقدسہ کو گھر کا سارا کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا تھا۔

بنات مطہرہؓ پر حملہ:۔

☆ جس طرح لخت جگر رسولؐ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی ذات پاک پر بوقت ہجرت حملہ کیا گیا اسی طرح نورِ نظر صدیقؓ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی ذات اقدس پر جنگ جمل میں حملہ کیا گیا۔

☆ اور طرفہ یہ کہ جس طرح لخت جگر رسولؐ سیدہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا پر اس وقت حملہ کیا گیا جب کہ آپ ہودج میں اونٹ پر سوار تھیں............ اسی طرح نور نظر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بھی حملہ اس وقت کیا گیا جبکہ آپ ہودج میں اونٹ پر سوار تھیں۔

☆ مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔

ادھر سے دشمنوں کا ریلہ تھا اُدھر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے داہنے بکر بن وائل بائیں ازو سامنے بنو ناجیہ مادر اسلام کی عزت واحترام کے لئے اپنی اپنی جانیں فرزندانہ فدیت کے ساتھ نثار کر رہے تھے۔ اونٹ اپنی جگہ پر کھڑا تھا،

آهنی ہودج تیروں کی پیہم بارش سے چھلنی ہو رہا تھا۔ (سیرت عائشہ ص ۱۳۱)

☆ تشابہ و توافق کا کمال ملاحظہ ہو کہ جس طرح بنت صدیقؓ حضرت ام المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تیروں کی بوچھاڑ کی گئی۔ اسی طرح بنت رسول حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پر حملہ تیروں سے کیا گیا۔

جب قریش کو خبر ہوئی کہ زینب رضی اللہ عنہا باپ کے پاس مدینہ طیبہ ہجرت کر کے جا رہی ہیں تو چند شخصوں نے تعاقب کیا سب سے آگے ہبار بن الاسود تھا اس نے ایک تیر مارا جو حضرت زینب کے ہودج میں آ کر لگا۔ (اصح ایسر ص ۱۴۰)

ہر دو حضرات کی ازواج کا مطالبہ :۔

☆ کتاب ابوبکر صدیق کامل کے فاضل مصنفؒ لکھتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیویوں کو کبھی آپ سے کوئی شکایت نہیں پیدا ہوئی البتہ نفقہ میں کمی اور کفایت شعاری کا شکوہ ضرور رہا جس دن ازواج مطہرات رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نفقہ بڑھانے کا مطالبہ کر رہی تھیں اتفاق سے اسی دن بنت خارجہ بھی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے یہی مطالبہ کر رہی تھیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس بات پر غصہ آ گیا اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے گئے تاکہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے واقعہ بیان کر کے اپنی پریشانی دور کریں جب وہاں پہنچے تو دیکھا کہ امہات المؤمنین رضی اللہ عنھن بھی اسی حالت میں ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے گویا پہلے سے ہی باہمی معاہدہ ہو چکا تھا۔ (ترجمہ ابوبکر صدیق کامل ص ۲۸۶)

باہمی معاہدہ :۔

مصری مصنف علامہ محمود العقاد جس حقیقت کو اتفاق اور باہمی معاہدہ سے

تعبیر کر رہے ہیں وہ نہ تو اتفاق ہے اور نہ ہی باہمی معاہدہ! اتفاق اگر ہوتا تو دو چار پانچ سات امور میں ہوتا یہ ہر دو حضرات کی پوری حیات طیبہ کو تو مجموعۂ اتفاقات قرار نہیں دیا جاسکتا۔ نہ ہی ازواج مطہرات امہات المؤمنین اور زوجہ مطہرۂ صدیق اکبر رضوان اللہ تعالیٰ علیھن میں اس قسم کا کوئی باہمی معاہدہ ہو چکا تھا۔ ہاں اگر کوئی باہمی معاہدہ تھا تو فطرتِ رسول اور فطرت صدیق میں تھا۔ علیہما السلام! ....

کہ ان ہر دو حضرات کی پوری سیرت طیبہ اور حیات مقدسہ باہم مشابہ تھیں ، سوانح حیات اور واقعات سے لے کر ہر دو حضرات کے اقربا و متعلقین کے حالات تک میں بھی کامل یکرنگی و ہم آہنگی تھی ، اس درجہ کامل یک رنگی و ہم آہنگی! کہ انسان ورطۂ حیرت میں ڈوب ڈوب جاتا ہے۔ جب اس میں غور و فکر کرتا ہے اور اس مشابہت بلکہ وحدت کی کوئی توجیہ اس کی سمجھ میں نہیں آتی۔

نواسوں کا بیعتِ یزید سے انکار:۔

☆ ہر دو حضرات علیہما السلام کے نواسوں میں متعدد وجوہ تشابہ موجود ہیں۔

.... مثلاً ....

جس طرح یزید کی بیعت سے نواسۂ رسول سیدنا حسینؓ نے انکار کیا............

اسی طرح نواسۂ صدیقؓ سیدنا عبداللہ بن زبیر نے بھی انکار کیا۔ رضی اللہ عنھما۔

☆ علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔

تخت حکومت پر قدم رکھنے کے بعد یزید کے لئے سب سے اہم معاملہ حضرت حسین اور ابن زبیر رضی اللہ عنھما کی بیعت کا تھا۔ کیونکہ یزید کی ولی عہدی کی بیعت کے وقت ان دونوں نے اس کو نہ دل سے تسلیم کیا تھا اور نہ زبان سے اقرار کیا تھا۔ (سیر الصحابہ ج ۶ طبع ۲ ۱۹۵۱ء ص ۱۵۱)

دونوں حضرات کی مہلت طلبی:۔

بیعت یزید کے مطالبہ پر سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اور سیدنا حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ دونوں نے پہلے مہلت طلب کی۔

☆ مؤرخ ندویؒ تحریر فرماتے ہیں:۔ زمام حکومت سنبھالنے کے بعد اس یزید نے سب سے پہلا کام یہ کیا۔ کہ ولید بن عتبہ حاکم مدینہ کے نام حسینؓ اور ابن زبیرؓ سے بیعت لینے کا تاکیدی حکم بھیجا اس حکم پر ولید نے ان دونوں کو بلا بھیجا۔ حسین رضی اللہ عنہ اس کی طلبی پر چلے آئے۔ لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک دن کی مہلت مانگ لی اور راتوں رات مدینہ سے مکہ نکل گئے۔ (سیر الصحابہؓ ج ٦ ص ۲٦۰)

اب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی مہلت طلبی سے متعلق سنئے! جس دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ ولید سے ملے تھے اس کے بعد دوسرے دن ولید نے پھر حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے پاس یاددہانی کے لئے آدمی بھیجا آپ نے ایک دن کی اور مہلت مانگی ولید نے اسے بھی منظور کر لیا۔ (ایضاً ص ۱۵۴)

دونوں حضراتؓ کی مکہ روانگی:۔

☆ جس طرح نواسۂ صدیقؓ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ بیعت نہ کر کے مدینہ سے مکہ چلے گئے۔ اسی طرح نواسۂ رسول حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی بیعت نہ کر کے مدینہ طیبہ سے مکہ معظمہ تشریف لے گئے۔

مؤرخ ندوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے مدینہ چھوڑ کر مکہ جانے کا قصد کر لیا۔ چنانچہ شعبان ٦۰ ہجری میں مع اہل وعیال مکہ روانہ ہو گئے۔ (سیر الصحابہؓ ج ٦ ص ۱۵۵)

ہر دو حضرات کی خفیہ روانگی:۔

جس طرح نواسۂ صدیق اکبرؓ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ رات کو مدینہ سے مکہ نکل گئے۔ (سیر الصحابہ ص ۲۶۰)

اسی طرح نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسین رضی اللہ عنہ کشمکش اور پریشانی میں اپنے اہل و عیال اور عزیز و اقرباء کو لے کر رات کو نکل کھڑے ہوئے۔ (سیر الصحابہ ص ۱۵۴)

ہر دو حضراتؓ منصب خلافت پر:۔

☆ مؤرخ ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔ مکہ پہنچنے کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے شعب ابی طالب میں قیام فرمایا آپ کی آمد کی خبر سن کر لوگ جوق در جوق زیارت کے لئے آنے لگے اور کوفیوں کے بلاوے کے خطوط کا تانتا بندھ گیا عمائد کوفہ کے وفود نے آکر عرض کیا کہ آپ جلد سے جلد کوفہ تشریف لے چلیں وہاں کی مسند خلافت آپ کیلئے خالی ہے اور ہماری گردنیں آپ کے لئے حاضر ہیں۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے یہ اشتیاق سن کر فرمایا:۔ میں تمہاری محبت اور ہمدردی کا شکر گزار ہوں، لیکن فی الحال نہیں جاسکتا پہلے اپنے بھائی مسلم بن عقیل رحمۃ اللہ علیہ کو بھیجتا ہوں، یہ وہاں کے حالات کا اندازہ لگا کر مجھے اطلاع دیں گے۔ اس وقت میں کوفہ کا قصد کروں گا چنانچہ مسلم کو ایک خط دے کر کوفہ روانہ کر دیا کوفہ والے چشم براہ ہی تھے مسلم کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور ان کے پہنچتے ہی کوفہ میں یزید کی علانیہ مخالفت شروع ہوگئی۔ (سیر الصحابہ ج ۶ ص ۱۵۶)

مسلم کے پاس حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے حامیوں کی خفیہ آمد و رفت شروع ہوگئی اور ان کی بیعت کا سلسلہ جاری ہوگیا۔ (سیر الصحابہ ص ۱۵۸)

اور اٹھارہ ہزار اہل کوفہ ان کے ہاتھ پر بیعت کر کے حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے زمرۂ عقیدت میں داخل ہو گئے۔ (سیر الصحابہ ص ۱۵۹)

نواسۂ رسول کی خلافت کی تو صرف بیعت کی گئی۔ اور نواسۂ صدیق حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے تو مسند خلافت پر متمکن ہو کر برسوں عملاً خلافت کی۔

مولانا ندویؒ لکھتے ہیں :۔ ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے تہامہ اور اہل حجاز کو اپنی بیعت کی دعوت دی۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ باقی تمام لوگوں نے بیعت کر لی، بیعت لینے کے بعد انہوں نے یزید کے عمال کو مکہ سے نکال دیا۔ (سیر الصحابہ ج ٦ ص ۲۶۲)

ہر دو حضرات کی دردناک شہادت :۔

اسی سیاست و خلافت کے سلسلہ میں ہر دو حضرات کو جامِ شہادت نوش کرنا پڑا۔ اور ظالم اعداء و مخالفین نے ہر دو حضرات کو اس دردناک اور ظالم انگیز طریقے سے شہید کیا۔ جس کے تصور سے انسان لرزہ براندام ہو جاتا ہے۔

تھوڑی سی تفصیل ملاحظہ ہو :۔ مؤرخ ندویؒ رقم طراز ہیں :۔ شمر لوگوں کو برابر ابھار رہا تھا اس کے ابھارنے پر یہ شوریدہ بخت ہر طرف سے ٹوٹنے لگے، لیکن شمشیر حسینی ان بادلوں کو ہوا کی طرح اڑا دیتی تھی مگر ایک خستہ دل، خستہ جگر، اور زخموں سے چور ہستی میں سکت ہی کیا باقی تھی؟ یہ بھی حسین ہی کا دل تھا کہ اب تک دشمنوں کے بے پناہ ریلے کو روکے ہوئے تھے۔

لیکن تابکے؟ بالآخر وقت آگیا کہ ماہ خلافت کو شامیوں نے نرغہ کے تاریک بادلوں میں گھیر لیا۔ ابن اسد اللہ الغالب پھر حملہ آور ہوئے اور جدھر رخ کر دیا دشمنوں

کی صفیں درہم برہم کر دیں۔ (طبری ج ۷ ص ۳۶۴)

میدانِ کربلا میں قیامت برپا تھی، ہر طرف تلواروں کی چمک سے بجلی تڑپ رہی تھی کہ دفعۃً مالک بن شبر کندی نے دوش نبوی کے شہ سوار پر ایسا وار کیا کہ تلوار کلاء مبارک کو کاٹتی ہوئی کاسہ سر تک پہنچ گئی۔ خون کا فوارہ پھوٹ نکلا اور سارا بدن خون کے چھینٹوں سے لالۂ احمر ہو گیا۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی حالت لحہ بہ لحہ غیر ہوتی جاتی تھی۔ زخموں سے سارا بدن چور ہو چکا تھا۔ لیکن کسی کو شہید کرنے کی ہمت نہ پڑتی تھی، اور سب اس جبل معصیت کو ایک دوسرے پر ٹال رہے تھے، شمر یہ تذبذب دیکھ کر پکارا" تمہارا برا ہو تمہاری مائیں لڑکوں کو روئیں دیکھتے کیا ہو؟ بڑھ کر حسینؓ کو قتل کر دو۔ اس للکار پر شامی چاروں طرف سے امام ہمام پر ٹوٹ پڑے۔

ایک شخص نے تیر مارا تیر گردن میں آ کر بیٹھ گیا۔ امام نے اس کو ہاتھوں سے نکال کر الگ کیا۔ ابھی آپ نے تیر نکالا تھا کہ زرعہ بن شریک تمیمی نے بائیں ہاتھ پر تلوار ماردی پھر گردن پر وار کیا۔ ان پیہم زخموں نے امام کو بالکل نڈھال کر دیا۔ اعضاء جواب دے گئے اور کھڑے ہونے کی طاقت باقی نہ رہی عین اسی حالت میں سنان بن انس نے کھینچ کر ایسا کاری نیزہ مارا کہ فلکِ امامت زمین بوس ہو گیا۔ سنگ دل اور شقی ازلی خولی بن یزید سر کاٹنے کے لئے بڑھا، لیکن ہاتھ کانپ گئے تھرا کر پیچھے ہٹ گیا۔ اور سنان بن انس نے اس سر کو جو بوسہ گاہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تھا جسم اطہر سے جدا کر لیا (طبری واخبار الطول ص ۲۶۹ و سیر الصحابہ ج ۶ ص ۲۱۶ تا ۲۱۸ ملخصاً)

☆ نواسۂ رسولؐ کی دردناک شہادت کے بعد اب نواسۂ صدیقؓ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی دل فگار و لرزہ انگیز شہادت کی کیفیت ملاحظہ ہو۔

علامہ ندوی لکھتے ہیں :۔ عبدالمالک نے ذی قعدہ ۷۲ ہجری میں حجاج کو ابن زبیرؓ کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ ابن زبیرؓ حرم محترم میں پناہ گزین تھے، ناقدر شناس حجاج نے مکہ پہنچ کر حرم کا محاصرہ کر لیا اور مسلسل کئی مہینہ تک محاصرہ قائم رہا۔ اس پوری مدت میں ایسی ہیبت ناک آتش زنی اور سنگ باری ہوتی رہی کہ اس کی چمک اور دھماکوں سے معلوم ہوتا تھا کہ آسمان زمین پر آجائے گا۔ (طبری ج ۸ ص ۸۴۴)

ابن زبیرؓ نہایت دلیری اور پامردی کے ساتھ اس محاصرہ کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کے اطمینان و سکون میں مطلق کسی قسم کا فرق نہ آیا۔ عین سنگ باری کی حالت میں وہ خانہ کعبہ میں نماز پڑھتے تھے اور بڑے بڑے پتھر آ کر ان کے آس پاس گرتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹتے تھے۔ (ابن اثیر ج ۴ ص ۲۸۶)

اس محاصرہ کی وجہ سے مکہ میں عام قحط پڑ گیا تھا ایسی حالت میں زیادہ دنوں تک محصورین کا استقلال دکھانا مشکل تھا، چنانچہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھی محاصرہ کی سختیوں اور بھوک کی تکلیف سے عاجز آ کر حجاج کے دامن میں پناہ لینے لگے اور رفتہ رفتہ دس ہزار آدمی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ کر حجاج سے مل گئے۔

آخر میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے حمزہ اور حبیب نے بھی باپ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ البتہ ایک صاحبزادے آخر دم تک ثابت قدم رہے اور اسی ثابت قدمی میں مارے گئے۔ (ابن اثیر ج ۴ ص ۲۸۶)

حضرت اسماءؓ سے مشورہ اور ان کا شجاعانہ جواب :۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اپنی بے بسی کا یہ عالم دیکھا تو مایوس ہو کر ایک دن اپنی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ اماں میرے ساتھیوں نے ایک ایک کر کے میرا ساتھ چھوڑ دیا، حتیٰ کہ میرے لڑکے بھی مجھے چھوڑ

کر چلے گئے ہیں ایسی حالت میں آپ کیا فرماتی ہیں؟

اس وقت حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی عمر سو برس سے متجاوز ہو چکی تھی جوان جوان بیٹوں اور پوتوں کے داغ اٹھا چکی تھیں دل و جگر فگار ہو رہے تھے نامور بیٹوں میں صرف حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ باقی تھے، ان حالات، اس پیرانہ سالی اور ایسی خستہ دلی کے ہوتے ہوئے بھی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولوالعزم اور بہادر بیٹی نے آمادہ بہ قتل بیٹے کو جو شریفانہ جواب دیا اس پر عورتوں کی تاریخ ہمیشہ فخر کرتی رہے گی فرمایا بیٹا تم کو خود اپنی حالت کا صحیح اندازہ ہو گا اگر تم کو اس کا یقین ہے کہ تم حق پر ہو اور حق کی دعوت دیتے ہو تو جاؤ اس کے لئے لڑو، کہ تمہارے بہت سے ساتھیوں نے اس پر جان دی ہے۔

لیکن اگر تمہارا مقصد دنیا طلبی ہے تو تم سے بڑھ کر برا کون خدا کا بندہ ہو گا۔ کہ خود اپنے کو ہلاکت میں ڈالا اور اپنے ساتھ کتنوں کو ہلاک کیا۔ اگر یہ عذر ہے کہ تم حق پر ہو لیکن اپنے اعوان اور انصار کی کمزوری سے لاچار ہو گئے ہو تو یاد رکھو شریفوں اور دین داروں کا یہ شیوہ نہیں ہے تم کو کب تک دنیا میں رہنا ہے، جاؤ حق پر جان دے دینا زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

ماں کی زبان سے یہ بہادرانہ جواب سن کر کہا اماں مجھے صرف اس کا خوف ہے کہ اگر بنی امیہ میرے قتل کرنے میں کامیاب ہو گئے تو میری لاش کو مثلہ کر کے سولی پر لٹکا دیں گے۔ اور اس کی بے حرمتی کریں گے، بہادر ماں نے جواب دیا، بیٹا ذبح ہونے کے بعد بکری کو کھال کھینچنے سے تکلیف نہیں ہوتی جاؤ! خدا سے مدد مانگ کر اپنا کام پورا کرو یہ حوصلہ افزا کلمات سن کر ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی ڈھارس بندھی، ماں کے سر کا بوسہ دے کر کہا میری بھی یہی رائے ہے۔

ابن زبیر رضی اللہ عنہ دعا کے طالب ہوئے ماں نے ان کے حق میں دعا کر کے انہیں خدا کے سپرد کیا۔ پھر اپنے لئے صبر و شکر کی دعا مانگی، دعا مانگنے کے بعد بیٹے کو رخصت کرنے کے لئے ہاتھ بڑھائے کہ بیٹا پاس چلے آؤ تاکہ آخری مرتبہ تم سے رخصت ہولوں" ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا میں بھی آخری رخصتی کے لئے حاضر ہوا ہوں کہ اب دنیا میں یہ میرے آخری دن ہیں حضرت اسماء رضی اللہ عنہ نے گلے لگا کر بوسہ دیا اور فرمایا" جاؤ اپنا کام پورا کرو" اتفاق سے گلے لگانے میں ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی زرہ پر ہاتھ پڑ گیا پوچھا بیٹا یہ کیا؟ جان دینے والوں کا یہ شیوہ نہیں ہے۔

ماں کے اس فرمان پر انہوں نے جان کی حفاظت کا یہ آخری سہارا بھی اتار دیا اور کپڑے درست کر کے رجز پڑھتے ہوئے رزمگاہ پہنچے۔ اور آتے ہی اس زور کا حملہ کیا کہ بہت سے شامی خاک و خون میں تڑپ گئے لیکن شامیوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اس لئے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھی ان کے جوابی حملہ کی تاب نہ لا سکے، اور ان کے ریلے سے منتشر ہو گئے اب ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی قوت بہت کمزور پڑ گئی تھی۔ اس لئے جس قدر وقت گزرتا جاتا تھا اسی قدر شامیوں کا ہجوم بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ بڑھتے بڑھتے خانہ کعبہ کے تمام پھاٹکوں پر ان کا ہجوم ہو گیا لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ اس حالت میں بھی شیر کی طرح چاروں طرف حملہ آور ہوتے اور جدھر رخ کر دیتے تھے شامی کائی کی طرح پھٹ جاتے تھے۔

حجاج نے جب دیکھا کہ کوئی شامی ان کے پاس جانے کی ہمت نہیں کرتا تو خود سواری سے اتر پڑا، اور اپنی فوج کو للکار کر ابن زبیرؓ کے علمبردار کی طرف بڑھنے کا حکم دیا لیکن ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے بڑھ کر اس بڑھتے ہوئے ہجوم کو منتشر کر دیا۔ اور منتشر کر کے نماز پڑھنے کے لئے مقام ابراہیمؑ پر چلے گئے ادھر شامیوں نے موقع پا کر ان کے

علمبردار کو قتل کر کے علم چھین لیا ابن زبیر رضی اللہ عنہ نماز پڑھ کر لوٹے تو بڑی دیر تک بغیر علم کے لڑتے رہے یہ تمام حالات ملخصاً ابن کثیر ج ۴ ص ۲۸۶ تا ۲۸۹ و مستدرک حاکم تذکرہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے ماخوذ ہیں۔

عین اس حالت میں ایک شامی نے ایسا پتھر مارا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر کھل گیا اور چہرہ سے خون کا فوارہ پھوٹ نکلا۔ ڈاڑھی خون سے تر ہو گئی، اس خوں نابہ فشانی پر ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے یہ شجاعانہ شعر پڑھا۔

وَلَسنَا عَلَی الأَعقَابِ تَدمِی کُلُومُنَا

وَلَکِن عَلیٰ اَقدَامِنَا تَقطُرُ الدِّمَاءِ

ترجمہ :۔ یعنی ہم وہ نہیں ہیں پیٹھ پھیرنے کی وجہ سے جنکی ایڑیوں پر خون گرتا ہے بلکہ سینہ سپر ہونے کی وجہ سے ہمارے قدموں پر خون ٹپکتا ہے۔

یہ رجز پڑھتے جاتے تھے اور اسی بے جگری اور دلیری سے لڑتے جاتے تھے لیکن زخموں سے چور ہو چکے تھے۔ شامیوں کا انبوہ کثیر مقابل میں تھا اس لئے انہوں نے ہر طرف یورش کر کے نرغہ میں لیکر قتل کر دیا اور جمادی الثانی ۷۳ ہجری میں قریش کا یہ یگانہ بہادر، حواری رسول کا لخت جگر اور ذات النطاقین کا نورِ نظر ہمیشہ کیلئے خاموش ہو گیا۔ رضی اللہ عنہ ورضو عنہ (طبری ج ۸ ص ۸۵۰ و مستدرک تذکرہ ابن زبیرؓ)

حجاج کی شقاوت اور اسماءؓ کی بہادری :۔

سنگ دل اور کینہ توز حجاج کی آتش انتقام ابن زبیرؓ کے خون سے نہ بجھی قتل ہونے کے بعد اس نے سر کٹوا کر عبدالملک کے پاس بھجوا دیا۔ اور لاش قریش کی عبرت کے لئے بیرون شہر ایک بلند مقام پر سولی پر لٹکوا دی۔ (ابن اثیر ج ۴ ص ۲۹۰)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی تو انہوں نے کہلا بھیجا کہ خدا تجھے

غارت کرے تو نے لاش سولی پر کیوں آویزاں کرائی اس سنگدل نے جواب دیا ابھی میں اس منظر کو باقی رکھنا چاہتا ہوں اس کے بعد ستم رسیدہ ماں نے تجہیز و تکفین کی اجازت مانگی، لیکن حجاج نے اس کی بھی اجازت نہ دی، اور اس اولوالعزم اور حوصلہ مند بہادر کی لاش شارع عام پر تماشہ بنی رہی۔

عبدالملک کو جب اس کی خبر ہوئی کہ اسماء رضی اللہ عنہا نے لاش مانگی مگر حجاج نے دینے سے انکار کیا تو اس نے اس کو نہایت غضب آلود خط لکھا کہ تم نے لاش اب تک کیوں نہ حوالہ کی؟ اس ڈانٹ پر اس نے لاش دے دی اور غمزدہ ماں نے غسل دلا کر اپنے نور نظر کو مقام جعون میں پیوند خاک کیا۔

علامہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی شہادت اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے غیر معمولی صبر و استقلال اور بے نظیر شجاعت کے واقعات نہایت مؤثر پیرایہ میں نظم کئے ہیں۔

اور فرماتے ہیں............

مسند آرائے خلافت جو ہوئے ابن زبیرؓ
سب نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھائے یکبار

ابن مروان نے حجاج کو بھیجا پئے جنگ
جسکی تقدیر میں مرغانِ حرم کا تھا شکار

حرم کعبہ میں محصور ہوئے ابن زبیرؓ
فوج بے دیں نے کیا کعبۂ ملت کا حصار

دامن عرش ہوا جاتا تھا آلودۂ گرد
بارش سنگ سے اٹھتا تھا جو رہ رہ کے غبار

تھا جو سامان رسد چار طرف سے مسدود
ہر گلی کوچہ بنا جاتا تھا اک گنج مزار

جب یہ دیکھا کہ کوئی ناصرو یاور نہ رہا
ماں کی خدمت میں گئے ابن زبیرؓ آخر کار

جا کے کی عرض کہ اے اختِ حریم نبویؐ
نظر آتے نہیں اب حرمت دیں کے آثار

آپ فرمایئے اب آپ کا ارشاد ہے کیا
کہ میں ہوں آپ کا اک بندۂ فرمانبردار

صلح کر لوں کہ چلا جاؤں حرم سے باہر
یا یہیں رہ کے اسی خاک پہ ہو جاؤں نثار

بولی وہ پردہ نشین حرم سر عفاف
حق پہ گر تو ہے تو پھر صلح ہے مستوجب عار

یہ زمیں ہے وہی قربان گاہ اسمٰعیلؑ
فدیۂ نفس ہے خود دین خلیلی کا شعار

ماں سے رخصت ہوئے یہ کہہ کے باداب نیاز
آپ کے دودھ سے شرمندہ نہ ہوں گا زنہار

پہلے ہی حملہ میں دشمن کی الٹ دیں فوجیں
جس طرف جاتے تھے یہ ٹوٹتی جاتی تھی قطار

منجنیقوں سے برستے تھے جو پتھر پیہم
ایک پتھر نے کیا آ کے سر د رخ کو فگار

خون ٹپکا ہو قدم پر تو کہا ازرہ فخر
یہ ادا وہ ہے کہ ہم ہاشمیوں کا ہے شعار

اس گھرانے نے کبھی پشت پہ کھایا نہیں زخم
خون ٹپکے گا تو ٹپکے گا قدم پر ہر بار

زخم کھا کھا کے لڑے جاتے تھے لیکن کب تک
آخر الامر گرے خاک پہ مجبور و نزار

لاش منگوا کے جو حجاج نے دیکھی تو کہا
اس کو سولی پر چڑھاؤ کہ یہ تھا قابل دار

لاش لٹکی رہی سولی پہ کئی دن لیکن
ان کی ماں نے نہ کیا رنج والم کا اظہار

اتفاقات سے اک دن جو ادھر جا نکلیں
دیکھ کر لاش کو بے ساختہ بولیں یک بار

ہو چکی دیر کہ منبر پر کھڑا ہے یہ خطیب
اپنے مرکب سے اترتا نہیں اب بھی یہ سوار

(یعقوب ج ۲ ص ۳۲۰۔ سیر الصحابہ ج ۶ ص ۸۴۔ ۲۷۷)

اب دیکھئے! اس ایک شہادت میں کتنے امور ہیں مشابہت بلکہ وحدت ہے۔
مثلاً..........

ساتھیوں کی غداری:۔

جس طرح ہزاروں کوفیوں نے حضرت سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو باصرار بلوا کر غداری کی اور ساتھ چھوڑ دیا۔ یا تو مسلم بن عقیلؓ (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے

داعی اور چچازاد بھائی۔ مؤلف) کے ساتھ ۱۸ ہزار آدمی تھے یا سب نے ایک ایک کر کے ساتھ چھوڑ دیا اور مسلم تن تنہا رہ گئے۔ (سیر الصحابہ ج ۶ ص ۱۶۱۔ ۱۶۲)

اسی طرح سیدنا عبداللہ ابن زبیرؓ کے ساتھیوں نے غداری کی اور رفتہ رفتہ دس ہزار آدمی ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا ساتھ چھوڑ کر حجاج سے مل گئے (ایضاً ۲۸۴)

ہر دو حضرات کے مقابل شامی:۔

جہاں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں شامی تھے وہاں سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے مدِمقابل بھی شامی تھے۔

ہر دو حضرات کا محاصرہ کیا گیا:۔

جہاں شامیوں نے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو نرغہ میں لے لیا، وہاں سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا بھی حجاج نے شدید محاصرہ کر لیا۔

مخالفین ہی مخالفین:۔

جس طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں شامیوں کا پورا لشکر تھا ،اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ گنتی کے چند عزیز و اقربا تھے............ اسی طرح سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ معدودے چند اشخاص تھے اور مقابل میں حجاج شامیوں کی فوج لے آیا تھا۔

خویش و اقارب کی شہادت:۔

جہاں نواسۂ رسول سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے بھائیوں بھتیجوں اور فرزندوں نے بڑھ کر جام شہادت نوش کیا وہاں نواسۂ صدیق اکبر سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہما کی شہادت سے پہلے بھائیوں اور فرزندوں نے جان کی قربانی دی

ہر دو حضرات خود شہید ہوئے:۔

جس طرح نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم خود سب سے آخر میں شہید ہوئے ....اسی طرح نواسۂ صدیق رضی اللہ عنہ بھی آخر میں شہید ہوئے۔

ہر دو حضرات کی شجاعت:۔

ساتھیوں اور عزیزوں کے شہید ہو جانے کے باوجود ہر دو حضرات کی شجاعت میں کوئی فرق نہ آیا اور اپنی شہادت سے پہلے ہر دو حضرات شیروں کی طرح اپنے مخالفین سے لڑے اور متعدد اعداء و اشقیاء کو تلوار کے گھاٹ اتار کر خود جام شہادت نوش فرمایا۔

لشکروں کو ابھارا گیا:۔

ہر دو حضرات کے مخالف ہزاروں افراد کا لشکر تھا مگر کسی کو نواسۂ رسول اور نواسۂ صدیقؓ کے قریب کی ہمت نہ پڑتی تھی سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے مخالف لشکر کو اگر شمر نے ابھارا تو سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے مقابل لشکر کو حجاج نے للکارا۔

ہر دو حضرات کے سر کھل گئے:۔

جس طرح مالک بن شیر کندی کی تلوار سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے کاسۂ سر تک پہنچ گئی اسی طرح ایک شامی کے پتھر سے ابن زبیر رضی اللہ عنہ کا سر کھل گیا۔

خون کا فوارہ پھوٹ نکلا:۔

جس طرح سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے سر اقدس سے خون کا فوارہ پھوٹ نکلا اور سارا بدن خون کے چھینٹوں سے لالۂ احمر ہو گیا اسی طرح حضرت عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کے چہرہ سے خون کا فوارہ پھوٹ نکلا اور ڈاڑھی خون سے تر ہو گئی۔

ہر دو حضرات زخموں سے چور تھے:۔

جس طرح نواسۂ رسول کا سارا بدن زخموں سے چور ہو چکا تھا اسی طرح نواسۂ صدیق اکبرؓ بھی زخموں سے چور ہو چکے تھے۔

متعدد اشخاص نے مل کر شہید کیا:۔

ہر دو حضرات کو شہید کرنے کی کسی ایک شقی میں قطعاً ہمت نہ تھی جہاں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو متعدد ملعونوں نے مل کر تیر تلوار اور نیزہ کے پے در پے وار کر کے شہید کیا وہاں سیدنا عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کو شامیوں کے ابنوہ کثیر نے نرغہ میں لے کر شہید کر دیا۔

صبر و ثبات کا بے مثال مظاہرہ:۔

نواسۂ نبی اور نواسۂ صدیق نے اپنی اپنی شہادت کے سلسلہ میں جس جرأت و بے باکی اور صبر و ثبات کا مظاہرہ فرمایا اس کی مثال انسانیت کی تاریخ میں کم تر ملے گی۔

شہادت کے بعد بھی معاف نہ کیا:۔

ہر دو حضرات کو شقی القلب ظالم اعداء نے شہادت کے بعد بھی معاف نہ کیا

سر تن سے جدا کئے گئے:۔

سر مبارک تن اقدس سے جدا کئے گئے۔ اور لاش کی توہین کی گئی۔

لاشوں کی بے حرمتی:۔

امام ہمام کو شہید کرنے کے بعد بھی سنگ دل اور خونی شامیوں کا جذبۂ عناد فرو نہ ہوا۔ اور شہادت کے بعد وحشی شامیوں نے اس جسد اطہر کو جسے رسول اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم نے اپنے جسدِ مبارک کا ٹکڑا فرمایا تھا گھوڑوں کے ٹاپوں سے پامال کیا۔
(سیر الصحابہ ج ۶ ص ۲۲۳)

اسی طرح سنگ دل اور کینہ توز حجاج کی آتش انتقام عبداللہ ابن زبیرؓ کے خون سے نہ بجھی قتل ہونے کے بعد اس نے سر کٹوا کر عبدالملک کے پاس بھجوا دیا اور لاش بیرون شہر ایک بلند مقام پر سولی کے اوپر لٹکوا دی۔ (سیر الصحابہ ج ۶ ص ۲۸۶)

تجہیز و تکفین کی اجازت نہ ملی:۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی نعش دو دن بے گور و کفن رہی اسی طرح سیدنا ابن زبیرؓ کی نعش بھی بے گور و کفن رہی شہادت کے دوسرے یا تیسرے دن غاضریہ کے باشندوں نے شہداء کی لاشیں دفن کیں (سیر الصحابہ رضی اللہ عنہ ص ۲۲۴)

اِدھر ستم رسیدہ ماں نے تجہیز و تکفین کی اجازت مانگی لیکن حجاج نے اس کی بھی اجازت نہ دی۔ (سیر الصحابہؓ ص ۲۸۷)

بغیر سر کے لاشیں دفن:۔

جس طرح حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا لاشہ بے سر کے دفن کیا گیا اسی طرح عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ کی نعش بھی سر کے بغیر دفن کی گئی۔

سر مبارک شام روانہ کئے گئے:۔

سیدنا حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر اقدس وجود مقدس سے جدا کر کے پہلے کربلا سے کوفہ پھر کوفہ سے شام روانہ کیا گیا۔ (سیر الصحابہؓ ص ۲۲۰، ۲۲۴)

اسی طرح اِدھر حجاج نے قتل ہونے کے بعد سر کٹوا کر عبدالملک کے پاس بھجوا دیا۔ (سیر الصحابہؓ ص ۲۸۶)

حضرات خواتین کی جرأت:۔

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے سلسلہ میں جس طرح بنات رسول نے جرأت ایمانی اور صبر و ثبات کا بے مثال مظاہرہ فرمایا اور سیدہ زینب بنت فاطمہ بنت رسولؐ نے انتہائی جرأت و دلیری کے ساتھ ظالم و جابر گورنر کوفہ ابن زیاد کو دندان شکن جواب دیئے۔ (سیر الصحابہؓ ص ۲۶۔ ۲۲۵)

اسی طرح بنت صدیقؓ حضرت اسماءؓ نے سیدنا عبداللہ کی شہادت کے سلسلہ میں بے مثال صبر و استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔ اور بے نظیر جرأت و بہادری سے کام لیتے ہوئے بالمواجہہ گفتگو میں ظالم و شقی حجاج کے دانت کھٹے کر دیئے۔

(ایضاً ص ۲۸۷ بحوالہ مستدرک حاکمؒ ج ۳ ص ۵۵۳)

بہر حال حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں تشابہ و توافق کا یہ عالم ہے کہ سیرت و اخلاق اور افکار کردار سے گزر کر رشتہ اور خون میں بھی وحدت ہے.......... اور ہر دو حضرات کے اعزہ و اقرباء کی صفات اور آل و اولاد کے حالات اور سوانح حیات میں مطابقت بلکہ سوانح واقعات کی جزئیاں تک میں بھی وحدت و یک رنگی ہے۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم اجمعین

☆☆☆☆

مناصب و علائق

موقف و مقام اور منصب و علاقہ کے اعتبار سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں توافق و تطابق پایا جاتا ہے۔

مختلف افراد و اشخاص اور متضاد اقوام و عناصر سے ہر دو حضرات کے معاملات و تعلقات اور مناصب و علائق میں مشابہت ہی نہیں قطعاً وحدت موجود ہے جسے دیکھ کر انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے۔

..........مثلاً..........

صاحبین عمرؓ:۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں حضرات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے صاحب ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ وفات کے بعد حضرت عمر فاروق بن الخطاب رضی اللہ عنہ چارپائی پر رکھے گئے اور میں لوگوں کے ساتھ ان کے لئے اللہ سے دعا مانگ رہا تھا۔

اچانک ایک شخص میرے پیچھے سے میرے کندھوں پر اپنی کہنیاں رکھ کر کہنے لگا "یَرحَمُكَ اللّٰهُ اِنِّی لَا رجُوا اَن یَّجعَلَكَ اللّٰهُ مَعَ صَاحِبَیك"

اللہ آپ پر رحمت فرمائے بلاشبہ مجھے امید تھی کہ اللہ آپ کو آپ کے صاحبین کے ساتھ کر دے گا۔

کیونکہ میں اکثر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا، آپ فرمایا کرتے تھے۔

میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ چلے

میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے

میں نے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ نے کیا

میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ داخل ہوئے

میں اور ابوبکرؓ اور عمرؓ باہر رہے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے توجہ کی تو وہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ)

☆ اس حدیث کو بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

محسنان عمرؓ:۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو جو شان ملی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ملی۔ امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشاد سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو یہ شان بطفیل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ملی۔

ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں :۔ در نظر ایں حقیر حضرات شیخینؓ رادر میان جمیع صحابہؓ شان علٰحدہ است و درجہ منفردہ گویا ہیچ احدے مشارکت ندارند و حضرت فاروق نیز بطفیل حضرت صدیق باایں دولت مشرف اند۔

اس حقیر کی رائے میں حضرت شیخینؓ جمیع صحابہؓ میں ممتاز شان اور منفرد مقام کے مالک ہیں کوئی ان کا شریک نہیں نیز حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے طفیل اس دولت سے مشرف ہیں۔

(مکتوبات دفتر اول مکتوب بنام حضرت خواجہ محمد اشرف کابلیؒ)

مربیانِ علیؓ:۔

سیدنا حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے جس طرح نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے فیض صحبت حاصل کیا ہے.........اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے بھی تربیت پائی ہے۔

امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں خواجہ محمد پارسا قدس سرہ نے رسالہ قدسیہ میں تحقیق کی ہے کہ حضرت امیر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جس طرح حضرت رسالت خاتمیت علیہ الصلوۃ والسلام سے تربیت پائی ہے اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی پائی ہے۔

(ترجمہ مکتوبات امام ربانی دفتر اول ص ۲۷ ۷)

محبوبانِ صدیقہؓ:۔

حضرت ام المومنین صدیقہؓ بنت صدیقؓ حبیبہ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیقؓ دونوں "اَحَبَّ البَشَر" تھے حضرت عروہؓ کا قول ہے "کَانَ عَبدُاللّٰہ بنُ الزُّ بَیر اَحَبَّ البَشَرِ اِلٰی عَائِشَۃَ بَعدَ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَ اَبِی بَکرٍ" حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما حضرت صدیقہؓ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے زیادہ محبوب تھے۔ (صحیح بخاری باب المناقب باب مناقب قریش)

مُحِبّانِ طاہرہ:۔

ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے ہر دو حضرات کو بے حد محبت تھی۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی

کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا "اَیُّ النَّاس اَحَبُّ اِلَیكَ قَالَ عَائِشَةُ (متفق علیہ)" آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہے فرمایا عائشہؓ!

(مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ)

اسی طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سب سے زیادہ محبوب تھیں وفات سے تھوڑی دیر پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے ہیں "اِنَّكِ كُنتِ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ" "بلاشبہ تو مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے۔ (طبقات ج ۳ ص ۱۹۵)

تو ہر دو حضرات علیہما السلام حضرت ام المؤمنین کے محبّ ہیں، اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہر دو حضرات کو سب سے زیادہ محبوب اور پیاری تھیں۔

محبوبانِ انسؓ:۔

ہر دو حضرات علیہما السلام حضرت انس رضی اللہ عنہ کے محبوبہ تھے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کے متعلق دریافت کیا کہ کب ہو گی؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا سامان تیار کیا ہے؟

اس نے عرض کیا حضرت "لاَ شَیءَ اِلاَّ اِنِّی اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُولِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنتَ مَعَ مَن اَحبَبتَ" کچھ نہیں! سوائے اس کے کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہوں آپ نے فرمایا تم جس سے محبت کرتے ہو قیامت میں اسی کے ساتھ ہو گے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے یہ حدیث بیان فرما کر کہا ہم کسی چیز سے اتنے خوش نہیں ہوئے جتنے خوش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ہوئے

کہ تم قیامت میں اس شخص کے ساتھ ہو گے جس سے محبت رکھتے ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا "فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَاَبَا بَکرٍ وَعُمَرَ وَ اَرجُوا اَن اَکُونَ مَعَھُم بِحُبِّی اِیَاھُم وَاِن لَم اَعمَل بِمِثلِ اَعمَالِھِم" پس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ سے محبت رکھتا ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ ان سے محبت کی وجہ سے قیامت میں ان حضرات کے ساتھ ہوں گا گویا میں نے ان حضرات کے سے کام نہیں کیے (بخاری باب مناقب عمرؓ)

جدین جعفر صادقؒ :۔

جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے جد امجد ہیں، اسی طرح سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ کے جد امجد ہیں:۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔امام محمد نے ابن ابی حفصہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے میں نے محمدؒ بن علی محمد باقر اور جعفر بن محمد جعفر صادق رحمہم اللہ تعالیٰ علیھم سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا کہ۔

"اِمَامَا عَدلٍ نَتَوَ لاَّ ھُمَا وَنَتَبَرَّءُ مَن عَدُوٍّ ھِمَا ثُمَّ التَفَتَ اِلَیَّ جَعفَرُ بنُ مَحَمَّدٍ فَقَالَ یَاسَالِم اَیَسُبُّ الرَّجُلُ جَدَّہٗ اَبُوبَکرِ الصِّدِّیقِ جَدِّی لاَ تَنَالَنِی شَفَاعَۃُ جَدِّی مُحَمَّد صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِن لَم اَکُن اَتَوَلاَّ ھُمَاوَتَبَرَّءُ مِن عَدُوِّ ھِمَا" (ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل چہارم احادیث خلافت ص ۲۲۴)

وہ دونوں امام تھے عادل تھے ہم ان سے محبت رکھتے ہیں اور ان کے دشمن سے بیزار ہیں ان کے بعد جعفر بن محمد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے سالم! کیا

کوئی شخص اپنے نانا کو برا کہے گا؟ ابو بکرؓ میرے نانا ہیں مجھے میرے جد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں ان سے محبت نہ رکھتا ہوں اور ان کے دشمن سے بیزار نہ ہوں۔

امام جعفر صادقؒ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اپنا جد نانا فرمارہے ہیں وہ اس بنا پر کہ آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پوتے کے نواسے ہیں۔ آپ کی والدہ حضرت ام فروہؓ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے محمد کے صاحبزادے قاسمؒ کی صاحبزادی ہیں۔

شیعہ مذہب کی مشہور و معتبر کتاب احقاق الحق ص ۷ میں حضرت امام جعفر صادقؒ کا یہ ارشاد موجود ہے "اَبُو بَکرِ نِ الصِّدِّیق جَدِّی هَل یَسُبُّ اَحَدٌ آبَاءُ ہ" حضرت ابو بکرؓ میرے نانا ہیں کیا کوئی شخص اپنے آباء واجداد کو سب شتم کرتا ہے۔

حضرت امام عالی مقام کا ارشاد ہے "وَلَدَنِی الصِّدِّیق مَرَّتَینِ" میں دو طرح سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اولاد ہوں۔ (احقاق الحق ص ۷)

احقاق الحق ص ۷، جلا العیون ص ۱۴۸، کشف الغمہ ص ۲۱۵، احتجاج طبرسی ص ۲۰۵ اور صافی شرح اصول کافی ص ۱۱۴، پر حضرت امامؒ کے اس ارشاد کی درج ذیل تفسیر و تشریح موجود ہے۔

اور حضرت امام جعفر صادقؒ کا سلسلہ نسب یوں منقول ہے۔ ومادرش ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن ابی بکر بود و مادر ام فروہ اسماء دختر عبد الرحمٰن بن ابی بکر بود۔

امام جعفر صادقؒ کی والدہ ام فروہ تھیں جو ابو بکرؓ کے صاحبزادے محمد کے بیٹے قاسمؒ کی صاحبزادی تھیں اور ام فروہ کی ماں حضرت امام کی نانی حضرت اسماء حضرت ابو بکر کے صاحبزادے عبد الرحمٰن کی صاحبزادی تھیں۔

اس صورت سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سیدنا جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کے دو طرح سے نانا ہوتے ہیں

شجرہ ذیل سے یہ حقیقت سمجھ میں آسکتی ہے۔

جہاں سیدنا جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ایک صورت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد ہیں وہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بھی دو واسطوں سے اولاد ہیں اسی لئے تو فرمایا۔ "وَلَدَنِی الصِّدِّیق مَرَّتَین"

صاحبین قوم:۔

جہاں رب العزت نے اپنی کتاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو

"صَاحِبُكُم" فرمایا ہے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو "صَاحِبُكُم" فرمایا ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی چادر کا کنارا پکڑے ہوئے آئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "اَمَا صَاحِبُكُم فَقَد غَامَرَ" معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے صاحب یعنی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ابھی کسی سے لڑ کر آرہے ہیں
(صحیح بخاری مناقب المہاجرین باب فضل ابی بکرؓ)

مقتدایان امت:۔

ہر دو حضرات علیہما السلام امت کے مقتدا ہیں۔ حضرت شیبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کعبہ میں بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے ساتھ تھا، فرمایا میرا ارادہ ہے کہ بیت اللہ میں جتنا بھی سونا اور چاندی ہے سب مسلمانوں میں تقسیم کردوں۔ میں نے عرض کیا آپ ایسا نہ کریں گے۔ فرمایا کیوں؟ میں نے عرض کیا "لَم يَفعَلهُ صَاحِبَاكَ قَالَ هُمَا المَرآنِ يُقتَدَا بِهِمَا" آپ کے دونوں دوستوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں کیا، فرمایا وہی دو ایسے ہیں جن کی اقتداء کرنی چاہیئے۔ (صحیح بخاری کتاب الحج باب کسوۃ الکعبہ و کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ باب الاقتداء بسنن رسولؐ)

امامان صلوۃ:۔

ہر دو حضرات امت مسلمہ کے مقتدا تو ہیں لیکن وحدت کا کمال یہ ہے کہ بیک وقت ایک ہی نماز میں دونوں امام ہیں، علیہما السلام

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابوبکر سے کہہ دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چنانچہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصرار پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو نماز پڑھائی ایک دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف میں تخفیف محسوس ہوئی اور آپ دو شخصوں کا سہارا لے کر تشریف لائے جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آہٹ پا کر پیچھے ہٹنے لگے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ پیچھے نہ ہوں آپ تشریف لائے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بیٹھ گئے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کھڑے ہو کر اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر نماز ادا فرما رہے ہیں۔

"یَقتَدِی اَبُوبَکرٍ بِصَلوٰةِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ یَقتَدُونَ بِصَلوٰةِ اَبِی بَکرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ (متفق علیہ)" حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء کرتے تھے اور لوگ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب علی الماموم)

مکتوبان فی السماء:۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی آسمانوں میں مکتوب و مرقوم ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ابویعلیٰ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے آسمان کی طرف اٹھایا گیا "فَمَامَرَرتُ بِسَمَاءٍ اِلَّاوَجَدتُ

فِيهَا اِسمِي مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ وَاَبُو بَکرِ الصِّدِّیق خَلفِی "میں کسی آسمان سے نہیں گزرا مگر میں نے اس میں اپنا نام لکھا ہوا دیکھا محمد رسول اللہ اور اپنے بعد ابو بکر صدیق لکھا ہوا دیکھا۔

اس روایت کی سند ضعیف ہے لیکن ابن عباس، ابن عمر، انس، ابو سعید، اور ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی ضعیف سند کے ساتھ یہی حدیث مروی ہے یہ سب ضعیف سندیں مل جل کر ایک دوسرے کو تقویت دیتی اور مضبوط و مستحکم بناتی ہیں۔ (تاریخ الخلفاء فصل فی الاحادیث الواردۃ فی فضلہ (ابی بکر الصدیق)

ممدوحین صحابہؓ:۔

جس طرح حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح و تعریف میں "رطب اللسان" رہے تھے.......... اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدح بھی کرتے تھے۔

☆ حضرت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔ حاکمؒ نے حبیبؓ بن حبیب سے نقل کیا ہے وہ کہتے تھے کہ میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا جبکہ آپ نے حضرت حسان بن ثابتؓ سے فرمایا:۔ کیا تم نے ابو بکرؓ کی تعریف میں کچھ اشعار کہے ہیں۔ وہ مجھے بھی سناؤ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا ہاں میں نے کچھ اشعار کہے ہیں۔.......... وہ یہ ہیں..........

وَ ثَانِیَ اثنَینِ فِی الغَارِ المُنِیفِ

وَقَدطَافَ العَدُوُّبِہٖ اِذَاصَعَدَاالجَبَلاَ

وَکَانَ حِبُّ رَسُولِ اللّٰہِ قَد عَلِمُوا

مِنَ الخَلاَئِقِ لَم یَعدِل بِہٖ بَدَلاَ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ غار شریف میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے تھے جب دونوں پہاڑ پر چڑھے اور غار میں مخفی ہوئے تو دشمنوں نے غار کو گھیر لیا وہ رسول اللہ کے محبوب ہیں اس کو سب جانتے ہیں اور حضرت نے کسی کو انکے برابر نہیں سمجھا" فَتَبَسَّمَ رَسُول اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ " یہ شعر سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا (ازالۃ الخفاء م ا، احادیث خلافت ص ۲۱۶)

☆ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حاکم اور ابو عمرؒ سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مدح و منقبت میں حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے کچھ مزید ایمان افروز اشعار بھی نقل کئے ہیں اور ابو عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کے آخر میں ہے کہ "فَسَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ بِذٰلِكَ وَقَالَ اَحسَنتَ یَا حَسَّان" یہ اشعار سن کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا اے حسان! تم نے اچھے شعر کہے ہیں۔(ترجمہ ازالۃ الخفاء ص ۲۰۶)

☆ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابو عمر سے حضرت ابو الہیثمؓ بن تیہان کے دو شعر بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی منقبت میں نقل کئے ہیں۔

(ترجمہ ازالۃ الخفاء ص ۲۰۷)

☆ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات پر ان کی جو طویل مدح و ستائش کی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے فرمایا "یَا اَبَابَکرٍ کُنتَ اَلفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَاُنسَهُ وَمُستَرجِعَهُ وَثِقَتَه وَمَوضِعَ سِرِّهِ وَ مَشَاوَرَتِهٖ کُنتَ اَوَّلَ القَومِ اِسلَامًا وَاَخلَصَهُم اِیمَانًا وَاَشَدَّهُم یَقِینًا وَاَخوَا فَهُم لِلّٰه"

اے ابو بکرؓ! آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے اور مونس تھے

اور آپ ان کے مرجع و معتمد تھے آپ سب سے پہلے اسلام لائے، اور سب سے زیادہ خالص الایمان تھے اور سب سے زیادہ مضبوط یقین کے تھے اور سب سے زیادہ خدا کا خوف رکھتے تھے۔ رضی اللہ عنہ

راوی کا بیان ہے کہ سب لوگ اس تقریر کے وقت خاموش رہے۔ یہاں تک کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی تقریر ختم کی اور جب آپ نے یہ تقریر ختم کی تو پھر سب روئے یہاں تک کہ ان کے رونے کی آواز بلند ہوئی پھر سب نے کہا اے داماد رسول! آپ نے سچ فرمایا (ازالۃ الخفاء مقصد ا، احادیث خلافت ص ۱۴۱)

واضح ہو کہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جو فضائل و مناقب بیان فرمائے ہیں، وہ ازالۃ الخفاء کے بڑے سائز کی کتاب کے پورے اڑھائی صفحوں پر آئے ہیں آخر روایت سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جمیع صحابہ کرام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس مدح و تعریف میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں تو گویا صحابہ کرام کی پوری جماعت سے آپ کی مدح ثابت ہو گئی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مذمومین مشرکین:۔

ہر دو حضرات کی شان میں کفار و مشرکین گستاخیاں کرتے تھے۔ مؤرخ ندویؒ لکھتے ہیں:۔ کعب اور بجیر دو بھائی تھے، ان کے باپ زہیر جاہلیت کے مشاہیر شعراء میں تھے اس لئے شاعری ان دونوں کو وراثتاً ملی تھی۔

بجیرؓ مشرف باسلام ہو گئے۔ کعب کو ان کے اسلام کی خبر ہوئی تو انہوں نے جوش انتقام میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخانہ اشعار کہہ ڈالے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشعار سنے تو آپ

کو بڑی تکلیف ہوئی اور آپ نے اعلان کر دیا کہ کعب جہاں ملے اس کا کام تمام کر دیا جائے"(سیر الصحابہؓ ج ۷ ص ۲۲۲۔ ۲۲۳)

ان میں ایک شعر یہ تھا"سقاك ابو بكر بكأس روية "تم کو ابو بکرؓ نے ایک لبریز پیالہ پلایا اور اس میں سب سے زیادہ لبریز پیالہ سے باربار سیراب کیا۔(ایضاً)

تو مدح ہو یا ذم! تعریف ہو یا شکایت ہر موقع پر ہر حال میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایک ساتھ ہیں، اعداء دین بھی کسی محل و مقام پر ایک کو دوسرے سے جدا نہیں کرتے تھے.......... نیز مندرجہ بالا واقعہ اور منقولہ شعر سے یہ حقیقت بھی ثابت ہو رہی ہے کہ معاندین دین بھی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خادم و محسن وزیر و مشیر اور دعوت دین واشاعت اسلام میں رفیق و شریک کار سمجھے تھے۔

مظلومین کفار:۔

ہر دو حضرات جہاں مشرکین مکہ کے ظلم و تشدد کا ہدف و نشانہ بنے، وہاں زبان و بیان سے بھی ہر دو حضرات کو ستایا گیا اگر کفار و مشرکین نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مجنوں کہا" قَولُه' تَعَالىٰ وَيَقُولُونَ اِنَّه' لَمَجنُونٌ"اور کفار کہتے ہیں کہ بلاشبہ یہ مجنون ہیں۔(پارہ ۲۹ سورۃ القلم)

تو انہی کفار و مشرکین نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بھی مجنوں کہا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ رقم فرماتے ہیں کہ حاکمؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ کافروں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر مارا کہ آپ بے ہوش ہو گئے اتنے میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آگئے اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچا لیا۔ بعد اس کے وہ کھڑے ہو گئے اور پکار کر

کہنے لگے تم لوگوں کی خرابی ہو کیا تم ایک شخص کو قتل کیے ڈالتے ہو صرف اس بات پر کہ وہ کہتا ہے میرا پروردگار اللہ ہے اور بے شک وہ معجزات بھی تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے لایا ہے۔

کافروں نے پوچھا یہ کون ہے؟ "قَالُوا هٰذَا ابنُ اَبِی قُحَافَةَ المَجنُون" کسی نے کہا یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے مجنون۔ (ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل ۳ ص ۹۹)

جاران قریش:۔

مظلومیت و بے کسی کا اوج وارتقاء ملاحظہ ہو۔ جب کفار و مشرکین کے مظالم و شدائد نقطۂ انتہا کو پہنچ گئے مصائب کی کوئی حد نہ رہی حتیٰ کہ مکہ کی وسیع سرزمین تنگ کر دی گئی اور ظالم قوم نے وطن عزیز سے ہر دو حضرات کو نکال دیا۔

ام القریٰ و مکہ معظمہ مرکز ملک و ملت میں اعلائے کلمۃ اللہ کی کوئی صورت باقی نہ رہی اور اسلام کی دعوت و تبلیغ کا سلسلہ منقطع، راستہ مسدود اور مستقبل تاریک ہوتا نظر آیا۔ تو مجبور و مضطر ہو کر ہر دو حضرات نے اللہ کی عبادت اور دین کی اشاعت کے مقصد اعلیٰ کے پیش نظر سرداران قریش کا جوار قبول کر لیا۔ اور شرفائے مکہ کی پناہ و حمایت منظور کر لی۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام،

محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ابو طالب کی وفات کے بعد قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (مظالم کے پہاڑ توڑنے پر) جری ہو گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف تشریف لے گئے زید بن حارثہ آپ کے ساتھ تھے، آپ وہاں دس دن رہے وہاں کے سب اشراف سے ملے اور کلمۂ حق پہنچایا۔ مگر کسی نے بھی قبول نہ کیا۔ کہنے لگے محمد! ہمارے شہر سے نکل جاؤ۔ اور انہوں نے اپنے بے وقوف شریروں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے لگا دیا۔ انہوں نے حضرت پر اس حد تک پتھر

برسائے کہ قدمین شریفین سے لہو ٹپکنے لگا۔ کسی ایک مرد یا عورت نے بھی دعوت اسلام قبول نہ کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم محزون و مغموم ہو کر طائف سے مکہ کے ارادہ سے واپس لوٹے اور نخلہ میں چند دن قیام فرمایا۔

زید بن حارثہ نے عرض کیا آپ قریش کے پاس واپس کس طرح جائیں گے ؟ جبکہ انہوں نے آپ کو نکال دیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زید! اللہ کوئی سبیل پیدا فرمادے گا۔ اور اللہ بلا شبہ اپنے دین کا ناصر اور اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غالب کرنے والا ہے۔

پھر آپ حرا میں تشریف لائے اور مطعم بن عدی کو پیغام بھجوایا کہ کیا میں تیری حمایت میں آسکتا ہوں ؟ اس نے کہا ہاں ! اس نے اپنے بیٹے اور قوم کو بلا کر کہا ہتھیار لگا کر حرم میں جاؤ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دے دی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے۔ حرم میں آئے۔ مطعم بن عدی نے اونٹ پر سوار ہو کر اعلان کر دیا کہ میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پناہ دے دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ دو رکعتیں ادا کیں اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ مطعم اور اس کے بیٹے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیرے میں لئے ہوئے تھے (طبقات ابن سعدؒ ج ۱ ص ۲۱۱۔ ۲۱۲)

اب ذرا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق ملاحظہ ہو :۔ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب مسلمان مبتلا مصائب ہوئے، تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حبشہ کی طرف ہجرت کے ارادہ سے نکلے برک الغماد تک پہنچے تھے کہ قبیلہ قارہ کے سردار ابن الدغنہ آپؓ سے ملے۔ کہا ابوبکر کہاں کا ارادہ ہے ؟ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری قوم نے مجھے وطن

عزیز سے نکال دیا ہے۔ چاہتا ہوں کہ کسی اور ملک میں جا کر آزادی سے خدا کی عبادت کروں۔

ابن الدغنہ نے کہا ابو بکرؓ! تم جیسا شخص جلاوطن نہیں کیا جا سکتا۔ تم مفلسوں کی دست گیری کرتے ہو، صلہ رحمی کرتے ہو، بیکسوں اور محتاجوں کی مدد کرتے ہو مہمان نوازی کرتے ہو، اور مصائب میں حق کی اعانت کرتے ہو میں تم کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں، آپ واپس چلیں اور اپنے شہر میں خدا کی عبادت کریں۔ پس آپ واپس لوٹے اور ابن الدغنہ بھی آپ کے ساتھ آیا اور اسی دن شام کو اشراف قریش میں پھر کر کہا کہ ابو بکرؓ جیسا آدمی وطن سے نہیں نکالا جا سکتا، تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو محتاجوں کی خبر گیری کرتا ہے۔ صلہ رحمی کرتا ہے۔ بے نوا لوگوں کی مدد کرتا ہے مہمان نواز ہے اور مصیبت میں حق کی حمایت کرتا ہے۔

قریش نے ابن الدغنہ کی پناہ کو تسلیم کر لیا۔ اور ابن الدغنہ سے کہا کہ آپ ابو بکرؓ سے کہہ دیں کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں گھر میں نماز ادا کریں اور جو چاہیں پڑھیں لیکن وہ اس سے ہمیں ایذا نہ پہنچائیں، اور علانیہ نہ پڑھیں کیونکہ ہمیں خوف ہے اس سے کہیں ہماری عورتیں اور بچے فتنہ میں نہ پڑ جائیں۔ ابن الدغنہ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے یہ سب کہہ دیا۔ پس ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ چند روز اس پر قائم رہے۔ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کرتے رہے نماز میں آواز بلند نہ کرتے اور نہ اپنے گھر کے سوا قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے۔

آپ نہایت رقیق القلب تھے۔ جب قرآن پڑھتے تو بے اختیار روتے، مشرکین کی عورتیں اور بچے آپ کے گرد جمع ہو جاتے، آپ کو دیکھتے اور تعجب کرتے۔ اس سے رؤساء قریش پریشان ہوتے، انہوں نے ابن الدغنہ کو بلا کر کہا ہم نے آپ کی

ذمہ داری پر ابو بکرؓ کو اس شرط پر امان دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت کریں، مگر انہوں نے اس سے تجاوز کیا۔ اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنا ڈالی اب وہ نماز علانیہ پڑھتے ہیں اور اس میں باواز بلند قرآن پڑھتے ہیں ہمیں خطرہ ہے کہ ہمارے اہل و عیال فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں یعنی اپنے آبائی مذہب کو خیر باد کہہ کر اسلام قبول نہ کر لیں پس آپ انہیں روکیں، اگر وہ چاہیں کہ اپنے گھر میں اپنے رب کی عبادت پر قناعت کریں تو شوق سے کریں، اور اگر وہ انکار کریں اور علانیہ عبادت اور قرآن پڑھنے پر مصر ہوں تو آپ ان سے مطالبہ کریں کہ وہ آپ کی ذمہ داری آپ کو واپس کر دیں، ہم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ آپ سے عہد شکنی کریں اور نہ ہی ہم ابو بکرؓ کے علانیہ نماز اور قرآن پڑھنے کو برداشت کر سکتے ہیں۔

پس ابن الدغنہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا تم جانتے ہو کہ میں نے کس شرط پر آپ سے حفاظت کا عہد کیا ہے۔ پس یا تو آپ اس پر قائم رہیں اور یا میری ذمہ داری مجھے واپس کر دیں میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ عرب میں مشہور ہو کہ میں نے کسی کے ساتھ بد عہدی کی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہاری پناہ تمہیں واپس کرتا ہوں مجھے اس کی حاجت نہیں میں اللہ کی پناہ پر راضی ہوں۔ مجھے وہی کافی ہے۔ (بخاری باب ہجرت النبیؐ واصحابہ الی المدینہ)

مذکورین ابی طالب :۔

ابو طالب ایک موقع پر ایک شعر میں ہر دو حضرات کا معاذ کرتا ہے۔
قریش مکہ نے باہم بنی ہاشم سے قطع تعلقات کا معاہدہ کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب اور سارے خاندان کے ساتھ مکہ سے باہر ایک پہاڑی درہ شعب ابی طالب میں پناہ گزین ہو گئے۔ تین سال کی

طویل مدت انتہائی مصائب میں گزاری محصور صحابہؓ درختوں کی پتیاں کھا کھا کر گزارہ کرتے رہے۔ ابن سعدؒ کی روایت ہے کہ بچوں کے رونے کی آوازیں شعب ابی طالب سے باہر سنی جاتی تھیں۔ (طبقات ابن سعد ج ا ص ۲۰۹)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ از خود اس مصیبت میں شریک ہو گئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ بھی شعب ابی طالب چلے گئے۔ اور وہیں رہے، جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا نے اس مصیبت سے نجات دی، تو انہوں نے بھی نجات پائی۔ ابو طالب نے اسی واقعہ کو اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے۔

وَھُم رَجَعُوا سَھلَ بنَ بَیضَأَ رَاضِیاً

فَسَرَّ اَبُو بَکرٍ بِھَا وَ مَحَمَّدُ

اہل مکہ نے سہلؓ بن بیضا کو جو مصالحت کے لئے قاصد بن کر گئے تھے راضی کر کے واپس کیا یعنی صلح کر لی پس اس صلح سے ابو بکر رضی اللہ عنہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے۔ سیرت خلفائے راشدین از حضرت امام اہل سنت مولانا عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ص ۱۳۱ مطبوعہ باب الاسلام پریس کراچی۔

مصیبت عظمیٰ سے نجات پر خوشی اور مسرت تو سب کو ہو گی مگر ابو طالب اپنے اس شعر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہی کا ذکر کرتا ہے اور ہر دو حضرات کو ذکر میں ایک ساتھ رکھتا ہے۔

غرض .... موقف و مقام اور مناصب و علائق کے لحاظ و اعتبار سے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں تشابہ و توافق ہی نہیں وحدت ہی وحدت ہے۔

علیہما الصلوٰۃ والسلام

﴿ ارشادات قرآنی والقاباتِ ربانی ﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ میں باہمی توافق و تشابہ اور مطابقت و وحدت کی انتہا یہ ہے کہ ارشادات قرآنی والقاباتِ ربانی میں بھی اس کی جھلک موجود ہے.........مثلاً :۔

اتقیٰ واکرم :۔

ہر دو حضرات اتقیٰ اور اکرم کے اعلیٰ لقب سے سر فراز ہیں۔ ”ترمذی طبرانی ابن مردویہ ابو نعیم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک طویل حدیث میں فرمایا ”وانا اتقیٰ ولد ادم واَکرمھم علَی اللّٰہِ تعَالیٰ ولاَ فخرٌ “میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام اولاد آدم سے اتقیٰ اور اکرم یعنی سب سے زیادہ پرہیز گار اور سب سے زیادہ بزرگ ہوں اور یہ فخر و مباہات کی بات نہیں ہے۔ بلکہ اظہار حقیقت اور تحدیث نعمت کے طور پر کہہ رہا ہوں (تفسیر روح المعانی تفسیر آیات انما یرید اللّٰہ لیذھب عنکم الرجس)

ادھر قرآن کریم میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اتقیٰ فرمایا جا رہا ہے۔ اور آپ اکرم بھی ہیں۔ وَسَیُجَنَّبُھَا الاَتقَی ٥ الَّذِی یُؤتِی مَالَہٗ یَتزَکّٰی ٥ اور جہنم سے اتقیٰ یعنی بڑا پرہیز گار صاف بچا دیا جائے گا جو اپنا مال اس غرض سے دیتا ہے کہ پاک ہو جائے۔ (پ ۳۰ سورۃ اللیل آیت ۱۷۔۱۸)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ہر چند کہ آیت کے الفاظ عام ہیں مگر اس کا سبب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ انہوں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ وغیرہ کو خرید کر لِلّٰہ

آزاد کر دیا تھا۔ (تفسیر بیان القرآن)

تو اس آیت میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اتقیٰ فرمایا گیا ہے اور دوسرے مقام پر فرمایا گیا ہے "اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَاللّٰہِ اَتقٰکُم" (الحجرات آیت ۱۳) بلا شبہ اللہ کے نزدیک تمہارا اکرم یعنی تم سب سے بزرگ وہی ہے جو تم سب میں تمہارا اتقیٰ ہے۔ یعنی تم سب سے زیادہ پرہیز گار ہے جو تمہارا اتقیٰ ہے وہی تمہارا اکرم ہے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اتقیٰ ہیں اور اکرم بھی ہوئے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:۔ ابن ابی حاتمؒ اور طبرانی نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ "اِنَّ اَبَابَکرِ الصِّدِّیقَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہُ اَعتَقَ سَبعَۃَ کُلُّھُم یُعَذَّبُ فِی اللّٰہِ وَفِیہِ نَزَلَت وَسَیُجَنَّبُھَاالاَ تقیَ (اِلی اخر السورۃ)" حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سات غلام آزاد کئے یہ سب اللہ پر ایمان لانے کی بناء پر عذاب میں مبتلا کئے جاتے تھے، اس بارے میں "وَسَیُجَنَّبُھَاالاَ تقیَ" سے آخر سورہ تک آیات نازل ہوئیں۔

بزارؒ نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ آیت "وَمَالاِحَدٍعَندَہٗ مِن نِّعمَۃٍ تُجزیٰ" آخر سورہ تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

(تاریخ الخلفاء احوال ابی بکرؓ فصل فی ما انزل من الا آیات فی مدحہ)

امام ابن جوزی نے لکھا ہے کہ اس امر پر امت کا اجماع ہے کہ آیت "وَسَیُجَنَّبُھَاالاَ تقیَ" حضرت ابو بکرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اہل شیعہ کی مشہور تفسیر مجمع البیان میں آیت "وَسَیُجَنَّبُھَاالاَ تقیَ" کی تفسیر میں تحریر ہے "عَن اِبنِ الزُّبَیرِ قَالَ اِنَّ الاٰیَۃَ نَزَلَت فِی اَبِی بَکرٍ لاَنَّہٗ اِشتَریٰ المَمَالِیكَ الَّذِینَ اَسلَمُوا

مِثلَ بِلاَلَ وَعَامِر بِن فُهَيرَه وَغَيرَهُمَا وَاعتَقَهُم" ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی، جب کہ آپ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ وغیرہما غلاموں کو جنہوں نے اسلام قبول کر لیا تھا خرید کر آزاد کر دیا تھا۔

بشارتِ رضائے ربی:۔

اللہ رب العزت نے ہر دو حضرات کو اپنی رضاء کی بشارت دی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا "وَلَسَوفَ یُعطِیكَ رَبُّكَ فَتَرضٰی" اسے دنیا و آخرت میں ایسی ایسی نعمتیں ملیں گی اور یہ شخص عنقریب راضی ہو جائے گا۔

(پارہ ۳۰ سورۃ اللیل)

شیخ الاسلام علامہ شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔ اگرچہ مضمون آیات کا عام ہے۔ لیکن روایات کثیرہ شاہد ہیں کہ ان آخری آیات کا نزول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں ہوا اور یہ بہت بڑی دلیل ان کی فضیلت و برتری کی ہے۔ زہے نصیب اس بندے کے جس کے اتقٰی ہونے کی تصدیق آسمان سے ہو "اِنَّ اَکرَمَکُم عِندَاللّٰہِ اَتقٰکُم"۔

اور خود حضرت حق سے اس کو "وَلَسَوفَ یَرضٰی" کی بشارت سنائی جائے فی الحقیقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں "وَلَسَوفَ یَرضٰی" کی بشارت ایک انعکاس ہے اس بشارت عظمٰی کا جو آگے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں آرہی ہے "وَلَسَوفَ یُعطِیكَ رَبُّكَ فَتَرضٰی"

(حاشیہ قرآن از مترجم شیخ الہندؒ)

ہر دو حضرات کے اصحاب محبّ و محبوب الٰہی ہیں:۔

امام بیہقیؒ نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد" یٰاَیُّھَا الَّذِینَ اٰمَنُوا مَن یَّرتَدَّ مِنکُم عَن دِینِہٖ فَسَوفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَومٍ یُّحِبُّھُم وَیُحِبُّونَہٗ" کے متعلق فرمایا "ھُوَ وَاللّٰہِ اَبُوبَکرٍ وَّاَصحَابِہٖ لِمَّا ارتَدَّتِ العَرَبُ جَاھَدَ ھُم اَبُوبَکرٍ وَّاَصحَابُہٗ حَتّٰی رَدَّھُم اِلَی الاِسلَامِ" خدا کی قسم وہ ابو بکرؓ اور آپ کے اصحاب ہیں جب عرب مرتد ہو گئے تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے ان سے جہاد کیا۔ یہاں تک کہ ان کو اسلام کی طرف پھیر لائے۔ (تاریخ الخلفاء احوال ابی بکر الصدیقؓ)

اور یونس ابن بکیر رضی اللہ عنہ نے قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو عرب مرتد ہو گئے اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان سے قتال کیا۔ ہم ذکر کیا کرتے تھے "اِنَّ ھٰذِہِ الاٰیَۃِ نَزَلَت فِی اَبُوبَکرٍ وَّاَصحَابُہٗ فَسَوفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَومٍ یُّحِبُّھُم وَیُحِبُّونَہٗ"

یہ آیت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی ہے "فَسَوفَ یَاْتِی اللّٰہُ بِقَومٍ یُّحِبُّھُم وَیُحِبُّونَہٗ" (تاریخ الخلفاء احوال ابی بکر الصدیقؓ فصل فی الاحادیث والآیات المشیرۃ الی الخلافۃ)

سورہ مائدہ کی یہ آیت قتال مرتدین سے متعلق ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بھی اس آیت کا مورد یہی بیان فرما رہے ہیں:۔

ونیز باید دانست کہ اینجا گفتہ شد "یَاْتِی اللّٰہُ بِقَومٍ" ودر ظاہر صورت اجتماعیہ آوردن مسلمین از دست حضرت صدیقؓ افتادہ وایں ہم چناں ست کہ فرمود

"وَمَارَمَیتَ اِذرَمَیتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمیٰ اِیتَانِ بِقَومٍ کَذَاوَ کَذَافِی الحَقِیقَت" فعل حق ست سبحانہ وتعالیٰ، حضرت صدیق کالجارحہ اندراں کدام منزلت بالاتر ازیں منزلت خواہد "بعد منزلت الانبیاء صلوات اللّٰہ وسلامتہ علیھم" وکدام کامل ومکمل مانند او باشد "ذٰلِکَ فَضلُ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یَّشَاءُ وَاللّٰہُ ذُوالفَضلِ العَظِیمِ"

اور جاننا چاہیئے کہ یہ جو فرمایا کہ عنقریب اللہ ایک قوم کو لائے گا حالانکہ بظاہر جہاد مرتدین کے لئے مسلمانوں کو جمع کرنا۔ حضرت صدیق کے ہاتھ سے ہوا یہ بالکل ایسا ہی ہے۔ جیسے "وَمَارَمَیتَ اِذرَمَیتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمیٰ" ان صفات سے موصوف لوگوں کو جمع کرنا در حقیقت حق سبحانہ وتعالیٰ کا فعل تھا۔

اور حضرت صدیق ؓ تو مثل جارحہ کے تھے اب بتاؤ حضرات انبیاء صلوات اللہ و سلامہ علیہم کے مرتبہ کے بعد کون مرتبہ اس سے بڑھ کر ہوگا؟ اور کون کامل و مکمل حضرت صدیق ؓ کے مثل ہو سکتا ہے یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑا فضل والا ہے (ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل سوم تفسیر آیات خلافت ص ۷۷)

"یُحِبُّھُم وَ یُحِبُّونَہ،" یعنی خدا ان کو محبوب رکھتا ہے اور وہ خدا کو محبوب رکھیں گے اس آیت میں رب العزت تاکید کے ساتھ شہادت دیتے اور ارشاد فرماتے ہیں کہ وہ لوگ قتال مرتدین کے وقت، خدا کے محبوب اور محب ہوں گے۔

تو یہاں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ اور ان کے حکم سے جہاد کرنے والے اسی طرح خدا کے محبوب ہیں جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے ارشاد ہوتا ہے "قُل اِن کُنتُم تُحِبُّونَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُو نِی یُحبِبکُمُ اللّٰہ،" (پ ۳ آل عمران آیت ۳۱) آپ فرمادیجئے اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اس میری اتباع سے اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے۔ تو حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کی اتباع کی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اتباع بھی محبوبیت خدا کی موجب ہے اور متبعین مصطفےٰ کی طرح صدیق رضی اللہ عنہ بھی محبوب خدا ہیں۔

آپس میں رحیم اور کفار پر شدید:۔

اسی آیت قتال مرتدین میں اصحاب صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں آیا ہے

"اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِينَ" وہ مسلمانوں پر نرم دل ہونگے اور کافروں پر سخت ہونگے۔(پ ۶ مائدہ آیت ۵۴)

اور اصحاب مصطفےٰؐ کی شان میں آیا ہے "مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰهِ وَالَّذِينَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ" محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں(سورۃ فتح آیت ۲۹)

تو اصحابؓ رسول اور رفقائے صدیقؓ بالکل ایک ہی صفت سے متصف ہیں جس طرح غلامان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپس میں رحم دل، اور مہربان، اور کافروں پر سخت ہیں، اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی فوج ظفر موج کے مجاہدین بھی مومنین پر مہربان نرم اور کافرین پر سخت ہیں۔رضی اللہ عنہم اجمعین۔

وحدت و یک رنگی اور مشابہت و مطابقت کا کمال ملاحظہ ہو کہ اصحاب و متبعین میں بھی وحدت و یک رنگی پیدا ہو گئی اور دونوں کے اوصاف ایک سے ہو گئے۔

ملامت سے بے خوف و بے نیاز:۔

ہر دو حضرات علیہما السلام کے اصحاب و رفقاء کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کریں گے۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت ان باتوں پر کی کہ محبوب و مکروہ میں

اطاعت و فرمانبرداری کریں گے اور حکومت کے اہل سے جھگڑا نہ کریں گے اور جہاں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے۔ یا حق کی حمایت میں کھڑے ہوں گے "لاَ نَخَافُ فِي اللّٰهِ لَومَةَ لاَئِم" (صحیح بخاری کتاب الاحکام باب کیف یبایع الامام الناس)

جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب و بیعت کنندگان کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اصحاب و بیعت کنندگان بھی کسی کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے .... اسی آیت قتال مرتدین میں ارشاد ہوتا ہے "وَلاَ یَخَافُونَ لَومَةَ لاَئِم" اور وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے (پ ٦ مائدہ آیت ۵۴)

فضلِ الٰہی کے مورد خاص:۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہے۔ آیت قتال مرتدین میں مجاہدین صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اوصاف بیان فرمانے کے بعد رب العزت ارشاد فرماتے ہیں "ذٰلِكَ فَضلُ اللّٰهِ یُؤتِیهِ مَن یَّشَاءُ" یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہیں عطا فرمائیں۔ (پارہ ٦ سورہ مائدہ)

اُدھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور شان نبوت کا ذکر فرمانے کے بعد رب العزت ارشاد فرماتے ہیں """ذٰلِكَ فَضلُ اللّٰهِ یُؤتِیهِ مَن یَّشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الفَضلِ العَظِیم" (پ ۲۸ سورۃ جمعہ آیت ۴)

غور فرمایئے! ارشاد ربانی کے الفاظ بالکل ایک ہیں۔ تو جس طرح فضل الٰہی کا موردِ خاص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اسی طرح فضل اللہ کے مہبط حضرت صدیق اکبرؓ ہیں اس انعام الٰہی کے سلسلہ میں اور کوئی ان کا شریک نہیں یہی

ایک دوسرے کی مثیل و نظیر اور ایک دوسرے کے مشابہ و موافق ہیں علیہما السلام،

لاتحزن:۔

ہر دو حضرات کو "لاتحزن" کے دل آویز خطاب سے نواز گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا "وَلَاتَحزَن عَلَیهِم وَلَاتَکُ فِی ضَیقٍ مِّمَّا یَمکُرُونَ" (پ ۱۴ سورۃ النحل آیت ۱۲۸) اور ان کا غم نہ کھایئے اور یہ جو مکر کرتے ہیں اس سے تنگ دل نہ ہوں.......... ادھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بھی ارشاد فرمایا گیا "اِذیَقُولُ لِصَاحِبِہٖ لاَ تَحزَن اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا" (سورۃ توبہ آیت ۴۰)

جب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رفیق سے فرما رہے تھے کہ تم (میرا) غم نہ کھاؤ یقیناً اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔

ثَانِیَ اثنَینِ:۔

ہر دو حضرات کو "ثَانِیَ اثنَینِ" کا لقب ملا اسی آیت ہجرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "ثَانِیَ اثنَینِ" کے لقب سے ملقب فرمایا گیا ہے "اِذ اَخرَجَہُ الَّذِینَ کَفَرُوا ثَانِیَ اثنَینِ اِذ ھُمَا فِی الغَارِ" (پ ۱۰ سورۃ توبہ آیت ۴۰)

جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کافروں نے وطن عزیز مکہ معظّمہ سے نکال دیا تھا آپ دو آدمیوں میں سے دوسرے تھے جبکہ وہ دونوں غار میں تھے اُدھر یارِ غار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مخصوص لقب "ثَانِیَ اثنَینِ" ہے۔

☆ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔

ابوبکر ابن ابی شیبہ نے حضرتِ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت پر اتفاق کے حالات میں روایت کی ہے کہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں نے کہا اے گروہ انصار، اے اہل اسلام ''اِنَّ اَولَی النَّاسِ بِاَمرِ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مِن بَعدِہٖ ثَانِیَ اثنَینِ اِذ ھُمَا فِی الغَارِ اَبُوبَکرٍ'' (ازالۃ الخفاء م۱ ف۴ ص۱۲۶)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی خلافت کا سب سے زیادہ مستحق ''ثَانِیَ اثنَینِ اِذ ھُمَا فِی الغَارِ'' ابوبکرؓ ہے۔

☆ حضرت محدث دہلویؒ ہی تحریر فرماتے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات شریفہ کے بعد آپ کے جنازہ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ابوبکر! آپ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست تھے۔

''اَکرَمَ الصَّحَابَۃِ ثَانِیَ اثنَینِ وَصَاحِبَہٗ فِی الغَارِ'' آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں سب سے مکرم مصدق ثانی اثنین اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یارِ غار تھے۔ (ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل چہارم احادیث خلافۃ ص ۱۴۷)

☆ ازالۃ الخفاء ہی میں ہے۔ حاکم نے بروایت ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف ایک طویل حدیث میں نقل کیا ہے۔ کہ انعقاد خلافتِ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت علی اور حضرت زبیر رضی اللہ عنھما نے فرمایا۔ ہم کسی امر سے ناخوش نہیں ہوئے مگر صرف اس بات سے کہ ہم مشاورت میں شریک نہیں کئے گئے۔

''وَاِنَّا نَرٰی اَبَابَکرٍ اَحَقَّ النَّاسِ بِھَا بَعدَ رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ لَصَاحِبُ الغَارِ وَثَانِیَ اثنَینِ'' اور بلاشبہ ہم جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر سب سے زیادہ خلافت کے مستحق ہیں، وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار ہیں اور ''وَثَانِیَ اثنَینِ'' ہیں۔

(ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل چہارم احادیث خلافت ص ۱۴۷)

تو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین ارشاداتِ الٰہی و القاباتِ قرآنی میں بھی مطابقت و مشابہت بلکہ وحدت و ہم آہنگی موجود ہے۔

صلوات الله عليه ورحمة وبركاته ورضوانه

زندگی بھر کے اتفاقات

مرضِ وفات، عالم نزع، وفات، مدفن مبارک عمر میں اتفاقات کی ایک جھلک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مرضِ وفات، مدفن مبارک اور عمر میں اس حد تک توافق و تطابق ہے کہ انسان انگشت بدنداں رہ جاتا ہے خصوصاً علالت اور وفات مقدسہ کی نوعیت و کیفیت و حالات اور تفصیلات میں یک رنگی و وحدت پر جب نگاہ پڑتی ہے تو انسان بے ساختہ پکار اٹھتا ہے کہ یہ تمام "اتفاقات" ہیں قطعاً نہیں! یہ تو کوئی "راز" ہے۔ اب ایک ایک عنوان پر جدا جدا بحث کی جاتی ہے۔

مرضِ وفات:۔

سب سے پہلے مرضِ وفات سے متعلق تفصیلات ملاحظہ ہوں:۔

زہر کا اثر:۔

بہت کم لوگ اس حقیقت سے آگاہ ہوں گے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیماری او. وفات میں زہر کا دخل اور اثر تھا۔

زہر یہود نے دیا تھا:۔

پھر ہر دو حضرات علیہما السلام کو یہ زہر یہود نے دیا تھا۔

زہر کھانے میں دیا گیا تھا:۔

اور ہر دو حضرات کو یہ زہر کھانے میں دیا گیا تھا۔

کھانا بطور ہدیہ دیا گیا تھا:۔

جس کھانے میں زہر دیا گیا وہ ہر دو حضرات کو بطور ہدیہ پیش کیا گیا۔

زہر سریع التاثیر نہ تھا:۔

پھر یہ زہر زود اثر نہ تھا بلکہ ایک مدت کے بعد اس نے اپنا اثر کیا۔

زہریلے کھانے میں شرکت:۔

پھر ہر دو حضرات علیہما السلام کے ساتھ زہریلے کھانے میں دوسرا آدمی بھی شریک تھا۔ اس پر زہر نے فوراً اثر کیا اور وہ فوراً انتقال کر گیا۔

شہادت:۔

چونکہ ان حضرات علیہما السلام کی وفات مقدسہ کا اصل سبب زہر تھا۔ اس لئے در حقیقت ان کی وفات شہادت سے ہوئی۔ گو بظاہر جام شہادت نوش نہیں فرمایا۔ اس طرح شہادت کے شرف سے بھی مشروف ہو گئے۔ لیکن شہادت کی ظاہری تکلیف و توہین سے بھی بچ گئے رب العزت نے اپنے ان خاص الخاص محبوب و مکرم بندوں کو خاک و خون میں تڑپانا گوارا نہ فرمایا۔

آیئے! اب آپ مندرجہ بالا عنوانات سے متعلق حدیث سیرت اور تاریخ کی شہادتیں ملاحظہ کریں "وَاَخرَجَ الحَاکِم عَنِ الشَّعبِی ؒ قَالَ مَاذَا نَتَوَ قَّعُ مِن هٰذِهِ الدُّنیَا الدَّنِیَةِ وَقَد سُمَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ وَسُمَّ اَبُوبَکرٍ ؓ"

حاکم نے شعبیؒ سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس دنیائے فانی سے کیا امید رکھیں جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زہر دیا گیا اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی زہر دیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء ترجمہ الصدیقؓ فی مرضہ ووفاتہ)

☆ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے ابراہیم سے روایت کی ہے کہا (صحابہ کرام) کہتے تھے "اِنَّ الیَهُودَ سَمَّت رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَسُمَّت اَبَابَکرٍ" یہود نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زہر دیا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی زہر دیا۔ (طبقات ابن سعدؒ ج ۲ ص ۲۰۰)

جداگانہ تفصیلات :۔

اب جداگانہ تفصیلات ملاحظہ ہوں:۔ اب آپ مندرجہ بالا عنوانات سے متعلق حدیث اور سیرت کی شہادتیں ملاحظہ کریں:۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مرض وفات میں فرمایا کرتے تھے۔ عائشہ! میں نے خیبر میں جو طعام مسموم کھایا تھا اس کی تکلیف ہمیشہ محسوس کرتا رہا۔ مگر اب مجھے معلوم ہوتا ہے کہ اس زہر سے میری رگ ابہر منقطع ہو گئی ہے۔ (صحیح بخاری باب النبیؐ وفاتہ)

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا جب خیبر فتح ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری پکا کر ہدیہ دی گئی، جس میں زہر تھا "فیھا سم" (ایضاً باب غزوۂ خیبر باب الشاۃ التی سمت)

☆ ابن سعدؒ نے حضرت ابو ہریرہ، حضرت جابر بن عبد اللہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور سعید بن المسیبؒ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر فتح کیا اور سکون واطمینان ہو گیا تو مرحب کے بھائی حارث کی

بیٹی زینب نے جو سلام بن مشکم کی زوجہ تھی ایک بکری پکا کر اس میں زہر بھرا، اور مغرب کی نماز کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کی، آپ نے اس میں سے تناول فرمایا اور بشر بن براء ابن معرور نے بھی کھایا۔ اور اسی سے ان کی وفات ہو گئی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے تین سال بعد زندہ رہے۔ اپنی مرض وفات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے میں نے فتح خیبر کے دن جو کچھ کھایا تھا، اس کا اثر ہمیشہ محسوس کرتا رہا۔ مگر اب میری "ابہر" کٹ گئی ہے۔

اور "ابہر" پیٹھ میں ایک رگ ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شہید اور فوت ہوئے "وَتُوُفِّی رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ شَہِیداً صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیہِ وَرَحمَۃُ وَبَرَکَاتَہُ وَرِضوَانُہ‘ "(طبقات ج ۲ ص ۲۰۱ تا ۲۰۳ ملخصاً)

"اِنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّم قُتِلَ قَتلاً اِنَّ اللّٰہَ اتَّخَذَہ‘ نَبِیاً وَجَعَلَہ‘ شَہِیدًا" کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم شہید کئے گئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو نبی بنایا اور شہید بنایا۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۲۰۱)

اب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق سنیئے!

☆ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مرض الموت کی تعیین کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ یہود نے انہیں کھانے میں زہر دے دیا تھا۔ کھانے میں ان کے ساتھ عتاب بن اسید اور حارث بن کلدہ بھی شریک تھے زہر سریع التاثیر نہ تھا بلکہ کہیں سال بھر میں جا کر اثر ظاہر ہوتا تھا۔

چنانچہ جس روز سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں وفات پائی اسی روز عتاب رضی اللہ عنہ نے مکہ میں انتقال کیا۔ (صدیق اکبرؓ ص ۶۱۸)

☆ ابن سعد رضی اللہ عنہ نے ابن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خزیر (خزیرہ ایک عمدہ کھانا ہوتا ہے جو گوشت، گھی اور دودھ وغیرہ ملا کر پکایا جاتا ہے) بطور ہدیہ پیش کیا گیا اسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حارث بن کلدہ نے کھایا۔

حارث نے کہا۔ اے خلیفۂ رسول اللہ! ہاتھ کھینچ لیجئے، خدا کی قسم اس میں زہر ہے جس کا اثر سال بعد ہوگا۔ اور میں اور آپ ایک ہی دن مریں گے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہاتھ کھینچ لیا۔ پس ہر دو ہمیشہ علیل رہے حتی کہ سال گزرنے کے بعد ایک ہی دن دونوں نے وفات پائی۔ (طبقات ج ۳ ص ۱۸)

نوعیتِ مرض:۔

ہر دو حضرات علیہما السلام کی مرض وفات کی ظاہری نوعیت یہ تھی کہ بخار ہوا۔

مُدّتِ مرض:۔

جو قریباً دو ہفتے رہا۔ اس طرح ہر دو حضرات کی مدتِ علالت قریباً دو ہفتے بنتی ہے۔

شدّتِ مرض:۔

بخار نہایت شدید تھا۔

غشی کے دورے:۔

ہر دو حضرات علیہما السلام کی بیماری اس قدر شدید تھی اور بخار اس درجہ تیز تھا کہ غشی کے دورے پڑ جاتے تھے۔

امامتِ صلوٰۃ:۔

اور اسی شدت تکلیف سے آخر ایام مرض میں مسجد تک تشریف لے جانا

مشکل ہو گیا اور ہر دو حضرات نے امامت صلوٰۃ کے لئے دوسرے آدمی کو حکم دیا۔

قائم مقام امام :۔

قائم مقام امام تو مستقل امام بنتا ہے :۔ اور جس صاحب کو حکم دے کر اپنے مصلی پر کھڑا کیا۔ وہ بعد میں قوم و ملت کا مستقل امام بنا، یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قائم مقام سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قائم مقام حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ منصبِ خلافت پر فائز ہوئے۔ اب یہ تمام امور واقعات کی روشنی میں ملاحظہ فرمایئے۔

☆ مواھب لدنیہ میں ہے کہ چہار شنبہ کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار اور درد سر شروع ہو گیا۔

علامہ زرقانیؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ کے مرض وفات کی ابتداء کے متعلق اصحابِ سیر کا یہی قول ہے، اور حاکمؒ نے اسی پر جزم کیا ہے لیکن خطابیؒ کہتے ہیں کہ مرض کی ابتدا دو شنبہ کے روز ہوئی۔ (اصح السیر ص ۵۴۴۔۵۴۵)

☆ مدت مرض میں اختلاف ہے اکثر علماء کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تیرہ روز بیمار رہے۔ یہی قول مشہور ہے اور علامہ قسطلانیؒ نے روضہ سے دو اقوال نقل کئے ہیں۔ چودہ روز اور بارہ روز۔ (اصح السیر ص ۵۵۵)

☆ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے تیرہ یوم کی روایت کی ہے (طبقات ج ۲ ص ۲۰۶)

☆ ابن سعدؒ نے شدت المرض علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مستقل باب باندھ کر ازواج مطہراتؓ اور حضرات اسماءؓ سے دس روایات نقل کی ہیں جن میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شدت مرض کا بیان ہے (طبقات ج ۲ ص ۲۰۶ تا ۲۱۰)

☆ حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ ، ابن ابی الدنیا اور حاکمؒ نے ایک روایت لکھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بخار اتنا شدید تھا کہ آپ ایک قطیفہ یعنی بہت موٹی چادر اوڑھے ہوئے تھے۔ مگر بخار کی شدت اس چادر کے اوپر سے معلوم ہوتی تھی اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ شدید بخار میں مبتلا تھے۔ (اصح السیر ص ۵۵۸)

☆ حبیبۂ حبیب خدا سیدہ دوعالم حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (جب) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت بڑھ گئی۔ تو دریافت فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ؟ ہم نے کہا نہ یارسول اللہ ! وہ آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

فرمایا:۔ میرے لئے ایک برتن میں پانی رکھ دو۔ ہم نے پانی رکھ دیا۔ آپ نے غسل فرمایا اور بڑی مشقت سے اٹھنے لگے "فَاُغمِیَ عَلَیہِ" کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ افاقہ ہوا تو پھر فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ؟ ہم نے کہا نہ یارسول اللہ ! وہ آپ کے منتظر ہیں۔

فرمایا میرے لئے پانی رکھو۔ آپ نے غسل فرمایا پھر کوشش فرما کر اٹھنے لگے کہ "فَاُغمِیَ عَلَیہِ" پھر آپ پر غشی طاری ہوگئی۔ جب فاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ؟ ہم نے عرض کیا نہ یارسول اللہ وہ آپ کے انتظار میں ہیں۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف حکم بھیجا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں "فَصَلّٰی اَبُو بَکرٍ تِلکَ الاَیَّام" (متفق علیه) چنانچہ ان ایام میں ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔ (طبقات ج ۳ ص ۲۰۲)

اب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق ملاحظہ فرمایئے !

☆ ابن سعدؒ حضرت ام المؤمنین سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے

ہیں کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی مرض وفات کی ابتداء یوں ہوئی کہ ۷ جمادی الآخرہ کی دو شنبہ کے دن غسل فرمایا موسم نہایت ٹھنڈا تھا پس بخار آگیا جو پندرہ دن تک اس شدت کے ساتھ قائم رہا۔ کہ آپ نماز کے لئے بھی باہر نہ آسکتے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم فرماتے تھے وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے (طبقات ج ۳ ص ۲۰۰)

☆ ابن سعدؒ ہی نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو وصیت لکھوانی شروع کی جب چند سطور لکھی گئیں تو ان پر غشی طاری ہو گئی۔ (سیرۃ النبی حصہ دوم ۱۷۴)

ضعف و نقاہت کی انتہا:۔

ہر دو حضرات علیہم السلام پر بے حد ضعف و نقاہت طاری تھی۔

سہارے کی ضرورت:۔

حتیٰ کہ سہارے کے بغیر چلنا بلکہ کھڑا ہونا بھی مشکل تھا۔

مسجد کی طرف توجہ:۔

باوجود شدید ضعف و نقاہت کے ہر دو حضرات علیہما السلام آخر وقت مسجد نبوی میں جھانکے۔

اہل مسجد کی مسرت و شادمانی:۔

اور اہل مسجد ان حضرات کے جلوۂ جمال اور ارشاد سے مسرور و مشرف ہوئے۔ مندرجہ بالا تمام امور سے متعلق صحیح شہادتیں ملاحظہ ہوں:۔

☆ مرض میں شدت ہوئی تو ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اجازت لی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں قیام فرمائیں۔

ابن سعدؒ نے بروایت صحیح نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے اجازت طلب کی تھی، ضعف اس قدر ہو گیا تھا کہ چلا نہیں جاتا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ دونوں بازو تھام کر بمشکل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں لائے۔ (سیرۃ النبی حصہ دوم ۱۷۴)

☆ جس دن وفات ہوئی بظاہر طبیعت کو سکون تھا۔ حجرۂ مبارک مسجد سے ملا ہوا تھا۔ آپ نے پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ نماز میں مشغول تھے۔ دیکھ کر مسرت سے ہنس پڑے۔ لوگوں نے آہٹ پا کر خیال کیا کہ آپ باہر آنا چاہتے ہیں۔

فرط مسرت سے تمام لوگ بے قابو ہو گئے اور قریب تھا کہ نمازیں ٹوٹ جائیں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو امام تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں آپ نے اشارہ سے روکا اور پردے ڈال دیئے (بخاری ذکر وفات وکتب صحاح کتاب الصلوٰۃ)

صحیح مسلم میں ہے کہ اس قدر ضعف تھا کہ آپ پردے بھی اچھی طرح نہ ڈال سکے۔ (صحیح مسلم، کتاب الصلوٰۃ)

یہ سب سے آخری موقع تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جمال اقدس کی زیارت کی۔ (سیرت النبیؐ حصہ دوم ص ۱۸۱)

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے مرض وفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باصرار وبتکرار فرمایا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائیں۔

چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز پڑھانے لگے کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مرض میں افاقہ معلوم ہوا پس آپ دو آدمیوں کے درمیان سہارا لے کر

نکلے گویا میں اس وقت بھی دیکھ رہی ہوں کہ ضعفِ بیماری کے باعث آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے جاتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب المریض ان یشہد الجماعۃ)

اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق ملاحظہ ہو:۔

☆ طبقات کی روایت ابھی گزر چکی ہے کہ ضعف کا یہ حال تھا کہ وصیت لکھاتے ہوئے مدہوشی طاری ہو گئی نیز نماز کے لئے مسجد تک آنا بھی معطل ہو گیا۔

☆ نقاہت اور کمزوری کی حد ہو گئی کہ بغیر سہارے کھڑا ہونا بھی دوبھر ہو گیا اور آپ کی زوجہ محترمہ کو آپ کو سہارا دینا پڑا۔

انہوں نے اس (یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کو خلیفہ مقرر کرنے کی وصیت کا اظہار عام لوگوں میں بھی کرنا چاہا تھا تاکہ آئندہ کیلئے کسی اختلاف کا خدشہ باقی نہ رہے انہوں نے مسجد کی طرف کا دروازہ کھلوالیا اور اس میں کھڑے ہو گئے ان کی زوجہ اسماء بنت عمیس دونوں ہاتھوں سے انہیں تھامے ہوئے تھیں۔ (صدیق اکبرؓ ۶۲۶)

☆ ابن سعدؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف جھانک کر دیکھا اور فرمایا کیا تم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے سے متعلق میرے فیصلے پر خوش نہیں "قُلنَا بَلیٰ قَد رَضِینَا" ہم نے کہا ہاں ہم خوش ہیں۔ (طبقات ج ۳ ص ۱۹۲)

دوا دارو سے اجتناب:۔

ہر چند کہ علاج معالجہ سنت کے خلاف نہیں مگر طبعاً حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ دونوں کو دوانوشی گوارا نہ تھی۔

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ہم نے آپ کو بیماری میں دوا پلائی۔ آپ نے منع فرمایا کہ مجھے دوا نہ پلاؤ۔ ہم نے خیال کیا

مریض کو دوائی سے نفرت ہوا ہی کرتی ہے۔ اور ہم نے دوائی پلادی۔ جب آپ کو افاقہ ہوا تو فرمایا کیا میں نے منع نہیں کیا تھا کہ مجھے دوائی نہ پلاؤ۔

ہم نے کہا مریض کو دوا سے کراہت ہوا ہی کرتی ہے۔ ہم نے آپ کے فرمان کو اسی پر محمول کیا فرمایا گھر میں جتنے لوگ ہیں سب کو میرے سامنے دوا پلاؤ سوائے عباس رضی اللہ عنہ کے۔ کہ وہ تمہارے ساتھ دوائی پلانے میں شریک نہ تھے۔

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبیؐ)

☆ وفات سے ایک دن پہلے اتوار کو لوگوں نے دوا پلانی چاہی چونکہ گوارا نہ تھی آپ نے انکار فرمایا اسی حالت میں غشی طاری ہو گئی۔

(سیرت النبی حصہ دوم ص ۱۸۱ بحوالہ صحیح بخاری" ذکر وفات و صحیح مسلم")

اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے متعلق سنیئے! طبقات میں روایت ہے لوگوں نے کہا ہم طبیب کو بلا نہ لیں؟ فرمایا اس نے مجھے دیکھ لیا ہے اور فرمایا "اِنِّی فَعَّالٌ لِّمَا یُرِید" میں جو چاہوں گا کروں گا۔ (ابن سعد ج ۳ ص ۱۹۸)

یہ آپ کا ارشاد حکیم مطلق اللہ رب العزت کی طرف تھا اور آپ اس کی رضا اور قضا پر راضی تھے۔

آخر وقت تک اسلامی خدمات:۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی حیات طیبہ کا لمحہ لمحہ خدمت دین میں صرف ہوا۔ حتیٰ کہ عالم نزع میں بھی ہر دو حضرات برابر اس مقدس فرض کی سر انجامی میں مصروف و منہمک رہے۔ ملاحظہ ہو:۔

☆ بہر کیف جمعرات کے روز بیماری کی حالت میں اپنے دستِ مبارک سے حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لواء

درست فرمایا اور حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دے کر فرمایا:۔ بسم اللہ جاؤ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ (اصح السیر ص ۵۴۵)

☆ اتوار کے روز آپ کی تکلیف بہت بڑھ گئی۔ زرقانی اصحاب مغازی سے نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس حالت میں کہہ رہے تھے کہ اسامہ رضی اللہ عنہ کی فوج کو روانہ کرو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ دو شنبہ کے روز صبح کے وقت پھر آئے اس وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ تھا آپ نے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو دعا دی رخصت کیا اور روانگی کا حکم دیا۔ (ایضاً ص ۵۴۷)

☆ ابن سعد" حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مرض وفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سر مبارک پر پٹی باندھے ہوئے باہر تشریف لائے اور فرمایا "اَيُّهَا النَّاسُ اِنفِذُوا بَعثَ اُسَامَةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ"

لوگو! اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی کو پایۂ تکمیل تک پہنچادو یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا۔ (طبقات ج ۲ ص ۲۴۹)

اب سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی کیفیت ملاحظہ ہو:۔ مرض الموت میں بھی ان کا طرز عمل یہی رہا اور وہ برابر مسلمانوں کی آئندہ فلاح و بہبود کے طریقوں پر غور فرماتے رہے۔

اسی دوران میں مثنیٰ شیبانی رضی اللہ عنہ عراق سے مدینہ آئے اور باریابی کی اجازت چاہی تو انہوں نے باوجود حد درجہ ضعف و نقاہت کے انہیں اپنے پاس بلوالیا اور بڑے غور سے ان کی معروضات سنیں اسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ شام ہونے سے پیشتر مثنیٰ کی مدد کے لئے مسلمانوں کا لشکر عراق روانہ کر دیا جائے

غرض اسی طرح حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ زندگی کے آخری سانس

تک اسلام اور مسلمانوں کی خدمت میں مصروف رہے۔(صدیق اکبرؓ ص ۶۱۵)

انہوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلا کر کہا کہ شام ہونے سے پہلے پہلے مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے فوج روانہ کردو، میری وفات تمہیں ایسا کرنے سے مطلق نہ روکے۔(صدیق اکبرؓ ص ۶۴۷)

اسلامی جیوش کی روانگی:۔

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ ہر دو حضرات نے اپنی دینوی زندگی کے آخری لمحات میں باطل کے مقابلے میں اسلامی جیوش کی روانگی کا امر وارشاد فرمایا۔

امراء جیوش سے ملاقات:۔

پھر جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود بے حد نقاہت وتکلیف کے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ کو شرف ملاقات بخشا، وہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حد درجہ ضعف ونقاہت کے باوجود حضرت مثنیٰ شیبانی رضی اللہ عنہ کو اپنے پاس بلوالیا اور حالات سنے۔

خلیفہ کے ہاتھوں جیوش کی روانگی:۔

پھر جس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مامور جیش اسامہ رضی اللہ عنہ کی روانگی خلیفۂ رسول سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں نفاذ پذیر ہوئی۔

اسی طرح حضرت مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی مدد کے لئے جیش کی روانگی خلیفۂ صدیق حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں عمل میں آئی۔

صلوات اللہ علیہ ورحمة وبرکاته ورضوانه

عالم نزع

مرض وعلالت کے بعد نزع کی حالت میں بھی متعدد امور میں کامل توافق موجود ہے..........مثلاً..........

سکرات الموت:۔

ہر دو حضرات کی وفات کے وقت شدت کی تکلیف پیش آئی۔ علیہما السلام۔

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک برتن میں پانی تھا آپ اس پانی میں ہاتھ ڈالتے تھے پھر وہ اپنے منہ پر ملتے تھے اور فرماتے تھے "لَآاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ اِنَّ لِلمَوتِ سَکَرَاتٌ" "اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور موت شدت و تکلیف کا باعث ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب وفات النبیؐ)

☆ امام احمدؒ اور ترمذیؒ قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا۔ آپ کے پاس پیالہ میں پانی تھا۔ اس میں ہاتھ دیتے تھے اور پھر پانی چہرۂ انور پر ملتے تھے اور کہتے تھے "اَللّٰھُمَّ اَعِنّی عَلٰی سَکَرَاتِ المَوتِ" بخاری میں ہے کہ شدت تکلیف سے آپ پر غشی طاری ہو گئی۔ (اصح السیر ص ۵۷۸)

☆ ابن سعد نے مندرجہ بالا (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی) حدیث مختلف راویوں سے روایت کی ہے..........دو روایتوں میں تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی سَکَرَاتِ المَوتِ" "الٰہی! موت کی سختیوں پر میری مدد فرما کے الفاظ مبارکہ منقول ہیں..........اور تیسری روایت میں جو حضرت محمدؒ (یعنی امام باقرؒ) سے مروی ہے "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّی عَلٰی کَربِ المَوتِ" "الٰہی! موت کی

تکلیف پر میری مدد فرما! کے الفاظ ہیں۔ (طبقات ج ۲ ص ۲۵۸)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر موت کی شدت واقع ہونے کے بعد میں ہمیشہ مومن کی شدت موت کو اچھا سمجھتی ہوں۔ (طبقات ج ۲ ص ۲۱۰)

☆ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری گود میں وفات پائی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کبھی کسی کی شدت موت کو مکروہ نہیں سمجھتی۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرض النبیؐ ووفاتہ)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بھی یہی کیفیت تھی۔

☆ حالت نزع میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سرہانے بیٹھی یہ شعر پڑھ رہی تھیں۔

مَن لاَ یَزَال دَمعُہ' مُقَنَّعاً

فَاِنَّہُ فِی مَرَّۃٍ مَدفُوق'

فرمایا یہ نہ کہو بلکہ کہو :

وَجَاءَ ت سَکرَۃُ المَوتِ بِالحَقِّ

ذٰلِکَ مَا کُنتَ مِنہ' تَحِیدُ

موت کی بے ہوشی کا ٹھیک وقت آ گیا اور یہ وہ چیز ہے جس سے تم بھاگتے تھے انہوں نے اس کے بعد دوسرا شعر پڑھا:۔

وَابیَض یُستَسقِی الغَمَامُ بِوَجھِہٖ

ثِمَالُ الیَتَامیٰ عِصمَۃٌ لِلاَرَامِلِ

گورا! جس کے چہرے سے بادل بھی پانی طلب کرتا ہے یتیموں کا ماوی اور بیوائوں کا ملجاوماوٰے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان تھی۔

(خلفائے راشدین ص ۱۷ بحوالہ تاریخ الخلفاء ص ۸۱۔۸۲)

☆ ابن سعدؒ نے بھی مندرجہ بالا روایت نقل کی ہے۔ (طبقات ج ۳ ص ۱۹۸)

صاحبزادیوں کی موجودگی اور اظہارِ غم واندوہ:۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حالت نزع میں آپ کی لخت جگر سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا موجود تھیں اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد آپ کی لخت جگر ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سرہانے موجود تھیں اور ہر دو نے اپنے جذبات غم والم کا اظہار فرمایا۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا سرہانے موجود ہونا اور جذبات غم کا اظہار کرنا ابھی مذکور ہو چکا ہے.........اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزع میں حضرت سیدۃ النساء فاطمہ رضی اللہ عنہا کی موجودگی اور آپ کے گریہ و غم کا ثبوت ملاحظہ ہو:۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر شدت مرض سے غشی طاری ہو گئی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا یہ دیکھ کر بولیں "وَاکَرْبَ اَبَاہُ" ہائے میرے ابا جان کی تکلیف!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کے بعد تیرے باپ کو کوئی تکلیف نہ ہو گی اس حدیث کو بخاری نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ المصابیح باب وفات النبیؐ)

☆ ابن سعدؒ نے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نزع کی حالت میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رونے لگیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا اے میری بیٹی رؤو نہیں! بلکہ "قُولِی اِذَامِتُّ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیہِ رَاجِعُونَ" جب وفات ہو جائے تو" اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّااِلَیہِ رَاجِعُونَ" کہنا۔ (طبقات ج ۲ ص ۳۱۲)

آخری کلماتِ طیبہ :۔

ہر دو حضرات علیہا السلام کی آخری دعا کا مضمون ہی نہیں بلکہ الفاظ تک بھی قریباً ایک ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

☆ :نزع کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو آپ کی نظر گھر کی چھت سے لگ گئی پھر فرمایا "اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیقِ الاَعلٰی"

☆ دوسری روایت میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ فرمایا "فِی الرَّفِیقِ الاَعلٰی" "فِی الرَّفِیقِ الاَعلٰی" "فِی الرَّفِیقِ الاَعلٰی"

☆ تیسری روایت میں ہے کہ ارشاد فرمایا "لاَاِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ اِنَّ لِلمَوتَ سَکَرَاتٌ" پھر آپ نے اپنا ہاتھ کھڑا کر دیا۔ اور فرماتے تھے "فِی الرَّفِیقِ الاَعلٰی"
یہاں تک کہ آپ وفات پا گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ گر گیا۔

☆ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ کی نظر گھر کی چھت سے لگ گئی اور فرمایا "اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیقِ الاَعلٰی" اور آپ کا آخری کلمہ یہ تھا "اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیقِ الاَعلٰی" یہ حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب وفات النبیؐ)

☆ ایک اور روایت میں ہے کہ میں نے کان لگا کر سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات سے پہلے فرماتے تھے "اَللّٰھُمَّ اغفِرلِی وَارحَمنِی وَاَلحِقنِی بِالرَّفِیقِ" الٰہی! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما کر اور (بعد وفات) مجھے حضرات انبیاء علیہم السلام سے ملا دے۔ (بخاری کتاب المغازی باب مرض النبیؐ و وفات و باب آخر ما تکلم بہ النبیؐ)

آخری دونوں حدیثیں ابن سعدؒ نے بھی روایت کی ہیں آخری روایت کے آخر میں الاَعلٰی کا لفظ بھی ہے "وَاَلحِقنِی بِالرَّفِیقِ الاَعلٰی" (طبقات ج ۲ ص ۲۲۹، ۲۳۰)

☆ حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزع کے وقت فرماتے تھے "مَعَ الَّذِینَ اَنعَمتَ عَلَیھِم مِنَ النَّبِیِّنَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِینَ" (متفق علیہ)

الٰہی! مجھے ان (حضرات) کی معیت عطا فرما جن پر آپ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صلحاء۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب وفات النبیؐ)

☆ ابن سعدؒ نے بھی یہ روایت دو واسطوں سے کی ہے ایک میں ہے: "مَعَ الَّذِینَ اَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیھِم مِنَ النَّبِیِّنَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِینَ وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیقًا" .... اور دوسری میں ہے "مَعَ الرَّفِیقَ الاَعلیٰ فِی الجَنَّۃِ مَعَ الَّذِینَ اَنعَمَ اللّٰہُ عَلَیھِم مِنَ النَّبِیِّنَ وَالصِّدِّیقِینَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصَّالِحِینَ وَحَسُنَ اُولٰئِکَ رَفِیقًا" (طبقات ج ۲ ص ۲۲۹)

ان دعاؤں کا مجموعی خلاصہ یہ ہے کہ۔ میرے اللہ میری مغفرت فرما مجھ پر رحم فرما، اور مجھے حضرات انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کے ساتھ کر دے، جن کا مقام "اَعلیٰ عِلِّیِّنَ" میں ہے اور آخر میں دعا کی "اَللّٰھُمَّ فِی الرَّفِیقِ الاَعلیٰ" یعنی اللہ تو خود میرا ساتھی ہے۔ تو سب سے اعلیٰ رفیق ہے۔

اب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے متعلق ملاحظہ ہو۔ آخر بات جو ان کے منہ سے نکلی وہ یہ دعا تھی "رَبِّ تَوَفَّنِی مُسلِمًا وَّاَلحِقنِی بِالصَّالِحِینَ"

اے میرے پروردگار مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دینا اور مرنے کے بعد مجھے صالحین کے پاس جگہ دینا۔ (ترجمہ صدیق اکبرؓ ص ۶۳۸)

وفات

ان حضرات علیہما السلام کی وفات مقدسہ سے متعلق امور میں جو وحدت و توافق ہے۔ وہ بڑا ہی حیرت زدہ اور تعجب افزا ہے۔ مثلاً:۔

یوم وفات:۔

دونوں حضرات علیہم السلام کا یوم وفات ایک ہے، یعنی دو شنبہ!

مدینہ تھرّا اٹھا:۔

پھر ہر دو حضرات کی وفات سے پورے مدینہ میں اضطراب کی یکساں لہر دوڑ گئی، لوگوں پر کرب و تأسف کی یکساں کیفیت طاری تھی۔

حضرت ابو قحافہؓ کا تاثر:۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے والد محترم حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے ہر دو حضرات کی وفات پر گہرے جذباتِ دردوالم کا اظہار کیا، اور اس سلسلہ میں جو سوال کئے وہ بھی ایک ہی ہیں۔

جنازہ ایک ہی چارپائی پر:۔

تجہیز و تکفین میں بھی کامل وحدت تھی ہر دو حضرات کو تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اور ہر دو حضرات کا جنازہ اقدس بھی ایک ہی چارپائی پر رکھا گیا۔

اب تفصیل ملاحظہ ہو۔

☆ اس پر سب کا اتفاق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ربیع الاول کے مہینے میں سوموار کے روز ہوا۔

بخاری نے حضرت انس رضی اللہؓ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے ابن سعدؒ نے حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت علی، حضرت سعد رضی اللہ عنہما عروہؒ ابن المسیبؒ اور ابن شہابؒ سے بھی یہی روایت کیا ہے (اصح السیر ص ۵۷۹)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا:۔ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں ہجرت کر کے داخل ہوئے تو آپ کی تشریف آوری سے مدینہ کی ہر چیز جگمگا اٹھی۔

اور جس دن آپ نے انتقال فرمایا "اَظلَمُ مِنهَا کُلَّ شَیئی" مدینہ کی ہر چیز پر اندھیرا چھا گیا۔ (یہ الفاظ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کئے ہیں)

ترمذی کی روایت ہے۔ اور دارمیؒ کی روایت میں ہے کہ۔

☆ میں نے اس دن سے زیادہ احسن اور روشن دن کبھی نہیں دیکھا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس مدینہ میں تشریف لائے۔ اور اس دن سے زیادہ اندھیرا (اقبح واظلم) دن کبھی نہیں دیکھا جس دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب وفات النبیؐ)

اب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے متعلق عرض ہے:۔

☆ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں: میں وفات سے تھوڑی دیر پہلے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا: تم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفن دیا تھا؟

میں نے کہا............ تین سفید سحولی کپڑوں میں!

فرمایا "فِی اَیِّ یَومٍ تَوَفّی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کس دن وفات پائی تھی؟

میں نے کہا............دو شنبہ (سوموار) کے دن!

فرمایا "فَاَیُّ یَومٍ ھٰذَا" تو آج کون سا دن ہے؟

میں نے کہا............دو شنبہ ہے۔

فرمایا:۔ "اَرجُوافِیمَا بَینِی وَبَینَ اللیَّل"

فرمایا مجھے امید ہے کہ رات تک موت آجائے گی۔

جسم مبارک پر دوران مرض میں جو کپڑا تھا، اس میں زعفران کے دھبے تھے اس کپڑے پر نگاہ فرمائی۔ تو ارشاد فرمایا اس کپڑے کو دھو ڈالو اور اس کے ساتھ دو کپڑے اور ملا کر ان تین کپڑوں میں مجھے کفن دینا۔

میں نے عرض کیا یہ تو پرانا ہے، فرمایا زندہ مُردہ کی نسبت نئے کپڑے کا زیادہ مستحق ہے اور یہ تو مہلت کے لئے ہے۔ سہ شنبہ کی رات شروع ہوئی تو آپ نے وفات پائی اور اسی رات صبح ہونے سے قبل دفن ہوئے۔

(صحیح بخاری کتاب الجنائز باب موت یوم الاثنین وطبقات ابن سعد" ج ۳ ص ۲۰۱)

☆ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری مطابق ۲۲ اگست ۶۳۴ء) پیر کو سورج غروب ہونے کے بعد ہوئی وفات کے وقت ان کی عمر تریسٹھ برس کی تھی۔

ان کی نعش اسی چارپائی پر رکھ کر مسجد نبویؐ میں لے گئے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر اٹھا کر قبر میں اتار اگیا تھا۔

مسجد نبویؐ میں ان کا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار اور منبر کے

درمیان رکھا گیا نماز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اس کے بعد جنازہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں لے گئے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں ان کے لئے قبر تیار کی گئی تھی۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں اس طرح دفن کیا گیا کہ ان کا سر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کندھوں کے متوازی تھا زندگی بھر دونوں ساتھ رہے۔ یہ رفاقت مرنے کے بعد بھی ختم نہ ہوئی۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات سے مدینہ تھرا اٹھا اور لوگوں پر کرب واضطراب کی وہی کیفیت طاری ہوگئی جس کا نظارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت دیکھنے میں آیا تھا"۔ (صدیق ص ٦٣٨۔ ٦٣٩)

☆ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

عمر بن ابراہیم بن خالد نے عبد الملک بن عمیر سے انہوں نے اسید بن صفوان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

☆ اور حضرت اسید رضی اللہ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پایا تھا وہ کہتے تھے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو سارا مدینہ رونے کی آواز سے گونج اٹھا۔

"وَدَهَشَ الْقَوْمُ كَيَوْمِ قُبِضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" اور تمام لوگ شدت غم سے ایسے مدہوش ہوئے جیسے اس دن مدہوش ہوئے تھے جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تھی۔ (ازالۃ الخفاء فصل ۴ ص ۱۴۰)

☆ جب حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات کی اطلاع پہنچائی گئی اس نے خبر ملتے ہی کہا "حادثہ عظیم"

پھر اس نے پوچھا آپ کے بعد جانشینی کا منصب کس نے سنبھالا ؟ لوگوں نے بتایا آپ کے بیٹے نے" یہ صالح باپ زندہ رہا اور اس کی زندگی ہی میں بیٹا اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گیا، جب بیٹے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع ملی تو اس نے کہا "حادثۂ عظیم، حادثۂ عظیم"

اس کے بعد اس نے پوچھا اس کی جانشینی کا منصب کس نے سنبھالا ؟ لوگوں نے بتایا "سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے"

(ترجمہ ابو بکر صدیقؓ کامل مصنفہ عباد محمود العقاد ص ۲۲۔ ۲۳)

☆ حضرت سعید بن المسیب رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے۔

حضرت ابو قحافہ رضی اللہ عنہ نے مکہ میں (الهائعة) گھبرا دینے والی آواز دہشت ناک آواز سنی تو پوچھا یہ کیا ہے ؟

کہا گیا، آپ کے صاحبزادے نے وفات پائی ہے، فرمایا "رُزءٌ جَلِیل" یہ مصیبت عظمیٰ ہے۔ (طبقات ج ۳ ص ۲۱۰)

صلواة الله عليهم اجمعين

﴿ مدفن مبارک ﴾

ریاض الجنتہ :۔

دونوں حضرات علیہما السلام ایک ہی بقعۂ مبارکہ یعنی "روضہ من ریاض الجنتہ" میں قیامت تک استراحت فرمائیں ۔

تدفین رات کو ہوئی :۔

ہر دو حضرات کی تدفین رات کو عمل میں آئی، ابن سعدؒ نے "دَفنَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ" کا مستقل باب باندھ کر پانچ چھ روایتیں کی ہیں جن میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دفن کئے گئے (طبقات ج ۲ ص ۵، ۳۰۴)

اسی قسم کی ایک روایت باب " کَم مَرَضَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ" میں بھی ہے۔ (طبقات ابن سعد ص ۲۷۳)

اور اسی ابن سعدؒ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے متعلق بارہ ۱۲ روائتیں کی ہیں کہ دفن لیلاً ،رات کو دفن کئے گئے (ابن سعد ج ۳ ص ۲۰۱، ۲۰۵، ۲۰۷، ۲۰۸)

صاحبزادیوں کی تدفین :۔

تشابہ و توافق کا کمال ملاحظہ ہو کہ نہ صرف ان نفوس قدسیہ کی تدفین رات کو عمل میں آئی، بلکہ ان کی پیاری صاحبزادیوں کی تدفین بھی شب میں ہوئی۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جب فوت ہوئیں تو "دَفَنَهَا زَوجُهَا عَلِیٌّ لَیلاً" انہیں ان کے شوہر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رات کو دفن کیا۔ (صحیح بخاری باب غزوۂ خیبر کتاب المغازی)

اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سب سے پیاری صاحبزادی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی رات کو دفن کیا گیا۔ "طبقات" میں ہے
"ماتت عائشة ليلاً فد فنها عبدالله بن الزبير ليلاً" (ابن سعد ج ۳ ص ۲۰۱)

عمر میں اتفاق:۔

ہر دو حضرات علیہما السلام کی مدتِ حیات طیبہ تریسٹھ برس ہے۔

☆ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ (٦۳) برس کی عمر میں وفات پائی (صحیح بخاری)

☆ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عباس، حضرت عائشہ، حضرت معاویہ حضرت علی بن حسینؓ زین العابدین، حضرت سعید بن المسیب وغیرہم متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظامؒ سے روایت کی ہے سب نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی (طبقات ج ۲ اص ۳۰۹)

☆ ادھر' حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر بھی تریسٹھ سال کی تھی مسلم کتاب الفضائل باب قدر عمرہ میں حضرت انس اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کی حدیثوں میں اس کی تصریح ہے"۔ (سیر الصحابہ ج احاشیہ ص ۲٦۳)

☆ ابن سعدؒ لکھتے ہیں سب روایات متفق ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تریسٹھ ٦۳ سال کی عمر میں وفات پائی (طبقات ج ۳ ص ۲۰۲)

﴿ ترکہ و میراث ﴾

ہر دو حضرات نے میراث میں کچھ نہ چھوڑا:۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میراث سے متعلق حبیبۂ حبیب کبریا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ملاحظہ ہو فرماتی ہیں "مَاتَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ دِينَارًا وَلاَ دِرهَمًا وَلاَ شَاةً وَلاَ بَعِيرًا وَلاَاَوصىٰ بِشَئيٍ" (رواه مسلم)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کوئی دینار ترکہ میں چھوڑا اور نہ کوئی درہم، نہ بکری، نہ اونٹ، اور نہ ہی کسی چیز کی وصیت فرمائی۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

طبقات ابن سعد ج ثانی ص ۲۶۰ پر بھی یہ روایت موجود ہے۔

ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عمرو بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "مَاتَرَكَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ عِندَ مَوتِهٖ دِينَارًا وَلاَ دِرهَمًا وَلاَ عَبدً اولاَ اَمَةً وَلاَ شَيئًا اِلاَّ بَغلَةَ البَيضَاءَ وَسَلاَحَه' وَ اَرضًا جعَلَهَا صَدَقَةً" (رواه البخاری)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات کے وقت نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم، نہ غلام نہ لونڈی اور نہ کوئی اور چیز لیکن ایک سفید خچر اور اسلحہ اور زمینیں (جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کیلئے) صدقہ کر دیا تھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے اس باب میں مندرجہ بالا روایت کے علاوہ درج ذیل روایات بھی اپنی سند سے کی ہیں۔

☆ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ "وَلَم يَدَعْ دِينَارًا وَلاَ دِرهَمًا وَلاَ عَبدً اولاَ شَاةَ وَلاَ بَعِيرًا" اور نہ کوئی درہم و دینار چھوڑا نہ کوئی۔ لونڈی، غلام اور نہ ہی کوئی بکری اور نہ

ہی اونٹ چھوڑا۔

☆ حضرت علی بن الحسین (یعنی سیدنا زین العابدین رضی اللہ عنہما) نے ارشاد فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ "وَلَم یَدَع دِینَارًا وَلاَ دِرھَمًا وَلاَ عَبدً اوَلاَاَمَۃً" (طبقات ابن سعدؒ ج ۲ ص ۳۱۷)

اب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حال ملاحظہ ہو۔ ام المؤمنین حضرت صدیقہ صدیقہ طاہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں "مَاتَرکَ اَبُوبَکرٍ دِینَارًا وَلاَ دِرھَماً ضَرَبَ اللّٰہُ سَکّتَہ' " (ابن سعدؒ ج ۳ ص ۱۹۵)

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہی روایت حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے زوائد الزہد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے۔

(تاریخ الخلفاء ترجمہ الصدیقؓ فصل فی مرضہ ووفاتہ)

تو جس طرح حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترکہ و میراث میں دینار و درہم کچھ بھی نہیں چھوڑا اسی طرح (خلیفہ بلا فصل امیر المؤمنین) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی کچھ نہیں چھوڑا۔

اقلیم زہد و فقر کے تاجدار:۔

ترکہ و میراث میں کچھ چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا جب ہر دو حضرات زہد و فقر میں اپنی مثال آپ تھے، جب ساری زندگی ہی عسرت و ناداری میں گزر جائے تو بعد وفات گھر میں کیا موجود ہوگا؟ جو دل محبوب کی محبت سے لبریز ہو، اس میں طلبِ دنیا وہوس مال کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے؟ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قلب اقدس محبت الٰہی سے معمور و لبریز تھا۔ اس لئے فقر و زہد آپ کا طرۂ امتیاز و مایۂ

افتخار تھا۔ ترک دنیا آپ کی سیرت طیبہ کا مخصوص جوہر تھا۔

باوجود شہنشاہ کونین ہونے کے آپ نے اپنا دامن کبھی دنیا اور زرومال دنیا سے ملوث نہ ہونے دیا، آپ کے اختیاری فقروزہد کا یہ حال تھا کہ۔

ہیں دوسروں کے واسطے سیم وزرد گہر
اپنا یہ حال ہے کہ ہے چولہا بجھا ہوا
کسریٰ کا تاج روندنے کو پاؤں کے تلے
اور بوریا کھجور کا گھر میں بچھا ہوا

☆ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کی شب کو وفات کی تکلیف میں مبتلا ہو گئے "فَارسَلَت عَائِشَةُ اِلیٰ اِمرأَةِ مِنَ النِّسَاءِ بِمِصبَاحِهَافَقَالَت اَقطِرِی لَنَافِی مِصبَاحِهَامِن عَکَّتِكِ السَّمَن فَاِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ اَمسیٰ فِی جَدِیدِالمَوتِ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنا چراغ ایک عورت کے پاس بھجوا کر فرمایا ہمارے چراغ میں تھوڑا سا تیل ڈال دو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات کی تکلیف میں ہیں۔ (طبقات ابن سعدؒ ج ۲ ص ۲۳۹)

........اللہ اکبر........

فقر و عسرت اپنی حد انتہا کو پہنچ گئی کہ قصر نبوت میں دیئے کا تیل بھی نہیں شہنشاہ کونین اور امام دارین کی اس دنیا میں آخری رات ہے، وصال کی شب ہے۔ انتقال ورحلت کی گھڑیاں ہیں اور گھر میں چراغ کا تیل بھی نہیں۔ نہ صرف یہ کہ گھر میں کچھ بھی نہیں تھا، بلکہ وصال کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم مقروض تھے اور آپ کی زرہ مبارکہ گروی تھی۔

☆ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی "وَدِرعُہ' مَرھُونَۃٌ عِندَ یَھُودِی بِثَلاَ ثِینَ یَعنِی صَاعاً مِن شَعِیر" اور آپ کی زرہ یہودی کے پاس تیس صاع جو میں رہن تھی۔ (صحیح بخاری باب وفات النبیؐ)

☆ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور آپ نے نہ کوئی دینار چھوڑا نہ درہم، نہ غلام چھوڑا نہ لونڈی "وَتَرَکَ دِرعَہ' رَھنًا عِندَ یَھُودِی بِثَلاَ ثِینَ صَاعاً مِن شَعِیرٍ" اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زرہ چھوڑی جو یہودی کے پاس تیس صاع جو پر گروی تھی۔

(طبقات ابن سعدؒ ج ۲ ص ۳۱۷)

☆ اب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حال ملاحظہ ہو:۔ چنانچہ علامہ ندوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تمام دولت راہِ خدا میں لٹادی تھی، یہاں تک کہ زمانۂ خلافت میں ان پر بیت المال کا چھ ہزار روپیہ قرض چڑھ گیا، لیکن بے نیازی دیکھو کہ مسلمانوں کا ایک "حبَّہ" بھی اپنی ذات پر صرف کرنا یا اولاد کے لئے چھوڑ جانا گوارا نہ ہوا۔ وفات کے وقت وصیت فرمائی تو سب سے پہلے یہ فرمایا کہ میرا فلاں باغ بیچ کر بیت المال کا قرض ادا کر دیا جائے اور میرے مال میں جو چیز فاضل نظر آئے، وہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وفات کے بعد جائزہ لیا گیا تو صرف یہ چیزیں زیادہ نکلیں، ایک غلام ایک لونڈی، اور دو اونٹنیاں، چنانچہ یہ تمام چیزیں اسی وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دی گئیں، خلیفۂ دوم کی آنکھوں سے عبرت کے آنسو نکل آئے، رو کر بولے "ابو بکر خدا تم پر رحم کرے، تم نے

پس از مرگ بھی زہد کا دامن نہ چھوڑا، اور کسی کو نکتہ چینی کا موقع نہ دیا'۔

(خلفائے راشدین میں ص ۸۳۔ ۸۴ بحوالہ طبقات ابن سعد")

یہ بیت المال کا چھ ہزار کا قرض، معروف و متعارف معنوں میں قرض نہ سمجھے گا کہ آپ نے یہ کسی ضرورت سے قرض لیا تھا۔ بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وغیرہ کے اصرار پر آپ نے اپنی وجہ معاش یعنی تجارت ترک کر دی اور آپ کے اور آپ کے اہل و عیال کے گزر بسر کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے ایک رقم متعین کر دی آپ یہ وظیفہ لیتے رہے یہ وہی وظیفہ کی مجموعی رقم تھی، باغ اور زمین بیچ کر جسے ادا کرنے کا حکم جاری کیا جا رہا ہے۔

طبقات میں ہے "وَكَانَ الَّذِي فَرَضُوا لَه' كُلَّ سَنَةٍ سِتَّةَ الاٰفِ دِرهَمٍ فَلَمَّا حَضَرَتهُ الوَفَاةُ قَالَ رُدُّوا مَاعِندَ نَامِن مَالِ المُسلِمِينَ فَإِنِّي لاَأُصِيبُ مِن هٰذَا المَالِ شَيئاًوَاِنَّ اَرضِي الَّتِي بِمَكَانِ كَذَاوَكَذَا لِلمُسلِمِينَ بِمَا اَصَبتُ مِن اَموَالِهِم فَدَفَعَ ذٰلِكَ اِلیٰ عُمَرَ" (ابن سعد" ج ۳ ص ۱۸۶۔ ۱۸۷)

لوگوں نے آپ کا جو وظیفہ مقرر کیا تھا اس کی رقم چھ ہزار درہم تھی جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے فرمایا میرے پاس مسلمانوں کے مال میں سے جو کچھ بھی ہے وہ واپس کر دو۔ میں اس مال میں سے کچھ بھی لینا نہیں چاہتا اور فلاں فلاں مقام پر میری جو زمین ہے وہ مسلمانوں کے اس مال کے عوض ہے جو میں نے بطور وظیفہ پایا ہے۔ پس وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دی گئی۔

ایک اور روایت میں ہے :۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وفات پائی۔ اور ان کے ذمہ چھ ہزار درہم تھے جو انہوں نے بیت المال سے بطور وظیفہ لئے تھے، جب آپ کی وفات کا وقت قریب آیا تو فرمایا "اِن عُمَرَ لَم یَدَعنِی حَتّٰی اَصَبتُ

مِن بَیتِ المَالِ سِتَۃَ اٰلاَفِ دِرھَمٍ وَاِنَّ حَائِطِی الَّذِی بِمَکَانِ کَذَا وَکَذَا فِیھَا"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے نہ چھوڑا مجبور کیا یہاں تک کہ میں نے بیت المال سے چھ ہزار درہم پائے، اور فلاں جگہ میرا جو باغ ہے، یہ اس ۶ ہزار درہم کے عوض ہے۔ (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۱۹۳)

☆ ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "اَمَّااِنَّا مُنذُو لِّینَا اَمرَالمُسلِمِینَ لَم نَاْ کُل لَھُم دِینَاراًوَلاَدِرھَمًا وَلٰکِنَّا قَدْاَکَلنَامِن جَرِیشِ طَعَامِھِم فِی بُطُونِنَاوَ لَبِسنَامِن خَشَنِ ثِیَابِھِم عَلٰی ظُھُورِ نَا وَلَیسَ عِندَنَا مِن فَیئِی المُسلِمِینَ قَلِیلٌ وَکَثِیرٌ"

جب سے ہم مسلمانوں کے خلیفہ ہوئے ہم نے ان کے درہم و دینار سے کوئی پر تکلف کھانا نہیں کھایا، ہاں! ہم نے دال دلیا کھایا اور سخت اور کھردرا کپڑا پہنا ہے۔ اور ہمارے پاس مسلمانوں کے مال میں سے تھوڑا بہت کچھ بھی نہیں ہے۔

لیکن یہ حبشی غلام یہ پانی لاد کر لانے والی اونٹنی اور یہ اوڑھنے کی پرانی اور بوسیدہ چادر جب میں وفات پا جاؤں ان چیزوں کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھجوا دینا اور مجھے ان سے بری الذمہ کر دینا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:۔ میں نے ایسا کیا۔ جب قاصد یہ چیزیں لے کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو وہ رونے لگے "حَتّٰی جَعَلَتْ دُمُوعُہٗ تَسِیلُ فِی الاَرضِ" یہاں تک کہ آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بار بار کہتے تھے اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے انہوں نے اپنے بعد والوں کو بڑی مشقت میں ڈال دیا ہے۔

(طبقات ابن سعدؒ ج ۳ ص ۱۹۶)

اللہ اکبر........

یہ ہے غار رسولؐ امت مسلمہ کے خلیفہؓ وامام عالم اسلامی کے صدر الصدور جن کی وسیع مملکت عراق اور شام تک پھیلی جاتی ہے۔ کا سرکاری سازو سامان! ایک غلام، ایک اونٹنی اور ایک پھٹی پرانی چادر، جس کی قیمت صرف پانچ درہم تھی "جرد قطيفة ثمن خمسة الدراهم" (طبقات ج ۳ ص ۱۹۶)

اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زہدو فقر کا حال ہے کہ بوقت وفابت گھر میں چراغ کا تیل تک نہیں اور زرہ یہودی کے پاس تیس صاع جو میں رہن ہے۔

تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زہدو فقر کا یہ حال ہے کہ بوقت وفات گھر میں ایک درہم نہیں اور بدن پر اوڑھنے کے لئے جو بوسیدہ چادر ہے اس کی قیمت صرف پانچ درہم ہے اور وہ بھی اپنی ذاتی نہیں، سرکاری ہے۔ جو بعد وفات بیتُ المال میں جمع کی جارہی ہے۔

باقی رہی اونٹنی یادو اونٹنیاں! یہ بھی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ و یار غار اور عالم اسلام کے امیر و والی کے صرف ذاتی کام کے لئے نہ تھیں۔ بلکہ ان کا دودھ سرکاری مہمانوں اور ملازمین کو پلایا جاتا تھا۔ اور غلام بھی صرف آپ کا خادم نہ تھا بلکہ یہ بھی سرکاری مہمانوں وغیرہ کی خدمت کے لئے تھا اور ان اونٹنیوں کا دودھ دوہ کر انہیں پلاتا تھا۔ حضرت طاہرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "هاتين اللقحتين وحالبها" ان دو اونٹنیوں اور ان کا دودھ دوہنے والے غلام کو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دینا" وكان يسقى لبنها جلساء ه ولم يكن فى يده من المال شئ" (طبقات ابن سعد" ج ۳ ص ۱۹۴)

اور وہ (غلام) ان اونٹنیوں کا دودھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ہم نشینوں

(مہمان وغیرہ) کو پلایا کرتا تھا کیونکہ آپؓ کے ہاتھ میں اپنا ذاتی مال کچھ بھی نہ ہوتا تھا۔
اس لئے سرکاری غلام بیت المال کی اونٹنیوں کا دودھ مہمانوں کو پلایا کرتا تھا۔

تو درحقیقت غلام اور اونٹنیاں ذاتی کام کے لئے نہیں بلکہ سرکاری خدمات کے سلسلہ میں آپ کے پاس تھیں آپ کے ذاتی مصرف میں صرف پانچ درہم قریباً سوا روپیہ) کی پھٹی پرانی چادر تھی، اس کے سوا مسلمانوں کے مال میں سے آپ کے پاس کچھ بھی تو نہیں تھا۔ آپ کے زہد و ترک دنیا کی حد ہو گئی جب آپ نے اپنے کفن کے لئے بھی نئے کپڑے کی اجازت نہ دی۔

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل باب "ذکر وصیۃ ابی بکر" باندھا ہے اس میں گیارہ روائیتیں اپنی مسند سے نقل کی ہیں جن میں ہے کہ بوقت وفات آپ نے حضرت صدیقہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ :۔ میرے اوپر جو دو چادریں ہیں، میری وفات کے بعد انہیں دھو کر مجھے ان ہی میں کفن دینا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کہا یہ کیوں ؟ ہمیں خدا نے توفیق دی ہے ہم نئے کپڑوں میں کفن دیں گے تو فرمایا "لا انما ھو للمھلتہ الحی احق بالجدید من المیت" بالکل نہ ! یہ تو مہلت کے لئے ہے زندہ مردہ کی نسبت نئے کپڑے کا زیادہ مستحق ہے۔ (طبقات ابن سعدؒ ج ۳ ص ۲۰۱)

اللہ اکبر........ کون فقیر و محتاج اور مفلس و نادار ہے جسے نیا کفن نہیں ملتا؟ سب کو کفن ملتا ہے اور نیا ملتا ہے مگر ایک شہنشاہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے یار غار اور وسیع اسلامی مملکت کے صدر الصدور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنے لئے نئے کفن کی اجازت نہیں دیتے۔ اور بعد وفات بھی جدید کپڑے کا کفن انہیں نہیں ملتا۔

زندگی میں یہ حال ہے کہ پانچ درہم کی پھٹی پرانی چادر اوڑھ کر مسند خلافت پر

بیٹھتے ہیں۔ اور بعد وفات آغوش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سوتے ہیں تو دھلے ہوئے پرانے کپڑوں کا کفن لپیٹ کر! کیا اس زہد و فقر اور ترک دنیا کی مثال انسانیت کی پوری تاریخ میں ڈھونڈے سے مل سکتی ہے؟ رضی اللّٰه عنه

غاصب یا تارک؟

مگر آہ کہ دنیا میں بعض اللہ کے بندے اس اقلیم فقر و زہد کے تاجدار کو غاصب کہتے ہیں وہ مقدس یارِ غار رسول جو اس درجہ تک "تارك الدنيا" ہے کہ بوقتِ وفات بیت المال کی پھٹی پرانی چادر واپس کر دیتا ہے۔ اور بعد وفات نئے کفن تک کا بھی روادار نہیں اسے غاصب قرار دینا ظلم و ستم اور جور و جفائی کی انتہا نہیں تو اور کیا ہے؟

بیت المال میں بھی کچھ نہ چھوڑا:۔

ہر دو حضرات علیہا السلام نے جس طرح اپنا ذاتی مال کچھ نہ چھوڑا۔ اسی طرح ملی خزانہ یعنی بیت المال میں بھی کچھ نہ چھوڑا۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو تو مجھے یہ پسند ہے کہ مجھ پر تین راتیں نہ گزرنے پائیں کہ اس میں سے کچھ بھی میرے پاس موجود ہو۔ مگر ادائے قرض کے لئے کچھ رکھ لوں اسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح باب الانفاق)

تین راتیں تو بڑی مدت ہے۔ آپ ایک منٹ بھی مال دنیا کو اپنے پاس رکھنے کے روادار نہ تھے۔

☆ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے مدینہ طیبہ میں عصر کی نماز پڑھی۔ آپ نے سلام پھیرا "ثم

قام مسرعاً فتخطی رقاب الناس" پھر آپ جلدی سے کھڑے ہو گئے اور لوگوں کی گردنوں سے گزرتے ہوئے ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن میں سے کسی کے حجرہ کی طرف تشریف لے گئے۔

لوگ آپ کی اس جلدی سے گھبرا اٹھے پس آپ واپس تشریف لے آئے اور دیکھا کہ لوگ آپ کی جلدی سے متعجب ہیں، تو ارشاد فرمایا "ذکرت شیئاً من تبر عندنا فکرھت ان یحبسنی فامرت بقسمته رواہ البخاری وفی روایه له قال کنت خلفت فی البیت تبر من الصدقه فکرھت ان ابیته"

میرے پاس تھوڑا سا سونا تھا جو مجھے یاد آ گیا۔ میں نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ وہ مجھے تقریب الٰہی سے مانع ہو لہٰذا میں نے جا کر اس کی تقسیم کا حکم دے دیا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے.......... اور بخاری ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ میں اپنے پیچھے گھر میں صدقے کا سونا چھوڑ آیا تھا۔ میں نے اس بات کو مکروہ سمجھا کہ اسے رات اپنے گھر میں رہنے دوں۔

☆ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض وفات میں میرے پاس آپکے چھ یا سات دینار تھے آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں انکو تقسیم کردوں مگر مجھے آپ کی تکلیف نے اس کی فرصت نہ دی۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ان کے متعلق دریافت فرمایا، میں نے عرض کیا واللہ میں انہیں آپ کی تکلیف کے سبب تقسیم نہیں کر سکی، آپ نے ان اشرفیوں کو طلب فرمایا، اور اپنے ہاتھ (مبارک) پر ان کو رکھ کر فرمایا "مَا ظَنُّ نَبِی اللّٰہ لَوْ لَقِیَ اللّٰہَ عزّوجل و ھٰذِہٖ عِندَہٗ" (رواہ احمد)

اللہ کے نبی کا کیا گمان ہوگا، اگر وہ خدائے عزوجل سے ملاقات کرے اس

حال میں کہ یہ اشرفیاں اس کے پاس ہوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب الانفاق)

☆ ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ نے طبقات میں ایک مستقل باب " ذکر الدنا نیر التی قسمها رسول الله صلی الله علیه وسلم فی مرضه الذی مات فیه " باندھ کر اس میں اپنی اسناد سے نو ۹ روایات پیش کی ہیں۔

ان میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضرت عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی مندرجہ بالا تین روایات ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت تو متعدد سندوں سے تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ منقول ہے۔

ایک روایت ہے کہ آپ نے ان اشرفیوں کو طلب فرمایا۔ انہیں اپنی ہتھیلی پر رکھا اور انہیں شمار فرمایا تو وہ چھ اشرفیاں تھیں، فرمایا "ماظن محمد بربه ان لولقی الله وهذه عنده فا نفقها کلها ومات من ذلك اليوم" محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا! اپنے رب سے کیا گمان ہوگا؟ اگر وہ خدا سے اس حال میں ملے کہ یہ اشرفیاں اس کے پاس ہوں یہ فرما کر آپ نے ان تمام کو فی سبیل اللہ خرچ کر دیا۔ اور اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ (طبقات ابن سعدؒ ج ۲ ص ۲۳۷)

اب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حال ملاحظہ ہو:۔ آپ کے پورے عہد خلافت میں بیت المال کی حفاظت و نگرانی کے لئے کسی آدمی کا تقرر نہیں ہوا۔ کیونکہ جتنا مال آتا تھا آپ اسی وقت سارا تقسیم فرما دیتے تھے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کچھ بچا کر نہ رکھتے تھے۔

ابن سعدؒ اپنی سندوں سے روایت کرتے ہیں کہ "سنخ" (مدینہ سے باہر ایک بستی ہے جہاں حضرت ابو بکر صدیقؓ اپنے سسرال میں رہتے تھے) میں حضرت

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بیت المال تھا اس پر کوئی پہرہ دار نہ تھا آپ سے کہا گیا اے خلیفۂ رسول! آپ بیت المال پر کوئی پہرہ دار مقرر کیوں نہیں کرتے؟

آپ نے فرمایا اس پر قفل پڑا ہوا ہے کوئی خطرہ نہیں" وکان یعطی مافیه حتیٰ لا یبقی فیه شئی "اور آپ بیت المال میں جو کچھ آتا تھا لوگوں کو دے دیتے تھے اور بیت المال میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا تھا۔

جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں منتقل ہو کر آگئے تو بیت المال کو بھی یہاں منتقل کر لیا۔ اور اپنے گھر میں رکھا آپؓ کے پاس قبیلہ جہینہ کی کانوں سے بہت زیادہ مال آیا۔ اور بنی سلیم کی کان آپ کی خلافت میں دریافت ہوئی اور اس سے بہت سارا مال بیت المال میں آیا۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب کا سب لوگوں میں تقسیم کر دیا۔ اور آزاد و غلام، مذکر و مؤنث، چھوٹے بڑے سب کو برابر برابر دیا۔ اونٹ، گھوڑے او راسلحہ خرید کر مجاہدین فی سبیل اللہ کو دیئے دیہات سے چادریں خرید کر سردیوں میں مدینہ طیبہ کی مفلس بیوہ عورتوں میں تقسیم فرمائیں۔

آپ کی وفات اور تدفین کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ وغیرہ کو ساتھ لے کر بیت المال کھولا۔

"فلم یجدو فیه دینا رًا ولا درهماً" تو اس میں نہ کوئی دینار پایا نہ درہم کپڑے کی ایک تھیلی ملی اسے جھاڑا گیا تو اس میں سے ایک درہم نکلا، اس پر سب نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے رحمت کی دعا کی۔

(طبقات ابن سعدؒ ج ۳ ص ۲۱۳)

تو جس طرح نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ مال آتا تھا اسی وقت اسے لوگوں میں تقسیم فرمادیتے تھے۔

اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بھی سارے کا سارا مال لوگوں میں تقسیم فرمادیتے تھے، اور بیت المال میں کچھ بھی بچا کر نہ رکھتے تھے۔

بیت المال ہی نہ تھا:۔

بلکہ سرے ہی سے مستقل بیت المال ہی نہ تھا۔

بلکہ گھر ہی بیت المال تھا:۔

جیسا کہ اوپر مذکور ہوا ہے۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند گھڑی کے لئے ملی مال اپنے گھر ہی میں رکھ دیتے تھے، اور قصر نبوت ہی بیت المال تھا۔

اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا بھی گھر ہی بیت المال تھا "فجعل بيت مالهٗ في الدار. حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں ہی بیت المال بنالیا تھا۔ (طبقات ابن سعدؒ ج ۳ ص ۲۱۳)

رضوان اللّٰہ تعالیٰ علیهم اجمعین

خلافت

نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں کامل تشابہ و توافق ہے کہ ہر دو حضرات کے خلفاء کرام کے مابین متعدد امور کوائف میں مطابقت بلکہ وحدت موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور جانشین سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ "اسبق واول فی الاسلام" "سید المہاجرین اور عشرہ مبشرہ کے فرد اعلیٰ ہیں اس کے علاوہ۔

ہر دو حضرات کے خلفاء افضل الامت ہیں:۔

جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الامت ہیں............اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے خلیفہ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد "افضل الامت" ہیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرمایا:۔ ہم عہد نبوت میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے تھے ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ "لَاَنعدِل بِاَبِی بَکرٍ اَحَدًا ثُمَّ عُمَرَ ثُمَّ عُثمَان" (مشکوٰۃ المصابیح مناقب ابوبکر بروایت بخاری)

☆ اور ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہم کہا کرتے تھے کہ "اَفضَلُ اُمَّةِ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ بَعدَہ' اَبُوبَکرٍ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثمَان رَضِیَ اللّٰہُ عَنھُم" (مشکوٰۃ باب مناقب ابوبکرؓ بروایت بخاری)

☆ حضرت محمد بن الحنیفہؒ سے روایت ہے فرمایا:۔ میں نے اپنے والد محترم

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد لوگوں میں افضل کون ہیں؟ "قَالَ اَبُوبَکرٍ قُلتُ ثُمَّ مَن ؟ قَالَ عُمَرُ (متفق علیہ)" فرمایا ابوبکرؓ میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عمرؓ (مشکوٰۃ المصابیح مناقب ابوبکرؓ بروایت بخاری)

تو اس پر اجماع امت ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد "افضل الامت" اور "خیر الناس" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور آپ کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔

کفار کی نگاہ میں بھی معزز و ممتاز:۔

احد میں عموماً مجاہدین اسلام کے قدم متزلزل ہو گئے لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ثابت قدم رہے۔ اور پروانہ وار شمع نبوت پر قربان ہو رہے تھے۔

صحیح بخاری میں ہے کہ ابو سفیان نے پکارا " اَفِی القَومِ مُحَمَّد " کیا قوم میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) موجود ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جواب نہ دو

اس نے پھر کہا " اَفِی القَومِ اِبنُ اَبِی قُحَافَة " کیا قوم میں ابو قحافہ کے بیٹے یعنی ابوبکرؓ موجود ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جواب دو۔

اس نے پھر پوچھا " اَفِی القَومِ اِبنُ الخَطَّابِ " کیا قوم میں خطاب کے بیٹے یعنی عمرؓ موجود ہیں (بخاری باب غزوۂ احد)

ابن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے کہ ہر سہ حضرات سے متعلق تین تین بار پوچھا۔ (طبقات ابن سعد ج ۲ ص ۴۷)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ کے نزدیک بھی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ رئیس امت تھے۔اور کفار کی نگاہ میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد درجہ مقام حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا تھا اور بعدہ حضرت عمر کا رضی اللہ عنہ کا تھا۔

حضورؐ کو سب سے زیادہ محبوب:۔

ہر دو حضرات کے خلفاء یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب ہیں:۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا آپ کو لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب کون ہیں فرمایا:۔عائشہؓ! میں نے عرض کیا مردوں میں سے ؟" قَا لَ اَبُوهَا قُلتُ ثُمَّ مَن ؟ قَالَ عُمَر (متفق علیه) "فرمایا اس کا باپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ میں نے عرض کیا پھر کون ؟ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ (مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ)

حضورؐ کے سمع وبصر:۔

ہر دو حضرات کی شان کا منتہائے کمال ملاحظہ ہو کہ دونوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے "بمنزله سمع و بصر" ہیں حضرت عبداللہ بن حنطبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو فرمایا "هٰذَانِ السَّمعُ وَالبَصَرُ" (رواه الترمذی) یہ دونوں میرے کان اور میری آنکھ ہیں (مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ)

دین کے گوش و چشم:۔

ہر دو حضرات دین اسلام کے "سمع و بصر" ہیں۔ حضرت محدث دہلوی

رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں۔ حاکمؒ نے بروایت عبدالملک بن عمیر نقل کیا ہے حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا "لَا غِنٰی لِی عَنھَا اِنَّھُمَا مِنَ الدِّینِ کَا لسَّمعِ وَالبَصرِ"
میں ان سے مستغنی نہیں ہوں بے شک وہ دونوں دین اسلام کے لئے مثل کان اور آنکھ کے ہیں۔ (ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول احادیث خلافت ص ۱۸۲)

شیعی کتب میں بھی !:۔

اس حدیث کے حاشیہ پر فاضل مترجم امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔

یہ حدیث کتب شیعہ میں بھی ہے چنانچہ کتاب "معانی الاخبار" میں امام موسیٰ رضا علیہ السلام سے روایت ہے "عَنِ الحَسَنِ بنِ عَلِیٍّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَبَابَکرٍ مِنِّی بِمَنزِلَۃِ السَّمعِ وَاَنَّ عُمَرَ مِنِّی بِمَنزِلَۃِ البَصَرِ وَ اَنَّ عُثمَانَ مِنِّی بِمَنزِلَۃِ الفُؤَادِ۔

حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بتحقیق حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مثل میرے کان کے ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ مثل میری آنکھ کے ہیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مثل میرے دل کے ہیں۔ (ترجمہ ازالۃ الخفاء حاشیہ ۱۸۲)

حضورؐ کے وزیر:۔

ہر دو حضرات کی علو منزلت ملاحظہ ہو۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو اپنا وزیر قرار دیا ہے۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کے اہل آسمان اور اہل زمین میں دو وزیر ہوتے ہیں میرے دووزیر آسمان والوں میں سے جبرئیل ومکائیل ہیں "وَاَمَّا وَزِیر اَی مِن اَھلِ الاَرضِ فَاَبُوبَکرٍ وَعُمَر" رواہ ترمذی ۔اوراہل زمین میں سے میرے دووزیرابوبکروعمر ہیں۔رضی اللہ عنہما (مشکوٰۃ مناقب ابی بکروعمر)

حضورؐ کے موید ومشیر:۔

اللہ رب العزت نے ان ہر دو حضرات رضی اللہ عنہما کووہ شان دی ہے کہ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حامی وناصر وزیر ومشیر ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تائید وحمایت پر اللہ کا شکر ادا فرمارہے ہیں اور ہمہ وقت ان سے مشورہ فرماتے ہیں اوران کے مشورہ کے مطابق عمل فرماتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

☆ مطلب بن ابی وداعہ کی حدیث میں ہے کہ حضرت نے فرمایا "اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَیَّدَنِی بِھِمَا" اللہ کا شکر ہے جس نے ابوبکرؓ وعمرؓ سے میری تائید کی۔

☆ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جس کو حاکمؒ نے روایت کیا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ابوبکرؓ وعمرؓ سے بے نیازی نہیں ہے۔ کیونکہ وہ دونوں دین میں وہ مرتبہ رکھتے ہیں جو بدن میں سر کا رتبہ ہے۔رضی اللہ عنہما۔

☆ عبدالرحمٰن بن غنم اشعری کی روایت میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخین رضی اللہ عنہما سے فرمایا "لَوِ اجتَمَعتُمَا فِی مَشوَرَۃٍ مَاخَالَفتُکُمَا" اگر تم دونوں کسی مشورہ میں متفق ہوجاؤ گے تو میں اس کے خلاف نہ کروں گا۔

(ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل ۴ ص ۲۳۸)

حضورؐ کے بعد مقتدایان امت:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد ان حضرات کو امت کا مقتدا ٹھہرایا اور ان کی اقتدا کا حکم فرمایا ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نہیں جانتا میں تم میں کتنی مدت رہتا ہوں لہٰذا "فَاقتَدُوا بِالَّذِینَ مِن بَعدِی اَبِی بَکرٍ وَعُمَرَ" تم میرے بعد ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی اقتدا کرنا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے (مشکوٰۃ المصابیح مناقب ابوبکرؓ عمرؓ)

اُمَرَاءِ اُمَّت:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے امر وارشاد کے مطابق ہر دو حضرات امت کے مقتداء و پیشوا اور امراء و فرماں روا ہوئے۔ اور علی منہاج النبوۃ خلافت وامارت فرمائی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر چلے اور جو کام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کئے ان کی پوری پوری اتباع واقتداء کی اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سر مو انحراف نہ کیا۔

..........مثلاً..........

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو خمس کی تولیت تفویض فرمائی۔ اسی طرح ان حضرات نے بھی یہ تولیت حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تفویض فرمائی۔

حضرت قاضی محمد سلیمان صاحب مرحوم ومغفور رقم طراز ہیں:۔ "ابوداؤد کی حدیث میں ہے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تقسیم خمس الخمس کا اہتمام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے عہد میں

بھی یہ اہتمام حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ ہی کے سپرد رہا۔

کتاب الخراج امام ابو یوسفؒ میں ہے "حَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِی لَیْلٰی عَنْ اَبِیہِ قَالَ سَمِعْتُ عَلِیاً رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ یَقُولُ قُلْتُ یَارَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ تُوَلِّنِی حَقَّنَا مِنَ الْخُمُسِ فَاَقْسِمُ فِی حَیَاتِکَ کَیْلاَ یُنَازِعُنَا اَحَدٌ بَعْدَکَ فَفَعَلَ قَالَ فَوَلاَّنِیہِ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَسَمْتُہٗ حَیَاتَہٗ ثُمَّ وَلاَّنِیہِ اَبُوبَکْرِ الصِّدِّیقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فَقَسَمْتُہٗ حَیَاتَہٗ ثُمَّ وَلاَّنِیہِ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَسَمْتُہٗ حَیَاتَہٗ"

ابی لیلیٰ کہتے ہیں میں نے علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے ہو تو خمس میں جو حصہ ہم ذوی القربیٰ کا ہے اپنی زندگی میں مجھے اس کا متولی بنا دیجئے تاکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص اس میں نزاع نہ کرے آپ نے مان لیا۔

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کا متولی ٹھہرایا اور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی مجھے ہی متولی ٹھہرایا اور میں انکے عہد میں تقسیم کرتا رہا پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسکا متولی بنایا اور میں ان کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا (رحمۃ للعالمین ج ۲ ص ۶۵)

حضورؐ سے خصوصی تقرب:۔

ہر دو حضرات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص تقرب حاصل تھا جو اور کسی صحابی کو حاصل نہ تھا رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہم۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

جب مسجد میں تشریف لاتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت اور ادب و احترام کے پیش نظر کوئی صحابی اپنا سر نہیں اٹھاتا تھا۔ "غَیرَ اَبِی بَکرٍ وَ عُمَر کَانَا یَتبَسَّمَانِ اَلَیہِ وَ یَتَبَسَّمُ اِلَیھِمَا" (رواہ الترمذی) بجز ابوبکر و عمر! یہ ہر دو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ کر تبسم کرتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف دیکھ کر تبسم فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ)

سبحان اللہ

کتنے مسعود و مبارک ہیں یہ حضرات! جن کی آنکھیں ہمہ وقت دیدار محبوب سے ٹھنڈی رہیں اور جوش مسرت کی سعادت و خوش بختی کی! جنہیں دیکھ کر حضور محبوب خدا و سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیں رضی اللہ عنہما۔

قرب روحانی و وصلِ ایمانی:۔

ان حضرات رضی اللہ عنہما کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روحانی و ایمانی قرب و وصل کا بھی ممتاز مقام حاصل تھا، بعض اوقات آپ نے کسی مافوق العادت امر مثلاً تکلم حیوانات پر اپنے یقین کا اظہار فرمایا تو ان حضرات کو ان کی عدم موجودگی میں اپنے یقین و ایمان میں شامل فرمایا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا "فَاِنِّی اُومِنُ بِہٖ اَنَاوَاَبُوبَکرٍ وَعُمَرُ وَمَا ھُمَا (متفق علیہ)" میں اس پر یقین کرتا ہوں اور ابوبکرؓ و عمرؓ بھی یقین کرتے ہیں حالانکہ اس وقت وہ دونوں وہاں موجود نہیں تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ)

ان حضرات کی غیر حاضری میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کی طرف سے ان کے یقین و ایمان کی شہادت دینا اس کمال اعتماد و وثوق کا مظہر ہے جو نبی

کریم صلی اللہ علیہو سلم کو ان حضرات کی ذات اور ایمان کامل پر تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب روحانی ووحدت ایمانی! یہ وہ اعزاز عظیم وشرف جلیل ہے، جس میں اور کوئی بھی ان حضرات کا شریک وسہیم اور حریف نہیں، رضی اللہ عنھما۔

محبوبانِ صحابہ کرامؓ:۔

حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنھما کو بھی محبوب رکھتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ قیامت کب ہو گی؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا کچھ تیار کر رکھا ہے؟

اس نے کہا اور تو کوئی چیز نہیں "اِلاَّ اِنِّی اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُولَہ' صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنتَ مَعَ مَن اَحبَبتَ" مگر یہ کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو محبوب رکھتا ہوں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس سے تو محبت رکھتا ہے قیامت میں تو اس کے ساتھ ہو گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم کسی بات سے اس قدر خوش نہیں ہوئے جس قدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد سے خوش ہوئے کہ تو اسی کے ساتھ ہو گا جس سے تو محبت کرتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا "فَاَنَا اُحِبُّ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَکرٍ وَعُمَرَ وَاَرجُوا اَن اَکُونَ مَعَھُم بِحِبِّی اِیَّاھُم وَاِن لَّم اَعمَلَ بِمِثلِ اَعمَالِھِم" (صحیح بخاری مناقب حضرت عمرؓ بن الخطاب)

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو محبوب رکھتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ ان حضرات سے محبت کی وجہ سے جنت میں ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میرے اعمال ان کے اعمال جیسے نہیں۔

سبحان اللہ..........

کیا شان ہے خلیفۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور خلیفۂ صدیق حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی کہ اصحاب رسول ان کی محبت سے مسرور و فرحاں ہیں۔ اور ان کی محبت کو قیامت میں ان کی معیت کا ذریعہ و وسیلہ سمجھتے ہیں۔ اور اس قرب و معیت کے تصور سے وہ فرحت و مسرت محسوس کرتے ہیں جو کسی موقع پر کبھی محسوس نہیں کی۔

اعمال و خدمات میں بے مثل و بے مثال:۔

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ کے اس قول سے یہ حقیقت بھی واضح ہوتی ہے کہ ان حضرات کے اعمال اور ان کی دینی خدمات کے مقابلہ کا تصور بھی اصحابؓ رسول نہیں کرتے، وہ اپنے گراں بہا اعمال کو ان حضرات کے اعمال کے مقابلے میں ہیچ سمجھتے ہیں اور ان کی محبت کو اپنی سب سے بڑی سعادت سمجھتے ہیں اور آخرت میں بلندی درجات کا وسیلہ تصور کرتے ہیں۔

حالانکہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاسن اعمال کا اسی سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ انہوں نے پورے دس سال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ (ابن سعد ج ۱ ص ۳۸۲)

ممدوحین اصحابِؓ رسول:۔

ہر دو حضرات کی اصحابِؓ رسول سے نظم و اشعار میں مدح و توصیف ثابت ہے چنانچہ شاہ امام ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ

منجملہ اشعار منقبت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حضرت ابوالہیثم بن تیہان رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے "وَاِنِّی لاَ رجُوا اَن یَّقُومَ بِاَ مرِنَا وَ یَحفِظُہ' الصِّدِّیقُ وَالمَرءُ مِن عَدِی اُولٰئِکَ خِیَارُالحَیِ فَہر بن مالك وَاَنصَارُ ھٰذَا الدِّینِ مِن کُلِّ مُعتَدِی"

اور میں امید کرتا ہوں کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ اور ایک شخص قبیلۂ عدی سے یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہماری حکومت کے کام پر قائم ہوں گے اور اس کی حفاظت کریں گے یہ لوگ خاندان فہر بن مالک میں اشراف اور معزز ہیں اور ہر (سرکش) حد سے بڑھنے والے کے مقابلے میں اس دین کے مددگار ہیں۔

(ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول، فصل ۴ احادیث خلافت ص ۲۰۶-۲۰۷)

صحابی رسول کے اس قول سے معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ان حضرات کے خلیفہ اور دین وامت کا ولی ووالی ہونے کی توقع تھی۔

رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما

﴿سیدنا علیؓ واولاد علیؓ کے فرمودات﴾

اب سیدنا علی المرتضٰی اور اولاد علیؓ کی زبان درافشاں سے سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے فضائل ومناقب کا بیان ملاحظہ فرمائیں :۔

اس مفروضہ افسانہ بلکہ واہمہ ووسوسہ کی بنیاد پر یک مستقل مذہب استوار ہو گیا کہ حضرات شیخین اور حضرات علی المرتضٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے تعلقات ناخوش گوار تھے اور باہم تلخی وکشیدگی پائی جاتی تھی۔ بلکہ ایک دوسرے کے مخالف و معاوند تھے۔ (معاذاللہ!)

مندرجہ ذیل روایات اور سیدنا علی و اولاد علی رضی اللہ عنہما کے اقوال و ارشادات سے اس افک وافتراء اور اس تمام وبہتان کا تارپور بکھر جائے گا۔ اور حقیقت اس کے برعکس نکھر کر سامنے آجائے گی اور معلوم ہو جائے گا کہ ان حضرات میں باہم کتنا اخلاص اور پیار اور کتنی محبت والفت تھی۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

ارشادات سیدنا علیؓ :۔

ہر دو حضرات کی افضلیت بتواتر ثابت ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔

شیخین کی فضیلت کا بیان جو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے بتواتر ثابت ہے مرفوعاً بھی اور موقوفاً بھی، اگرچہ یہ مسئلہ (افضلیت شیخین رضی اللہ عنہما) تمام اہل حق کا مذہب ہے .... اما کسے از صحابہ آں را مصرح تر ومحکم تر چوں علی المرتضٰے نیاوردہ۔

مگر صحابہ میں سے کسی نے اس مسئلہ کو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی

طرح پوری تصریح اور مضبوطی کے ساتھ بیان نہیں کیا۔

چنانچہ اس مسئلہ میں ان کی مرفوع حدیث یہ ہے کہ "سیدنا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما پیرانِ اہل جنت کے سردار ہیں" یہ حدیث متعدد سندوں کے ساتھ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

۱۔ چنانچہ شعبی نے حارث سے انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے جس کو ترمذی اور ابن ماجہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اَبُوبَکرٍ وَعُمَر سَیِّدَ اکُھُولِ اَھلِ الجَنَّةِ مِنَ الاَوَّلِینَ وَالاٰخِرِینَ مَا خَلاَالنَّبِیِّنَ وَالمُرسَلِینَ"

ابوبکر اور عمر انبیاء و مرسلین کے سوا باقی تمام پیران اہل جنت کے کیا اگلے اور کیا پچھلے سب کے سردار ہیں۔

☆ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد نے بھی اس کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جس کو عبداللہ بن امام احمدؒ نے زوائد مسند میں حسن بن زید بن حسن سے نقل کیا ہے کہ زید بن حسن مثنیٰ کہتے تھے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا وہ اپنے والد حضرت حسنؓ رضی اللہ عنہ سے وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے تھے کہ وہ فرماتے تھے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ اتنے میں ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما تشریف لائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے علی "ھٰذَانِ سَیِّدَ اکُھولِ اَھلِ الجَنَّةِ وَ شَبَابِھَا بَعدَ النَّبِیِّنَ وَالمُرسَلِینَ" یہ دونوں انبیاء و مرسلین کے بعد جملہ اہل جنت کے بوڑھوں اور جوانوں سب کے سردار ہیں۔

☆ اور اولاد حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما نے بھی اس کو حضرت علی

المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جسے ترمذی نے زہری سے انہوں نے علی بن حسینؒ زین العابدین سے انہوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے

☆ اور صحابہ رضی اللہ عنہ نے بھی اس روایت میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی موافقت کی ہے۔ چنانچہ ترمذیؒ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور ابن ماجہؒ نے ابو حجیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

☆ اور اس مسئلہ میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی موقوف حدیث یہ ہے کہ "خیر هذه الامة ابوبکر ثم عمرؓ" اس امت کے سب لوگوں سے بہتر ابوبکرؓ اور عمرؓ ہیں اس حدیث کو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بہت زیادہ لوگوں نے روایت کیا ہے منجملہ ان کے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بیٹے محمد بن حنفیہ کی روایت ہے جسے امام بخاری اور ابوداؤد نقل کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون ہے "قال ابوبکر قلت ثم من ؟ قال عمر" فرمایا ابوبکر رضی اللہ عنہ ! میں نے پوچھا ان کے بعد کون ؟ فرمایا عمر رضی اللہ عنہ !

(ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول، فصل ۴، احادیث خلافت ص ۱۳۴۔۱۳۵)

اسی راوی اور کثیر التعداد اسانید :۔

اس کے بعد حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سی روائتیں مختلف، سندوں کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس مضمون کی نقل کی ہیں۔

مگر فاضل مترجم امام اہل سنت علامہ مولانا محمد عبدالشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ پر تحریر فرمایا ہے کہ :۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے یہ قول اسی ۸۰ راویوں نے روایت کیا

ہے اور ہر راوی سے متعدد سندیں چلی ہیں، جیسا کہ خود مصنف حضرت محدث دہلویؒ نے اس کتاب کے اسی مقصد کی فصل ہشتم میں اور شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ نے منہاج السنۃ میں لکھا ہے۔ منجملہ ان کثیر التعداد اسانید کے صرف تیرہ سندیں اس مقام میں مصنف نے ذکر کی ہیں۔ (ترجمہ ازالۃ الخفاء حاشیہ ص ۱۲۵)

بدعتی مفتری، اور لائق تعزیر:۔

حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔ جو شخص علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو شیخین پر فضیلت دے اس کا (بقول علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ) بدعتی و مستحق تعزیر ہونا۔

☆ ابو عمر نے استیعاب میں حکم بن حجل سے روایت کر کے بیان کیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے "لَا یُفَضِّلُنِی اَحَدٌ عَلٰی اَبِی بَکْرٍ وَعُمَر اِلاَّ جَلَدْتُہ، حَدَّالْمُفتَرِی" جو شخص مجھے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے گا، میں اس کو مفتری کی حد یعنی اسی درے ماروں گا۔

☆ ابو القاسم طلحیؒ اپنی کتاب "کتاب السنۃ" میں سند سے کہتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو یہ خبر ہوئی کہ کچھ لوگ انہیں حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما سے افضل سمجھتے ہیں تو آپؓ منبر پر چڑھے، اللہ کی حمد و ثنا کی۔

پھر فرمایا آج کے بعد اگر میں یہ بات کسی سے سنوں گا تو وہ کہنے والا مفتری ہے اس پر مفتری کی حد ہے "فھو مفتر علیہ حد المفتری" پھر فرمایا، اس امت کے بہترین اشخاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ (ازالۃ الخفاء احادیث خلافت ص ۱۳۸۔۱۳۹)

حضورؐ سے قرب ووصل :۔

ہر دو حضرات، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص قرب ووصل رکھتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں ان حضرات کو اپنے ساتھ شامل رکھتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جنازہ کو تختے پر رکھا گیا میں لوگوں کے ساتھ کھڑا تھا۔ سب نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے دعائے خیر کی۔

اس وقت ایک شخص نے میرے پیچھے سے میرے کندھے پر اپنی کہنی رکھی اور کہنے لگا:۔ عمرؓ! خدا آپ پر رحم فرمائے۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں دوستوں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اکٹھا کر دے گا۔

کیونکہ میں نے اکثر و بیشتر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "کُنتُ اَبُوبَکرٍ وَعُمَر وَفَعَلتُ وَاَبُوبَکرٍ وَعُمَر وَانطَلَقتُ وَاَبُوبَکرٍ وَعُمَر وَدَخلتُ وَاَبُوبَکرٍ وَعُمَر وَخَرَجتُ وَاَبُوبَکرٍ وَعُمَر "میں تھا ابو بکر و عمر اور میں نے یہ کام کیا اور ابو بکر اور عمر نے اور میں گیا اور ابو بکر و عمر اور میں داخل ہوا اور ابو بکر و عمر اور میں خارج ہوا اور ابو بکر و عمر۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے پیچھے توجہ کی تو وہ حضرت علیؓ بن ابی طالب تھے جو یہ فرما رہے تھے۔ (مشکوۃ باب مناقب ابی بکر و عمرؓ)

یہ روایت صحیح بخاری اور مسند احمد میں متعدد سندوں سے موجود ہے۔ مستدرک حاکمؒ اور کتاب الآثار امام محمدؒ میں بھی ہے۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال اور ہر کام میں حضرات صدیق و فاروق

رضی اللہ عنہما کو اپنے ساتھ شریک اور شامل رکھتے تھے اور اپنے ذکر مبارک کے ساتھ ان حضرات کا ذکر خیر فرماتے تھے۔

امامانِ رشد وہدایت :۔

امامانِ ہدایت و راشدین و مرشدین" و مصلحین و منجحین و خمیصین "ہر دو حضرات حق وہدایت کے امام و پیشوا خلیفہ راشد و مرشد اور متعدد مشترک اوصاف و شوؤن کے مالک ہیں۔

امام بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی روایت ہے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ سے حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا" كَانَ اِمَّا مَی هُدًی رَاشِدَینِ مُرشِدَینِ مُصلِحَینِ مُنجِحَینِ خرَجَامِنَ الدُّنيَا خَمِيصَينِ "دونوں حق وہدایت کے امام تھے ہدایت یافتہ تھے راہ حق پر چلانے والے تھے کامیاب و فتح مند تھے۔ اور دنیا سے خالی پیٹ بھوکے رحلت کرنے والے تھے

جنت میں سب سے اول داخلہ :۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جنت میں سب سے اول سیدنا صدیق اکبر و سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما داخل ہوں گے۔

محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں :۔ ابو قاسمؒ نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے علمبردار یعنی عبد خیر سے روایت کی ہے کہ حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں اس شخص سے آگاہ نہ کردوں جو اس امت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگا اس پر کسی نے کہا، ہاں! امیر المؤمنین ضرور آگاہ فرمایئے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ (ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول ص ۱۳۹)

سیدنا عمرؓ کے عدل وانصاف کی شہادت:۔

سیدنا حضرت علی اور حسنین رضی اللہ عنہما کریمین کا ارشاد ملاحظہ ہو:۔ حضرت محدث دہلوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں:۔

محب طبری سے "کتاب الموافقۃ" میں منقول ہے، انہوں نے ابو جعفر یعنی حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر فاروق مدینہ کی کسی گلی میں چلے جا رہے تھے کہ ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ ملے۔

آپ کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں سلام کیا اور ان کا ہاتھ پکڑ لیا، حسنین رضی اللہ عنہما نے دائیں بائیں دونوں کو گھیر لیا خلافت کی ذمہ داریوں کے پیش نظر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رونے کی حالت طاری ہو گئی جیسا کہ اکثر ہوا کرتی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا امیر المؤمنین آپ کیوں روتے ہیں؟ اللہ کی قسم آپ ایسا انصاف کرتے ہیں ایسا انصاف کرتے ہیں مگر ان کا رونا موقوف نہ ہوا۔ اس کے بعد حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے کچھ گفتگو کی اور انہوں نے بھی ان کی حکومت اور عدل کی تعریف کی مگر ان کا رونا موقوف نہ ہوا اس کے بعد حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے بھی ویسی ہی گفتگو کی۔

حضرت حسینؓ کا کلام ختم ہوتے ہی ان کا رونا ختم ہو گیا اور انہوں نے فرمایا: اے میرے بھتیجوں! کیا تم میرے عدل وانصاف کی گواہی خدا کے سامنے دو گے؟ "فَسَكَتَا فَنَظَرَا اِلٰی اَبِيهِمَا فَقَالَ عَلِیٌّ اَشْهَدَا اَنَّا مَعَكُم شَهِيدٌ" اس پر دونوں چپ ہو گئے اور اپنے والد کی طرف دیکھنے لگے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ

نے فرمایا، تم بھی اس کے گواہ بنو اور میں بھی تمہارے ساتھ (اس کا) گواہ ہوں۔

(ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول، احادیث خلافت ص ۲۲۲)

اللہ اللہ! کیا خوف خدا ہے۔ ذمہ داری کا کیا احساس ہے اور حقوق الناس کا کتنا لحاظ اور پاس ہے کہ اس میں کمی بیشی کے خیال سے عاقبت میں خوف مؤاخذہ سے گریہ طاری ہے اور عدل وانصاف کا یہ کمال ہے کہ سیدنا حضرت علی سیدنا حضرت حسن اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہما تینوں حضرات یک زبان ہو کر دنیا میں بھی اس کی شہادت دے رہے ہیں اور آخرت میں بھی!

اولاد حسینؓ کا ارشاد:۔

اولاد حسین رضی اللہ عنہ یعنی سیدنا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:۔

بارگاہ نبوت میں منزلت:۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ رقم طراز ہیں کہ:۔ امام احمدؒ نے مسند ذوالیدینؓ میں ابو حازم سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ ایک شخص علی بن حسینؓ سیدنا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ اور پوچھا کہ "مَا كَانَ مَنزِلَةُ اَبِی بَكرٍ وَ عُمَرَ مِنَ النَّبِی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ ؟ فَقَالَ مَنزِلَتُهَا السَّاعَةُ"

حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کا تقرب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کس قدر تھا۔ فرمایا جس قدر اب ہے۔ (ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل ۴ ص ۲۲۴)

اللہ اللہ! حضرت سیدنا زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد کتنا لطیف و عجیب ہے، بڑے آدمیوں کی بات بھی بڑی ہوتی ہے کتنی بڑی بات فرمائی۔ گویا آپ نے لطیف انداز میں ارشاد فرمایا کہ نادان حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی بارگاہ نبوت میں قدر و

منزلت کیا تھی۔اور قرب و تقرب کس درجہ تھا؟ یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے؟
یہ تو دیکھنے کی چیز ہے! اور مشاہدہ سے تعلق رکھتی ہے۔ آنکھوں والا روضۂ اقدس پر جا کر دیکھ سکتا ہے کہ آج حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کتنا قریب ہیں جتنا قرب آج ہے یہی تقرب ان حضرات کو کل حاصل تھا، چشم بینا تو یہ روح افزا اور ایمان آفریں منظر دیکھ کر بارگاہ نبوت میں ان حضرات کے تقرب کا اندازہ کر سکتی ہے۔ لیکن اندھی آنکھ اس حقیقت کا احساس و ادراک نہیں کر سکتی۔

آنکھوں والا تیرے جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

﴿سیدنا باقرؒ و جعفرؒ کے فرمودات﴾

اماماں عدل:۔

ہر دو حضرات اماماں عدل ہیں، جیسا کہ سیدنا حضرت محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔

امام محمد نے ابن ابی حفصہ سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے کہ میں نے محمد بن علی باقر رحمۃ اللہ علیہ اور جعفر بن محمد صادق رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت پوچھا تو ان دونوں نے فرمایا "اِمَامَا عَدلٍ نَتَوَلَّاھُمَا وَنَتَبَرَّءُ مِن عَدُوِّھِمَا" کہ وہ دونوں حق وعدالت کے امام تھے، ہم ان سے محبت رکھتے ہیں، اور ان کے دشمنوں سے بیزار ہیں۔

(ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل ۴ احادیث خلافت ص ۲۲۴)

محبوبانِ ائمہؒ:۔

ان روایات سے یہ بھی حقیقت منکشف ہو گئی کہ یہ ہر دو حضرات نہ صرف اماماں عادل و خلفائے راشد ہیں، بلکہ حضرات ائمہ سادات سیدنا حضرت محمد باقر اور سیدنا حضرت جعفر صادق رحمہم اللہ کے محبوب بھی ہیں، یہ ہر دو ائمہ حضرات نہ صرف ان حضرات سے تولا و محبت کا اظہار کر رہے ہیں بلکہ ان کے اعداء اور دشمنوں سے تبرا و بیزاری کا غیر مبہم اعلان بھی فرما رہے ہیں۔

اس اعلان سے معلوم ہو گیا کہ جو لوگ اصحابِ رسولؐ خصوصاً حضرات

صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما کے بد اندیش وبد خواہ ہیں، ان سے آل رسول بھی بری و بیزار ہے یاران رسول کے دشمن آلِ رسول کے دوست کبھی نہیں ہو سکتے۔

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

محبوبانِ آل رسول :۔

ہر دو حضرات نہ صرف حضرات محمد باقر و جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہما بلکہ پوری آل رسولؐ کے محبوب ہیں، جیسا کہ سیدنا محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ علیہ رقم طراز ہیں ابو جعفر (یعنی باقر) رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا جس نے حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی فضیلت کو نہ جانا، وہ سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے جاہل رہا۔

ان سے پوچھا گیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسبت آپ کی کیا رائے ہے؟ فرمایا "اِنِّی اَتَوَلاَّهُمَا وَاَستَغفِرُ لَهُمَا فَمَا رَأیتَ اَحَدًا مِن اَهلِ بَیتِی اِلاَّ هُوَ یَتَوَلاَّ هُمَا "میں ان سے محبت رکھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہوں اور میں نے اپنے گھر میں جس کو بھی دیکھا وہ ان سے محبت کرتا تھا" وَسُئل عن قوم یسبون ابابکر وعمر فقال اولئك المراق "نیز ان سے پوچھا گیا کہ جو لوگ حضرت ابو بکر و حضرت عمرؓ کو برا کہتے ہیں، (وہ کیسے ہیں؟) آپ نے فرمایا۔ وہ بے دین ہیں۔ (ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول ص ۲۲۴)

ان پر سب کرنے والے بے دین ہیں:۔

مندرجہ بالا روایت سے یہ حقیقت بھی واضح ہو گئی کہ جو لوگ حضراتِ

صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کو ہدفِ سب و شتم بنا کر اپنے خبث باطن اور بغضِ قلبی کا مظاہرہ کرتے ہیں وہ سیدنا حضرت ابو جعفر محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بے دین اور خارج عن الاسلام ہیں۔

ان سے بغض موجب نفاق ہے:۔

جہاں ان ہر دو حضرات کی محبت اہل ایمان اور آلؓ رسول کا شعار ہے، وہاں ان سے بغض و عداوت نفاق کی علامت ہے۔ جیسا کہ سیدنا محمد باقر رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:۔

حضرت ابو جعفر یعنی محمد باقرؒ سے روایت ہے۔ فرمایا "مَن شَكَّ فِيهِمَا كَمَن شَكَّ فِي السُّنَّةِ وَ بُغضُ اَبِی بَکرٍ وَعُمَرَ نِفَاقٌ" جس نے حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کی فضیلت میں شک کیا وہ اس کی مثل ہے جس نے سنت رسول کی حقیقت میں شک کیا، اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا بغض نفاق ہے۔

(ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول ص ۲۲۵)

اولاد حسنؓ کے ارشادات:۔

اب ملاحظہ کیجئے سیدنا عبد اللہؓ بن حسنؓ مثنیٰ کے ارشادات :۔ چنانچہ حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:۔ محب طبریؒ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پوتے عبد اللہ بن حسن بن علی ابن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ ان سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا "اُفَضِّلُهُمَا وَاَستَغفِرُ لَهُمَا" میں ان دونوں کو تمام صحابہ کرام سے افضل سمجھتا ہوں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کیا کرتا ہوں۔

کسی نے ان سے کہا شاید یہ تقیہ ہے۔ آپ کے دل میں اس کے خلاف ہے انہوں نے فرمایا مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں اپنے دل کے خلاف کہتا ہوں۔ نیز ان سے روایت ہے کہ ان سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نسبت پوچھا گیا انہوں نے فرمایا "صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِمَا وَسَلَّمَ وَلَاصَلّٰی عَلٰی مَن لَّم یُصَلِّ عَلَیہِمَا "اللہ ان پر صلوٰۃ و سلام نازل کرے اور جو شخص ان کے لئے طلب رحمت نہ کرے اللہ اس پر رحم نہ کرے۔

(ترجمہ ازالۃ الخفاء صد اول فصل ۴ ص ۲۲۳)

تقیہ کی حقیقت:۔

اس روایت سے "تقیہ" کی قلعی کھل گئی، حضرت ابن حسن رضؓ کا ارشاد ہے کہ اگر میرے قلب اور بیان میں ہم آہنگی نہ ہو تو مجھے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت بھی نصیب نہ ہو۔

اس واضح ارشاد، زوردار بیان اور شدید قسم کے بعد اہل سنت تو آلؑ رسول پر تہمت نہیں دھر سکتے کہ ان کے دل میں کچھ اور تھا اور زبان پر کچھ اور ہم اتنی جرأت و جسارت نہیں کر سکتے کہ خاندانِ نبوت کے افراد کے دل اور زبان میں ہم آہنگی و مطابقت نہ تھی بلکہ ہمارا ایمان ہے ان کی زبان ان کے دل کی ترجمان تھی اور ان کی زبان پر وہی کچھ ہوتا تھا جو ان کے دل میں ہوتا تھا دوسرے مذہب والے جو چاہیں عقیدہ و ایمان رکھ سکتے ہیں۔

سادات اشراف کا مسلکِ حق:۔

ان مفصل ارشادات و روایات سے یہ حقیقت بے غبار و بے نقاب ہو کر

سامنے آ گئی کہ حضرات سادات اشراف کا مسلک و مشرب صحابہ کرامؓ کی محبت و مؤدت ہے۔اور ان کے دشمنوں سے بیزاری و نفرت ہے۔

سیدنا حضرت علی، سیدنا حضرت حسن، سیدنا حضرت حسین۔ سیدنا علی بن حسین یعنی زین العابدین سیدنا محمد باقر سیدنا جعفر صادق سیدنا عبداللہ بن حسن مثنیٰ "رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین" نے غیر مبہم اور واشگاف الفاظ میں واضح فرمادیا ہے کہ...........

☆ انہیں حضرات شیخین یعنی صدیق و فاروق (رضی اللہ عنہما) سے قلبی ربط و محبت اور الفت و مؤدت ہے۔

☆ ان حضرات کی افضیلت پر غیر متزلزل یقین رکھتے ہیں۔

☆ افضیلت شیخینؓ کو سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ثابت مانتے ہیں اور اس کے منکر کو جاہل و مفتری اور واجب التعزیر جانتے ہیں۔

☆ انہیں خلیفۂ راشد و مرشد اور امام حق و ہدایت مانتے ہیں۔

☆ ان کے عدل و انصاف کی تعریف میں رطب اللسان اور دنیا و آخرت میں اس کے شاہد و گواہ ہیں۔

☆ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دنیا و برزخ اور آخرت و جنت میں ان حضرات کے قریب و وصل اور تقرب و معیت کا کھلم کھلا اعتراف اور برملا اعلان کرتے ہیں۔

☆ دل سے ان حضرات رضی اللہ عنہما سے محبت و تولا کرتے ہیں اور ان کے دشمنوں سے بری و بیزار ہیں۔

☆ ان حضرات رضی اللہ عنہما کو سب و شتم کرنے والوں کو بے دین اور خارج عن الاسلام جانتے ہیں۔

☆ اور ان حضرات رضی اللہ عنہما سے بغض کو نفاق سمجھتے ہیں۔

☆ ان حضرات رضی اللہ عنہما کے لئے دعائے رحمت و مغفرت کرتے ہیں۔ اوران ے اعداء وبد اندیشوں پر لعنت کرتے ہیں۔

خلاصہ :۔

پورے خاندان سیادت کی نگاہ میں حضرات صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما محبوب و محترم احب واکرم اور مقرب و مقبول بارگاہِ خدا ورسول ہیں اور ان کے اعداء و بدخواہ" مبغو ض "وملعون ہیں اور جمیع ساداتِ اشراف ان سے تبرا و نفرت اور بیزاری وبرأت کا اظہار و اعلان کرتے ہیں۔

ان کی تنقیص کفر ہے :۔

ہر دو حضرات کی محبت جہاں ایمان کی علامت ہے ،وہاں ان کی تنقیص موجب کفر ہے حضرت محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں ترمذی نے محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ (سیدالتابعین) سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں "مَااَظُنُّ رَجُلاًیَنتَقِصُ اَبَابَکرٍ وَعُمَرُ یُحِبُّ النَّبِی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ "میں یہ گمان بھی نہیں کر سکتا جو شخص حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی تنقیص کرتا ہو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہے۔(ترجمہ ازالۃ الخفاء احادیث خلافت ص ۲۲۱)

عظیم شخصیت کا عظیم نکتہ :۔

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ اسلام کی عظیم شخصیت ہیں، حضرت انس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے ۔ان کے علاوہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ وغیرہ اکابر صحابہؓ کی صحبت میں رہے۔ تفسیر حدیث. فقہ اور تعبیر

رویاو غیرہ فنون میں امام تھے، اجلہ تابعین میں سے ہیں، ابو عوانہ کا بیان ہے کہ ابن سیرین کو دیکھ کر خدا یاد آتا تھا۔ (تابعین ذکر محمد بن سیرین)

اس عظیم شخصیت کا عظیم نکتہ ملاحظہ ہو کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ ترین صحابہؓ سے نفرت میں بونِ بعید اور بعد المشرقین بلکہ تضاد ہے۔

لہذا ان کا اجتماع ممکن نہیں۔ جس دل میں حضور صلی کریم اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے اس میں حضرات شیخین رضی اللہ عنہما سے بغض و نفرت کا گزر نہیں ہو سکتا اور جس دل میں ان حضرات سے نفرت و عداوت ہے اس میں حب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دخول نہیں ہو سکتا۔

عمر مبارک:۔

ہر دو حضرات کی عمر مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے برابر ہے، پورے تریسٹھ ۶۳ سال! حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عمر بھی تریسٹھ برس کی تھی۔ (طبقات ابن سعد ج ثالث ص ۲۰۳)

بلکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی عمر بھی تریسٹھ ۶۳ برس تھی "توفی عمر وھو ابن ثلاث و ستین" (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۳۶۵)

روضۂ نبویؐ میں وصال ابدی:۔

ہر دو حضرات اس دنیا سے انتقال کے بعد بھی وصال یار سے مشرف و لطف اندوز ہیں اور قیامت تک اپنے محبوب سے ہم آغوش و ہم کنار!

تا ابد اندر بر خواجہ ہیں صدیقؓ و عمرؓ
مظہر شان ولا ہے خواب گاہ مصطفیٰ ؐ

ارض وسماء کی وسعتوں میں کون ہے جو اس اعزاز وشرف میں ان کا شریک و حریف ہو؟ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

دونوں کے لئے دُعا:۔

جو بھی اہل ایمان روضۂ رسولؐ پر حاضر ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے رحمتوں کی دعا کرتا ہے وہ ہر دو حضرات کے لئے بھی دعا کرتا ہے۔

عبداللہ بن دینار رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ میں نے (حضرت) عبداللہ (رضی اللہ عنہ) کو دیکھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کھڑے تھے اور آپ کے لئے رحمت خاصہ کی دعا کر رہے تھے "ویدعو لابی بکرؓ وعمرؓ" اور حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کے لئے رحمت کی دعا کر رہے تھے۔ (طبقاتؒ ج ۳ ص ۲۱۰)

دونوں کی خدمت میں ہدیۂ سلام:۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح ان حضرات کی خدمت میں بھی روضۂ اقدس پر ہدیۂ سلام پیش کیا جاتا ہے۔

☆ حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے واپس آتے تو پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر وسیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی قبر اقدس پر آتے اور کہتے "السلام علیك یار سول اللہ ، السلام علیك یا ابابکر السلام علیك یا ابتاہ" (طبقات ابن سعدؒ ج ۴ ص ۱۵۶)

شق قبور:۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے انہی دو حضرات کی قبور مبارکہ شق ہونگی۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبكر ثم عمر (رواه الترمذی) قیامت کے دن سب سے پہلے میری قبر شق ہو گی، پھر ابو بکرؓ کی پھر عمرؓ کی۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ (مشکوۃ المصابیح بات مناقب ابی بکرؓ)

قیامت میں حضورؐ کے ساتھ اٹھیں گے:۔

ہر دو حضرات قیامت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر مبعوث ہوں گے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنھما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آپ کا دایاں ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بایاں ہاتھ۔ آپ نے ارشاد فرمایا "هٰكذا نبعث يوم القيٰمة (رواه الترمذی)" ہم قیامت میں بھی اسی طرح اٹھائے جائیں گے۔ (مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ)

جنت میں لوگوں کا داخلہ:۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و غلامی تو داخلۂ جنت کا موجب ہے ہی ! مگر امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل اسرار و معارف سے معلوم ہوتا ہے کہ اس امت کا جنت میں داخلہ حضرات صدیق اکبر و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی تجویز سے ہوگا۔

☆ بعد از توجہ تام ظاہر شد کہ دخولِ ایں امت در بہشت باستصواب و تجویز ایں دو اکابر خواہد بود۔

توجہ کاملہ کے بعد یہ حقیقت کھلی کہ بہشت میں اس امت کا داخلہ ان دو اکابر حضرت شیخین رضی اللہ عنہما کی تجویز و صوابدید سے ہوگا۔ (مکتوبات امام ربانی دفتر اول

مکتوب بنام خواجہ محمد اشرف کابلیؒ)

بظاہر یہ بات مستبعد معلوم ہوتی ہے اور سمجھ میں نہیں آتی تو یہ ہماری سمجھ کا قصور ہے نہ کہ بات میں کوئی فتور ہے جس مرتبہ و مقام کے مالک کی زبان سے یہ بات صادر ہوئی ہے، اسے سمجھنے کے لئے بھی اسی سے ملتا جلتا مرتبہ و مقام حاصل ہونا چاہیئے ہم جیسے کوتاہ فہموں و کم نظروں کے لئے اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ جب یہ حقیقت ہے کہ داخلۂ جنت خدا کی رضا پر مبنی و منحصر ہے اور خدا کی رضا و محبت کا راز اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں مضمر ہے۔

اور حضرت شیخین رضی اللہ عنہما اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کامل واکمل کردار بلکہ شاہکار ہیں، مجسم اتباع واطاعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ تو یہ تعبیر کیونکر صحیح اور روانہ ہوگی کہ اس امت کا بہشت میں داخلہ ان دو حضرات کی تجویز سے ہوگا۔ رضی اللہ عنہما۔

جنت میں اعلیٰ مرتبہ و مقام:۔

ہر دو حضرات جنت میں اعلیٰ مرتبہ و مقام کے مالک ہوں گے "اھل علیین" باقی "اھل جنت" سے اعلیٰ وارفع درجہ میں ہوں گے اور یہ حضرات "اھل علیین" میں بھی ممتاز و مخصوص درجہ و مقام پر فائز ہوں گے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح تم آسمان پر روشن و تابندہ ستاروں کو دیکھتے ہو اہل جنت "اھل علیین" کو اسی طرح روشن اور بلند دیکھیں گے "وان ابابکر وعمر منھم وانعما" اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما ان عالی مرتبت اھل علیین میں سے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی اچھے ہیں۔

اسے امام بغویؒ نے "شرح السنۃ" میں روایت کیا ہے اور اسی طرح ابوداؤد اور

ترمذی اور ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے (مشکوٰۃ المصابیح مناقب ابی بکرؓ و عمرؓ)

خلاصہ :-

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں تشابہ و توافق کا کمال ہے کہ ہر دو حضرات کے خلفاء یعنی حضرت صدیق اکبر اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کے مابین دنیا و آخرت میں پورے چونتیس امور کو ائف وحدت کاملہ موجود ہے۔

رضی اللہ عنهما وعنهم اجمعين ۔

آخرت

جس طرح دنیا وبرزخ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میں مطابقت ووحدت موجود ہے..........اسی طرح آخرت میں بھی متعدد امور میں یہ مشابہت بلکہ وحدت پائی جاتی ہے۔.......... مثلاً..........

قیامت میں سب سے اول قیام:۔

سب سے اول حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا قیام ہوگا اور آپ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا! حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "انا اول من تنشق عنه الارض ثم ابوبکر "سب سے پہلے میری قبر کھولی جائے گی پھر ابوبکر کی قبر شق ہوگی اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔(مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ)

حوض کوثر پر!:۔

حوض کوثر پر ہر دو حضرات اکٹھے ہوں گے جس طرح حضرت صدیق اکبرؓ غار میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحب ویار ہیں اسی طرح حوض کوثر پر بھی صاحب ویار ہوں گے۔ حضرت ابن عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا "انت صاحبی فی الغار وصاحبی علی الحوض "(رواہ الترمذی) تم غار ثور میں میرے رفیق تھے اور حوض (کوثر) پر بھی تم میرے رفیق ہوگے ،(مشکوۃ المصابیح باب مناقب ابی بکرؓ)

جنت میں سب سے پہلے داخلہ:۔

جنت میں سب سے اول حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ داخل ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو سب سے اول جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے لئے سب سے اول جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔(رواہ مسلم، مشکوۃ المصابیح باب فضائل سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام)

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔جبریل میرے پاس آیا میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے جنت کا دروازہ دکھلایا جس سے میری امت داخل ہو گی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کاش میں آپ کے ساتھ ہوتا اور جنت کا دروازہ دیکھ لیتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اما انك یا ابا بکر اول من ید خل الجنة من امتی"(رواہ ابو دائود)ابوبکر بالیقین تم میری امت میں سب سے اول جنت میں داخل ہو گے۔(مشکوۃ المصابیح مناقب ابی بکرؓ)

بہشت کی تنویر و تابانی:۔

جس طرح حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے انوارِ مبارکہ سے جنت منور ہو گی اسی طرح حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نور سے جگمگا اٹھے گی۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک مکتوب میں رقم فرماتے ہیں۔بعد از توجہ تام ظاہر شد کہ دخول ایں امت در بہشت باستصواب و تجویز ایں دو اکابر خواہد بود و مشہود میگردد کہ تمام بہشت بنورِ صدیقؓ مملو است۔

پوری توجہ کے بعد ظاہر ہوا کہ بہشت میں اس امت کا داخلہ حضرات شیخینؓ کی تجویز سے ہو گا اور مشاہدہ میں آیا کہ تمام بہشت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے نور سے بھرپور ہے۔(مکتوبات امام ربانی دفتر اول مکتوب بنام خواجہ محمد اشرف کابلیؒ)

مستقل عنوانات کے تحت تو حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے باہم متشابہ و مطابق امور و حالات پر بحث ہو چکی ہے۔ اب چند متفرق متشابہ و متوافق امور و کوائف پیش کئے جاتے ہیں۔ دیکھئے ان امور میں کس درجہ مطابقت و مشابہت بلکہ وحدت و یک رنگی موجود ہے۔

..........مثلاً..........

بر کت :۔

ہر دو حضرات کے ہاں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے برکت کی مشترک کیفیت ملاحظہ ہو:۔

۱۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ خندق میں ہم نے تین دن تک کچھ بھی نہ چکھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیٹ مبارک پر پتھر بندھا ہوا تھا، میں اپنی بیوی کے پاس آیا اور کہا کہ تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت بھوکا دیکھا ہے۔ اس نے ایک تھیلا نکالا اس میں ایک صاع جو تھے۔ ہمارا ایک بھیڑ کا چھوٹا سا بچہ تھا۔ میں نے اسے ذبح کیا میری بیوی نے چکی میں جو پیسے، میں نے گوشت دیگچے میں ڈالا اور آگ پر چڑھادیا۔

پھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ اور آہستہ سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم نے بھیڑ کا بچہ ذبح کیا۔ اور ایک صاع جو قریباً تین ساڑھے تین سیر پیسا جا رہا ہے۔ آپ اپنے تھوڑے سے اصحاب کے ساتھ تشریف لے چلیے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زور سے پکار کر فرمایا اے اہلِ خندق! جابرؓ

نے کھانا تیار کیا ہے۔

پس تم جلدی چلو اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا، تم ہانڈی (چولہے سے نہ اتارنا۔ اور جب تک میں نہ آؤں نہ روٹیاں پکانا، چنانچہ آپ تشریف لے آئے۔ اور میں گوندھا ہوا آٹا آپ کی خدمت میں لے آیا۔ آپ نے اس میں لعابِ دہن مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر ہانڈی کی طرف بڑھے اس میں لعاب دہن مبارک ڈالا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر فرمایا۔ روٹی پکانے والی کو بلاوہ تیرے ساتھ روٹی پکائے، اور ہانڈی سے سالن نکالو اور اسے چولہے پر رہنے دو۔ وہ اصحابِ رسول یعنی شرکائے خندق ہزار آدمی تھے۔

میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں ان سب نے کھایا۔ یہاں تک کہ سیر ہو کر چھوڑ دیا اور واپس چلے گئے۔ اور ہماری ہانڈی بدستور جوش کھا رہی تھی جیسا کہ کھانا کھانے سے پہلے تھی اور ہمارا آٹا پکا جا رہا تھا جیسا کہ پہلے تھا۔

(صحیح بخاری، صحیح مسلم مشکوٰۃ المصابیح باب فی المعجزات)

☆ اب ایک دوسرے موقع پر اللہ کی یہی رحمت اور برکت کی یہی صورت ملاحظہ ہو:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غزوۂ تبوک کے دن لوگوں کو سخت بھوک لگی۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ان کے بچے کھچے سامانِ خوراک منگوایئے۔ اور ان پر اللہ سے برکت کی دعا فرمایئے۔

فرمایا ہاں! پس آپ نے دستر خوان منگوایا اسے بچھا دیا گیا۔ پھر بچا ہوا سامانِ خوراک منگوایا، پس کوئی مٹھی بھر اناج لاتا تھا۔ کوئی مٹھی بھر کھجور لاتا تھا۔ اور کوئی روٹی کا ٹکڑا لاتا تھا۔ یہاں تک کہ دستر خوان پر تھوڑی سی چیزیں جمع ہو گئیں، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے برکت کی دعا فرمائی۔ پھر فرمایا:۔

اپنے اپنے برتنوں میں بھر لو۔ پس سب نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اور کھانا بچ رہا۔ (صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح باب فی المعجزات)

☆ ایک اور واقعہ میں برکت کی یہی کیفیت دیکھئے: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کی میری ماں ام سلیم نے کھجور، چربی اور پنیر سے حیس (مالیدہ) تیار کیا اور ایک طشت میں ڈال کر کہا۔ انس! اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ اور عرض کرو میری ماں نے یہ دے کر مجھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا ہے۔

وہ سلام عرض کرتی ہیں اور کہتی ہیں "یارسول اللّٰہ" یہ تھوڑا سا ہماری طرف سے آپ کے لئے ھدیہ ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں پس میں گیا اور عرض کیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رکھ دو پھر فرمایا جاؤ فلاں فلاں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نام لیکر فرمایا کو اور جو بھی تجھے ملے میرے پاس بلا لاؤ۔

پس جن جن کا نام حضرت نے فرمایا اور جو بھی مجھے ملا میں سب کو بلا آیا جب میں لوٹا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر لوگوں سے بھر گیا تھا، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تم سب کتنے لوگ ہو گے؟ فرمایا تین سو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حیسہ میں اپنا دست مبارک رکھا۔ اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا فرمایا۔ پھر دس دس کو بلاتے تھے۔ اور ان سے فرماتے تھے "بسم اللّٰہ" پڑھو اور ہر آدمی اپنے آگے سے کھائے پس انہوں نے کھایا یہاں تک کہ سیر ہو گئے۔

پس ایک جماعت نکلتی تھی اور دوسری داخل ہوتی تھی۔ یہاں تک کہ سب نے کھا لیا پھر فرمایا انس! طشت اٹھایا میں نہیں کہہ سکتا کہ جب میں نے رکھا تھا زیادہ تھا یا جب اٹھایا اس وقت زیادہ تھا۔ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح باب فی المعجزات)

اب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں بفضلہ تعالیٰ برکت کی یہی صورت ملاحظہ فرمایئے! ایک رات گھر پر مہمان تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ طیبہ تھے۔ عشاء کی نماز کے بعد تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے جب رات زیادہ گزر گئی تو مکان جو مدینہ سے باہر تھا پر تشریف لائے ابھی تک مہمانوں نے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اپنے صاحبزادے حضرت عبدالرحمٰن پر بہت غصے ہوئے کھانا لایا گیا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے "بسم اللہ" کہہ کر کھانے میں ہاتھ ڈالا، پھر ان لوگوں نے بھی کھایا۔ اس کھانے میں اس حد تک برکت ہوئی کہ ایک لقمہ اٹھاتے تھے تو نیچے سے بڑھ جاتا تھا، یہاں تک کہ سب لوگ سیر ہو گئے، اور کھانا جتنا تھا اس سے زیادہ ہو گیا۔

حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا اپنی بیوی سے فرمایا اے اخت بنی فراس! یہ کیا معاملہ ہے؟ "فقالت وقرة عینی انها الآ ن لا کثر قبل ان نا کل" اس نے کہا میری آنکھوں کی ٹھنڈک! اب یہ پہلے سے بھی زیادہ ہے۔

دوسری روایت میں ہے "فقالت لا وقرة عینی لهی الآ ن اکثر مما قبل بثلاث مرات" اب یہ پہلے سے تین گنا زیادہ ہے۔

جب سب لوگ سیر ہو چکے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسی کھانے سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی کچھ کھانا بھیجا، آپ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا، باقی رہنے دیا۔ صبح کو اور لوگوں نے کھانا کھایا بارہ شخص تھے ہر شخص کے ساتھ بہت سے لوگ تھے، واللہ علم ہر شخص کے ساتھ کتنے لوگ تھے "اکلو امنها اجمعون" ان سب نے اس کھانے میں سے کھایا۔

(صحیح بخاری کتاب المناقب باب علامات النبوۃ باب قول الضیف لصاحبہ)

عمرؓ سے ہر دو حضرات راضی تھے:۔

حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر ضی اللہ عنہ دونوں حضرات بوقت وفات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے راضی تھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آخر وقت خوف خدا سے بہت بے چین تھے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے ان کو تسکین و تسلی دیتے ہوئے کہا امیر المؤمنین آپ اس قدر بے چین کیوں ہوتے ہیں "لقد صحبت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فاحسنت صحبته ثم فارقته وهو عنك راض ثم صحبت ابابكر فاحسنت صحبتة ثم فارقته وهو عنك راض" بلاشبہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے اور آپ نے ان کا حق صحبت ادا کیا پھر آپ ان سے جدا ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے راضی تھے پھر آپ ابو بکرؓ کی صحبت میں رہے اور باحسن طور رہے پھر جب آپ ان سے جدا ہوئے تو وہ آپ سے راضی تھے (بخاری مناقب عمر بن الخطابؓ)

ہر دو حضرات کی صحبت ورضا احسان الٰہی ہے:۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صحبت اور رضاء و خوشنودی کو اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم یقین کرتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے جواب میں فرماتے ہیں "اماماذكر ت من صحبة رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ورضاه فانما ذٰلك من من اللّٰه تعالىٰ من به علىّ واما ماذكر ت من صحبة ابى بكر ور ضاه فانما ذٰلك من من اللّٰه جل ذكره من به علىّ"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اور رضامندی جس کا آپ نے تذکرہ کیا یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے جو اس نے میرے اوپر فرمایا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صحبت ورضامندی جس کا آپ نے ذکر کیا یہ بھی اللہ جل ذکرہ کا احسانِ عظیم ہے جو اس نے میرے اوپر فرمایا ہے۔ (صحیح بخاری، مناقب عمر بن الخطابؓ)

موجب غضبِ الٰہی کیا؟

جس طرح حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی رضا احسانِ الٰہی ہے اسی طرح ہر دو حضرات کا غضب موجب غضب الٰہی اور باعث ہلاکت ہے چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تحریر فرماتے ہیں امام احمد نے بروایت ابو عمران جونی ربیعہ اسلمیؓ سے ایک طویل حدیث نقل کی ہے جس کے آخر میں ہے کہ حضرت ربیعہؓ نے بیان کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک زمین عطا فرمائی اور حضرت ابوبکرؓ کو بھی ایک زمین اسی کے قریب عطا فرمائی۔

ایک درخت کے بارے میں ہمارا اختلاف ہو گیا۔ میں نے کہا یہ میری حد میں ہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا نہیں وہ میری حد میں ہے اس پر میرے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان بحث بڑھ گئی۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ایک ایسی بات کہی جسے خود انہوں نے برا جانا۔ اور نادم ہوئے۔ پھر مجھ سے کہا ربیعہ! تم بھی مجھے ویسی ہی بات کہہ دو تاکہ بدلہ ہو جائے میں نے کہا میں تو نہ کہوں گا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا تمہیں ضرور کہنا ہوگا ورنہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تم پر اس کی بابت زور دلاؤں گا میں نے کہا میں ہرگز وہ بات نہ کہوں گا۔

حضرت ربیعہؓ کہتے ہیں پھر میں اپنی زمین پر ٹھہرا رہا اور حضرت ابوبکر صدیق

رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ ہوئے۔ میں بھی ان کے پیچھے روانہ ہو پڑا۔ مجھے راستہ میں قبیلہ اسلم کے چند اشخاص ملے انہوں نے مجھ سے کہا خدا ابو بکر رضی اللہ عنہ پر رحمت فرمائے ہم حیران ہیں کہ وہ کس بنا پر تمہاری شکایت کرنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جارہے ہیں حالانکہ خود انہوں نے تم کو کہا ہے جو کچھ کہا ہے۔ میں نے ان سے کہا تم جانتے ہو یہ شخص کون ہے؟

سنو! یہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں یہ ثانی اثنین ہیں اور یہ مسلمانوں کے بوڑھے بزرگ ہیں تم لوگ مجھ سے دور ہو جاؤ مبادا وہ پیچھے مڑ کر اور ادھر متوجہ ہو کر نظر کریں اور تم کو دیکھیں کہ ان کے مقابلہ پر میری مدد کر رہے ہو۔

"فيغضب فياتى رسول الله صلى الله عليه وسلم فيغضب بغضبه فيغضب الله عزوجل بغضبهما فيهلك ربيعة" اور ان کو غصہ آجائے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچیں اور آپ ان کے غصہ کے سبب سے مجھ پر غضبناک ہوں اور ان دونوں کے غضب کے سبب سے اللہ عزوجل غضب فرمائے اور ربیعہ ہلاک ہو جائے۔ (ترجمہ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل ۴ ص۱۹۳۔۱۹۴)

اللہ اللہ! کیا مقام ہے سیدنا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا! کہ ان کو غضب ناک دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم غضب ناک ہو جائیں گے اور حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے غضب کے سبب سے اللہ عزوجل غضب فرمائیں گے........ اللہ اکبر........

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اس عظمت قدر و رفعت مقام کے کیا کہنے! پوری انسانیت میں کون ہے جو ان کی عظمت و رفعت اور علو مرتبت و منزلت میں ان کا حریف ہو سکے......... رضى الله تعالىٰ عنه و عنهم اجمعين.